حج وعمرہ کے مسائل پر سہل انداز میں جامع معلوماتی کتاب

رہنمائے حج وزیارات

ترتیب وتقدیم

محمد رحمت اللہ صدیقی

ناشر

شعبہ نشر واشاعت دار العلوم خیریہ نظامیہ سہسرام

مولانا ملک الظفر سہسرامی

تنقیدی شعور کا درخشاں ستارہ

حضرت مولانا ملک الظفر سہسرامی علم وادب کے افق پہ ایک نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ان کی زندگی کا ہر گوشہ دینی، علمی اور فکری خدمات سے معمور ہے۔ بطور ادیب اور نقاد، ان کی تحریریں فکر کی گہرائی اور ادبی ذوق کی بلندی کا بہترین امتزاج پیش کرتی ہیں۔ ان کا تنقیدی شعور ان کی تحریروں میں جھلکتا ہے۔ ان کے مقالات اسلامی تہذیب وثقافت کے دفاع اور اصلاحی فکر کے فروغ میں سنگ میل ثابت ہوئے ہیں۔ مولانا نے اپنے مخصوص علمی انداز اور دلنشیں طرز بیان کے ذریعے ایسے موضوعات پہ قلم اٹھایا ہے جو عصری مسائل کو روشنی فراہم کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں ادبی اصول اور شرعی بنیادوں کے درمیان ایک متوازن ربط قائم نظر آتا ہے، جو ان کے گہرے تنقیدی شعور کا غماز ہے۔

مولانا کے یہ قیمتی مقالات ''فکر ونظر کے چراغ'' کے نام سے صحافی عصر حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی مدیر اعلیٰ پیغام رضا کی ترتیب وتہذیب کے ساتھ جلد منظر عام پہ آ رہا ہے۔

یہ مجموعہ ان تمام افراد کے لیے ایک گراں قدر تحفہ ہوگا جو اسلامی ادب اور تنقید سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ " فکر ونظر کے چراغ " نہ صرف مولانا ملک الظفر سہسرامی کی علمی خدمات کا اعتراف ہوگا، بلکہ یہ آنے والی نسلوں کے لیے روشنی کا مینار بھی ثابت ہوگا۔
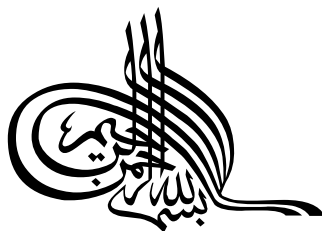
رہنمائے حج وزیارات

مولانا ملک الظفر سہسرامی

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(حضرت رضاؔ بریلوی)

حج وعمرہ کے مسائل پر سہل انداز میں جامع اور معلوماتی کتاب

بنام

رہنمائے حج وزیارات

مولانا ملک الظفر سہسرامی

ترتیب وتقدیم
مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی

ناشر

شعبۂ نشر واشاعت دار العلوم خیریہ نظامیہ، سہسرام

نام کتاب	:	رہنمائے حج وزیارات
مؤلف	:	مولانا ملک الظفر سہسرامی
ترتیب وتقدیم	:	مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی، مدیر اعلیٰ پیغامِ رضا ممبئی
سن اشاعت	:	۱۴۴۶ھ- 2025ء
ناشر	:	شعبۂ نشر واشاعت دارُ العلوم خیریہ نظامیہ، سہسرام
تعداد	:	1100 (گیارہ سو)
قیمت	:	150 (ایک سو پچاس روپے)

ملنے کے پتے :

(۱) دارُ العلوم خیریہ نظامیہ، سہسرام 7992441600

(۲) رضوی بک ڈپو، مدار دروازہ سہسرام

(۳) صبا بک ڈپو، چوکھنڈی سہسرام

(۴) بک امپوریم، اردو بازار، پٹنہ

(۵) جامعہ مدینۃ العلوم رتن پور ضلع کھیڑا گجرات

عارفِ وقت، زاہد زمانہ

حضرت مولانا مفتی محمد فرخند علی سہسرامی نقشبندی مجددی

امین الفتویٰ حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صادق سہسرامی

ضیاء العلماء حضرت مولانا مفتی ضیاء الحسن ضیاء محدث سہسرامی

فخر بہار، تاجدارِ صحافت وخطابت

حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی علیہم الرحمہ

کے نام

جنھوں نے دارالعلوم خیریہ نظامیہ سہسرام کے پلیٹ فارم سے فروغِ دین وشریعت کے لیے اپنی حیات کی ہر سانس وقف کر دی تھی ان پاکانِ امّت کے لیے فخریہ کہا جا سکتا ہے کہ

ان کا سایہ اک تجلی، ان کا نقشِ پا چراغ
یہ جدھر گذرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

نیاز مند

محمد ملک الظفر سہسرامی

فہرست مشمولات

صفحہ نمبر	عناوین
8	عرض مصنف ۔۔۔۔۔۔مولانا ملک الظفر سہسرامی
13	تقریظ ۔۔۔۔۔۔۔مفتی شمشاد حسین رضوی، بدایوں شریف
17	تقدیم ۔۔۔۔۔۔مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی
65	عازمین حج وزیارت کے لیے خاص ہدایات
75	اقسام حج، شرائط حج
76	فرائض حج، واجبات حج
77	حج کی سنتیں، ممنوعات حج
78	مکروہات حج، جرم اور اس کے کفارے
79	سلے کپڑے پہننا
80	بال دور کرنا، ناخن تراشنا
81	بوس وکنار وغیرہ، جماع
81	طواف میں غلطیاں

سعی میں غلطیاں، وقوف میں غلطی، رمی کی غلطیاں	82
قربانی اور حلق میں غلطی، ہدایت	83
جوں مارنا، میقات سے بغیر احرام گذرنا	84
احرام ہوتے ہوئے احرام باندھنا	85
آیئے حج کریں	85
نویں ذوالحجہ کی ایک خاص دعا	94
حج کی بعض اصطلاحات ومقامات کی وضاحت	107
مختلف مقامات کی دعائیں	109
چند مقدس زیارت گاہیں	114
مکہ مکرمہ کے گم شدہ تبرکات: از تبرکات قلم فخر بہار حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	119
مناجات	127
لاکھوں سلام	128

عرض مصنف

اسلام میں حج ایک عظیم عبادت اور دین کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ ہر صاحب استطاعت مسلمان کے لیے حج کی ادائیگی ایک مرتبہ فرض ہے۔ حج اور زیارات کے مناسک ایک مقدس روحانی تجربے ہیں، جن کی صحیح ادائیگی کے لیے مکمل رہنمائی اور تیاری ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ''رہنمائے حج وزیارات'' کی افادیت واہمیت ہر دور میں نمایاں رہی ہے۔

رہنمائے حج کی ضرورت:

حج کے مناسک کی درست ادائیگی گہرا مطالعہ، علمائے کرام کی بابرکت صحبت، تفصیلی معلومات، وقت اور مکمل اتباع کے بغیر کماحقہ ممکن نہیں۔ یہ مناسک اسلام کی تاریخ، عقائد، اورعبادات کے گہرے شعور کے بغیر مکمل طور پہ ادا نہیں کیے جاسکتے۔

رہنمائے حج:

(۱) حجاج کرام کو مناسک حج کی مکمل تفصیل فراہم کرتی ہے۔

(۲) عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے تاکہ حجاج کرام سنت کے مطابق حج کے اعمال وارکان ادا کرسکیں۔

(۳) سفر کے دوران پیش آنے والے مسائل اور ان کے شرعی حل کے بارے میں

آگاہی دیتی ہے۔

(۴) ایسے افراد کے لیے معاون ومددگار رہے جو پہلی بار حج یا زیارات کے لیے جارہے ہوں اور مناسک حج سے ناواقف ہوں۔

رہنمائے حج وزیارات کی افادیت:

(۱) تعلیماتِ دین کی رہنمائی: رہنمائے حج ایک ایسا ذریعہ ہے جو حج کے شرعی احکام، فضائل، اور مناسک کی تفصیل پیش کرتی ہے۔ یہ زائرین کو اسلامی تعلیمات پہ عمل پیرا ہونے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

(۲) وقت اور وسائل کی بچت: مناسکِ حج کی صحیح ادائیگی کے لیے وقت اور وسائل کی منصوبہ بندی ضروری ہے۔ رہنمائے حج ان تمام امور کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے، جیسے: طواف کے اصول، سعی کے مراحل، رمی جمار، قربانی اور حلق کے احکام۔

(۳) روحانی تیاری: حج ایک روحانی سفر ہے جس میں دل و دماغ کو خلوص کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں جھکانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ رہنمائے حج زائرین کو روحانی طور پہ تیار کرتی ہے تاکہ وہ زیادہ خشوع وخضوع کے ساتھ حج ادا کرسکیں۔

(۴) سفر کی سہولت: حج کے دوران سفر کے انتظامات اور دیگر عملی امور جیسے رہائش، کھانے پینے، اور نقل وحرکت کے بارے میں رہنمائی فراہم کی جاتی ہے، تاکہ زائرین کسی پریشانی کے بغیر مناسک ادا کرسکیں۔

(۵) مشترکہ عبادت کا شعور: ”رہنمائے حج“ مسلمانوں کو یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ حج ایک اجتماعی عبادت ہے جہاں دنیا بھر کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوکر اللہ کے حضور جھکتے ہیں۔ یہ امتِ مسلمہ کے اتحاد اور بھائی چارے کا بہترین مظاہرہ ہے۔

دین واحکام دین سے ہماری دوریاں اب آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے احکام اسلامی پہ ہماری جو مضبوط گرفت ہونی چاہیے وہ نظر نہیں آتی ہماری معاشرتی زندگی میں دین ومذہب رسم ورواج کی شکل میں باقی رہ گیا ہے دین کی بنیادی باتوں سے بھی ہم بے خبر ہیں مسلمان کے لیے جس طرح ایمانیات کا جاننا لازم ہے اسی طرح کفریات کا علم بھی ضروری ہے- چلتے پھرتے، ہنستے بولتے، اٹھتے بیٹھتے اس طرح کفریہ کلمات کہہ کر گذر جاتے ہیں اور ہمیں اس کا شعور وادراک بھی نہیں ہو پاتا یہ ستم بالائے ستم ہے کہ آدمی مرتکب کفر ہوجائے اور اسے اس کا شعور بھی نہ ہو سکے۔

ہم جس معاشرے اور سماج میں زندگی گذار رہے ہیں وہ ایک مخلوط سماج ہے اور اس معاشرے میں آزادیِ فکر وخیال کا بول بالا ہے سوچنے سے لے کر بولنے تک، فکر وخیال کی ترسیل سے لے کر زبان وقلم تک سب بے قید وآزاد ہیں کہیں آپ پہرے نہیں بٹھا سکتے۔ لیکن ہم مسلمان ہمیشہ سے احکام اسلامی کے پابند تھے، ہیں اور رہیں گے ہمارے بولنے لکھنے پہ بھی شریعت نے پہرے بٹھا رکھے ہیں لکھنے بولنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم سوچیں کہ ہم کیا بولنے اور لکھنے جارہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سننے کے لیے دو کان دیکھنے کے لیے دو آنکھیں عنایت فرمائیں لیکن گفتگو کے لیے ایک زبان سے نوازا یعنی پہلے تولو پھر بولو عربی زبان کا ایک محاورہ ہے ''من سکت نج'' جو خاموش رہ گیا نجات پا گیا۔

ہماری عام زندگی میں بول چال میں اردو زبان میں رائج کئی محاورے ایسے ہیں جن پہ شریعت کے سخت فتوے ہیں مثلاً ایک محاورہ جو آپ نے بھی سنا ہوگا ممکن ہے ناواقفی میں اس کا استعمال بھی ہوا ہوگا ''گئے روزے بخشوانے گلے پڑ گئی نماز۔''

استغفر اللہ استغفر اللہ نماز کا گلے پڑنا غور فرمایئے نماز جو ایک اہم رکن اسلامی ہے اس کے تعلق سے اس جملے میں کس قدر رکاکت ہے یقیناً یہ نماز کی توہین اور اس کا استخفاف ہے جو ایک مسلمان کو اسلام سے نکال کروادی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

ہماری معاشرتی اور سماجی زندگی میں بگاڑ وفساد کا بڑا سبب فلم دنیا کی نیرنگیاں بھی ہیں

جن کے زیر اثر ہمارے پاکیزہ وصالح معاشرے کی چول ہل کر رہ گئی ہے بات فیشن، عریانیت اورنیم برہنگی سے بڑھ کر ہماری روحانیت و مذہبیات کے اثاثے میں نقب زنی تک جا پہنچی ہے نغمات و مکالمات اور جملہ بندیوں میں جو فحش کلامی ہے وہ جگ ظاہر ہے لیکن ان میں بولے جانے والے کچھ جملے لاریب صریح کفر ہیں جن کی جانکاری بحیثیت مسلمان ہم پہ فرض ہوجاتی ہے مثلاً نعوذ باللہ من ذالک۔ فلمی نغمے کا ایک شعر ہے۔

خدا بھی آسماں سے جب زمیں پہ دیکھتا ہوگا
مرے محبوب کو کس نے بنایا سوچتا ہوگا

یا

دنیا بنانے والے کیا ترے من میں سمائی کاہے کو دنیا بنائی

نعوذ باللہ من ذالك

اس طرح کے اور بھی بہت سارے کفریہ اشعار اور مکالمے ہیں جن کا سننا انہیں ادا کرنا ایک مسلمان کو ایمان کی سرحدوں سے نکال کروادی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

سفر حج پہ جانے سے پہلے آپ اپنی زندگی کی صبح وشام کا گہرائی سے جائزہ لیں زندگی کے کسی موڑ پہ دانستہ نادانستہ خاموشی سے کفر کا عمل دخل تو نہیں ہوگیا لہٰذا وقت ضائع کیے بغیر فوراً تجدید ایمان، تجدید نکاح اور تجدید بیعت کر کے ایک نئ پاکیزہ زندگی کی ابتدا کریں تا کہ حج کے فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہونے کے مواقع نصیب ہوسکیں۔

یہ ذہن میں رہے کہ نادانستگی میں بھی ارتکاب کفر کی بنیاد پہ ہمیں معاف نہیں کیا جائے گا۔

موجودہ حالات کے پیش نظریوں بھی بے پناہ اہم وضروری ہوگیا ہے کہ ہم موقع بموقع تجدیدِ ایمان تجدید نکاح وغیرہ کے مرحلے سے گذرتے رہیں تا کہ اگر لاعلمی اور نادانستگی میں کوئی ایسی خطا سرزد ہوگئی ہو کوئی کفریہ جملہ نوک زبان پہ آ گیا ہو تو اس سے ہماری پاکیزہ زندگی پاک وصاف ہوجائے۔

رہنمائے حج وزیارات ایک قیمتی ذریعہ ہے جو نہ صرف عبادات کے احکام سمجھنے میں مدد

دیتی ہے بلکہ حج کے روحانی اور عملی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔ یہ زائرین کو ان کے مقدس سفر کو بہتر انداز میں مکمل کرنے کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ لہٰذا، ہر مسلمان کو سفر حج پہ جانے سے پہلے رہنمائے حج وزیارات سے استفادہ کرنا چاہیے تا کہ وہ یہ عظیم عبادت سنت کے مطابق اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کر سکے۔

ہم شکر گذار ہیں ان تمام احباب مخلصین اور اہل محبت کے جو اس کی اشاعت کے عملی مرحلے سے گذارنے میں ہمارے شکستہ حوصلوں کو تقویت کا سامان فراہم فرماتے رہے۔ حضرت علامہ مفتی محمد شمشاد حسین رضوی بدایونی کی اس نظر التفات کا شکریہ جس نے رہنمائے حج وزیارات کا غائرانہ مطالعہ فرما کر اپنی قیمتی تحریر سے اسے مزید رونقیں بخشیں، عزیز گرامی قدر حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی کے اس پاکیزہ جذبے کو سلام جو دم توڑتے ہوئے ارادوں کو نئی تب وتاب اور تازہ دم کرتے رہتے ہیں۔ عزیز گرامی مولانا مفتی فیض احمد استاذ جامعہ حمیدیہ بنارس اور عزیز القدر مولانا خلیل رضا رانچی کی ان محبتوں کا شکریہ جو اس کتاب کے اشاعتی سفر کے لیے زادِ راہ بنیں۔

اہل علم کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اگر کہیں کوئی خامی نظر آئے تو متوجہ فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو جائے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی، بدایوں

تقریظ

حرم کی سرزمیں دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے دل و جان سے قریب تر ہے، چاہے وہ دنیا کے کسی بھی علاقے کے ہوں، وہ حرم اور اس کے گرد و پیش کے تمام علاقوں پر دل و جاں سے فدا ہیں اور ان پر اپنی جاں نثار کرنے کو تیار ہیں اور شب و روز اسی انتظار میں رہتے ہیں کہ حرم سے بلاوا آئے اور حرم کی سرزمیں کا دیدار ہو جائے۔ یوں تو اس جہان گیتی کے تمام اطراف و اکناف سے لاکھوں کی تعداد میں اہل ایمان حج و عمرہ کے موقع پر زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور دل کی مرادیں پوری کرتے ہیں۔ یہ سرزمیں کیسی سرزمیں ہے؟ اس تعلق سے سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

یہی وہ سرزمین ہے جہاں فرشتے بھی ادب سے آتے ہیں اور اپنی آنکھوں کو بچھائے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ ہوائیں بھی ادب سے آتی ہیں اور گزر جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ سرزمیں عرش سے بھی نازک تر ہے یہاں کی خاک کے ذروں میں جو تاب و توانائی پائی جاتی ہے کہیں اور نہیں، کیا آسماں اور کیا عرش معلیٰ؟ فارسی زبان و ادب کے مشہور شاعر ”عزت بخاری“ کا ایک شعر ہے ؎

ادب گا ہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدو با یزید ایں جا

یعنی آسماں کے نیچے ایک ایسی بھی ادب گاہ ہے جو عرش سے بھی نازک تر ہے جہاں جنید وبایزید بھی اپنی سانسیں روک کر آتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اونچی آواز میں سانس بھی نہیں لیتے۔ یہ تو بڑے بڑوں کی باتیں ہیں ان کے نقوش قدم پر چلنا ہم جیسے گنہگاروں اور سیاہ کاروں کے بس کی بات نہیں۔پھر ہم جائیں تو کیسے جائیں؟ حاضری کے آداب کیا ہیں ؟ انہی آداب کی تفصیلات پر مشتمل یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے جس کا نام ''رہنمائے حج وزیارات'' ہے۔ اس کے مصنف ''حضرت علامہ مولانا مفتی ملک الظفر سہسرامی ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب بے پناہ خلوص اور محبت کے ساتھ ترتیب دی ہے اس کا مطالعہ کیجئے اور سمجھ لیجئے کہ ''رہنمائے حج وزیارات'' کتنا ضروری اور اہم ہے۔حرم کی سرزمین کوئی عام سرزمین نہیں۔وہاں کی خاک کا ہر ایک ذرہ نور ونکہت سے بھرا پڑا ہے جو دل وجاں دونوں کو روشن کرتا رہتا ہے۔ان حضرات کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے جو سفر حج وزیارت کے لیے روانہ ہو رہے ہیں یا پھر حرم کی سرزمیں تک جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

یہ کتاب کیوں اور کیسے؟

کسی بات کو سن کر لکھنے یا پڑھ کر لکھنے میں ضرور مزہ آتا ہے مگر مشاہدہ کر کے اور آنکھوں سے دیکھے ہوئے احوال وکیفیات کے بیان کرنے میں جو لطف ومزہ پایا جاتا ہے کہیں اور نہیں پایا جاتا ہے۔ چونکہ دیکھ کر بیان کرنے میں صرف احوال واقعی ہی نہیں ہوتے ہیں بلکہ قلب وجاں کے جذبات واحساسات بھی اس میں پائے جاتے ہیں ''رہنمائے حج وزیارات '' نامی اس کتاب میں احوال واقعی کے ساتھ ساتھ مصنف کا مشاہدہ بھی پایا جاتا ہے۔اس کتاب کو پڑھئے اور مشاہداتی کیفیات سے لطف اٹھایئے۔

یہ کتاب کیسے اور کیوں وجود میں آئی۔اس کی وضاحت کرتے ہوئے مصنف ومرتب

بیان کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

آٹھ دس سالوں سے دارالعلوم خیریہ نظامیہ سہسرام میں عازمین حج و زیارت کے لیے تربیتی کیمپ کا انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ اس طرف تین چار سالوں سے ضلع رہتاس کے عازمین حج وزیارت کی تربیت کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہے تربیت کی اس خدمت پہ یہ ہیچ مداں مامور ہے اسی تربیت کا فیضان ہوا کہ حج وزیارت کے موضوع پر زیر نظر کتاب ترتیب کے مرحلے سے گزرگئی۔

عازمین حضرات کی سہولت کے لیے ضخیم سے ضخیم اور مختصر سے مختصر ہدایت نامے رہنما مارکیٹ میں دستیاب ہیں میں نے اپنے تئیں یہ کوشش کی ہے کہ عازمین کو مختصر انداز میں حج کے جملہ ارکان فرائض، واجبات اور سنن و مستحبات، ممنوعات، دعائیں، بعض ضروری اصطلاحات نیز حاضری وزیارت کے آداب کی جانکاری دے دی جائے۔ اپنی اس کوشش میں میں کہاں تک کامیاب ہوں یہ فیصلہ قارئین کے سپرد کرتا ہوں۔ (پیش لفظ)

''پیش لفظ'' کی مذکورہ عبارتوں کو پڑھ کر اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ''رہنمائے حج وزیارات'' کیوں اور کیسے لکھی گئی۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مصنف نے پہلے حج وزیارت کا سفر کیا اور کئی عمرے بھی کیے۔ انہوں نے حرم کو بھی دیکھا اور اس کے گرد و پیش کے متبرک اور نور و نکہت میں ڈوبے ہوئے علاقوں کی زیارت بھی کی۔ خاک حرمین شریفین کے ان ذروں کو بھی دیکھا جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے ناز سے اکتساب نور کا موقع نصیب ہوا ہوگا۔ اس دوران مصنف کے دل و دماغ میں نہ جانے کیا جذبات و احساسات بیدار ہوئے ہونگے اور ان کی قلبی کیفیات کا کیا عالم ہوا ہوگا؟ یہ بتانا ذرا

مشکل ہے، کیف وطرب کے انہیں جذبات کو حضرت مصنف نے اپنے لفظوں میں پیش کیا ہے۔ یہ بھی ان کے فن کا کمال ہے کہ انہوں نے اپنے جذبات نہایت ہی مختصر انداز میں پیش کئے ہیں تاکہ قارئین کے لیے سہولت ہو اور اس کتاب سے استفادہ کرنے میں کسی طرح کی کٹھنائی پیدا نہ ہو۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ انہوں نے جو کچھ بھی بیان کیا ہے یہ ان کا آنکھوں دیکھا حال ہے اور سچے جذبات ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مصنف نے ایک وسیع اور گہرے سمندر کو مختصر سے مختصر انداز میں پیش کر دیا ہے۔

کچھ مصنف اور ان کے اسلوب کے بارے میں:

حضرت علامہ ومولانا مفتی ملک الظفر صاحب خانوادۂ علم وفن کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کے خاندان میں ایک سے بڑھ کر ایک علمی شخصیات رہی ہیں۔ ان کے والد گرامی حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی ہیں جو اپنے دور کے بڑے خطیب وقلم کار رہے ہیں۔ ان کی خطابت کی دھوم پورے ہندوستان میں پائی جاتی تھی۔ جس اسٹیج پر ان کی موجودگی ہوا کرتی تھی جلسہ کامیاب ہوا کرتا تھا ان کا انداز بیاں ایسا ہوا کرتا تھا جیسے ان کی زبان پاک سے لفظوں اور جملوں کے لعل و گوہر جھڑ رہے ہوں اور سامعین اپنے دامنوں کو پسارے اپنے دلوں میں بسا رہے ہوں، ان کی خوبی اور کمال کا ایک زمانہ متأثر تھا، ہے اور رہے گا۔ ان کا چمکتا سورج نہ ڈوبا ہے اور نہ کبھی ڈوبے گا، یہ اور بات ہے کہ ان کے چمکنے اور دمکنے کا انداز بدل گیا ہے۔ حضرت علامہ ومولانا ومفتی ملک الظفر صاحب قبلہ اپنے خاندان اور والد محترم کی چمکتی اور دمکتی کرنوں کو فروغ وارتقاء کی منزلوں سے ہمکنار کر رہے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ سہسرام اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں ان کی شخصیت کو اعتباریت حاصل ہے مزید یہ کہ ان کی شخصیت میں ایسی تاب وتوانائی پائی جاتی کہ خود زمانہ ان کی جانب کشاں کشاں آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ پاک پروردگار عالم سے دعا ہے حضرت علامہ یوں ہی چمکتے اور دمکتے رہیں اور اہل زمانہ ان سے اکتساب نور وضیا کرتا رہے۔ جو کتاب انہوں نے ترتیب دی ہے ہر خاص وعام کے لیے منبع فیض وبرکت بنی رہے اور اس کی اشاعت برابر ہوتی رہے۔ آمین ثم آمین۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد

اسلامی تاریخ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے شروع ہوتی ہے۔ مکہ مکرمہ میں کعبہ ہے، اسے بیت اللہ بھی کہتے ہیں۔ روئے زمین پر یہ اللہ کا اولین گھر ہے۔ ذاتِ الٰہی گھر اور در سے بے نیاز ہے۔ کعبہ کو اللہ کا گھر تعظیماً اور توقیراً کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے کعبہ کی تعمیر فرشتوں نے کی۔ دوسری تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خاص اپنے دستِ مبارک سے اس کی تعمیر کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوا کہ کعبہ کی طرف لوگوں کو بلائیں، آپ نے لوگوں کو آواز دی۔ روایتوں میں آیا ہے آپ کی یہ آواز ہر فرد بشر تک پہنچی۔ آپ کی آواز سن کر جس نے جتنی بار لبیک کہا اتنی بار اس کے مقدر میں کعبہ کی حاضری لکھ دی گئی۔ قرآنِ حکیم و احادیثِ مبارکہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

مکہ مکرمہ آیات و تبرکات کا مرکز ہے۔ مستجاب، مطاف، حطیم، مقامِ ابراہیم، منیٰ، میلین اخضرین، عرفات، مسجد نمرہ، جبل رحمت، مزدلفہ، ملتزم، مسجد خیف، چاہِ زمزم، صفا و مروہ، جبل نور اور غارِ حرا ان سب کا شمار آیاتِ الٰہی میں ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اسی شہر خیرات و برکات میں آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت ہے۔ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنی ظاہری زندگی کے ۵۳ رسال اسی شہر کریم میں گذارے ہیں۔ اسی شہر میں آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا۔ قرآنِ حکیم کے نزول کی ابتدا بھی اسی شہر میں ہوئی، اور آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہیں سے دعوت وتبلیغ کا آغاز فرمایا۔ اس شہر کریم کی کوئی رہگذر ایسی نہ ہوگی جس نے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمِ ناز کا بوسہ نہ لیا ہو۔ اپنی جائے ولادت سے محبت کا چراغ ہر شخص کے دل میں روشن ہوتا ہے۔ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس شہر کریم سے غایت درجہ کی محبت تھی۔ آپ کے آبائے کرام کا بھی ایک نوری سلسلہ ہے اور سب یہیں آسودۂ خاک ہیں۔ کعبہ کی تولیت بھی آپ ہی کے خاندان کو حاصل تھی۔ آپ کے جدِّ اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بچپن، جوانی اور بڑھاپا اسی شہر میں گذرا۔ اور آپ کی آخری آرام گاہ بھی اسی شہر میں ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی اسی شہر میں سو رہی ہیں۔ اسی شہر کی آغوش میں حضرت اسماعیل کی قربانی کے سارے مناظر محفوظ ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے مناظر ایسے مناظر ہیں کہ چشمِ فلک نے ایسے مناظر اپنی آنکھوں سے کبھی دیکھے نہیں تھے۔ ایک باپ اپنے بیٹے کے حلقوم پہ چاقو چلا رہا ہے اور بیٹا پیکر اطاعت بنا زمین پہ لیٹا ہوا ہے۔ ملائکہ باپ بیٹے کی اطاعت شعاری پہ حیرت کناں ہیں۔ رب کائنات جب اپنے کسی بندے کو سربلند کرنا چاہتا ہے تو اسے اسی طرح کے جذبات واحساسات سے سرشار کر دیتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس شہر کے بانی بھی ہیں اور معمار بھی۔ آپ نے حکمِ الٰہی کے تحت اس وقت اپنے بچوں کو لاکر یہاں چھوڑا جس وقت دور دور تک انسانی آبادی کا کوئی تصور نہیں تھا۔

حضرت ہاجرہ کی گود میں حضرت اسماعیل تھے۔ ان دونوں کو آپ نے اسی مقام پہ چھوڑا، جہاں آج کعبۃ اللہ ہے۔ جب آپ اپنے بچوں کو چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا یہ آپ کے رب کا حکم ہے؟ اثبات میں جواب پا کر حضرت ہاجرہ مطمئن ہوگئیں۔ حضرت ہاجرہ نبی کی شریکِ حیات تھیں، اگر کوئی دوسرا فولادی جگر کا حامل بھی ہوتا تو سنسان وادی کے تصور ہی سے اس کا دم نکل جاتا۔ نبی کے قدمِ ناز کی برکتوں سے ویرانے آبادی میں

تبدیل ہوتے ہیں۔حج کے اکثر ارکان انھیں باپ، بیٹے اور ماں کی اداؤں کا مظہر ہیں۔
کعبۃ اللہ یہ زمین کا قلب ہے، حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر میں کعبہ کی مٹی شامل ہے۔روایات میں آیا ہے کہ چالیس سال تک آپ کا جسم یہیں خشک ہوتا رہا اور یہیں سے آپ جنّت میں داخل کیے گئے اور پھر جنت سے ہندوستان میں اُتارے گئے، پھر آپ نے ہندوستان سے کعبہ کی طرف ہجرت کی۔آپ رب کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئے کہ اے رب! آسمان پر بیت معمور ہے جہاں ہم تیری عبادت کرتے تھے اور بیت معمور کا طواف کرتے تھے۔اے رب! یہاں ایسا کوئی مقام نہیں جہاں ہم یکسوئی کے ساتھ تیری عبادت کرسکیں تو ربِ کائنات نے آپ کو کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔روایات میں آیا ہے کہ آج جہاں کعبہ ہے بالکل اسی کے اوپر آسمان پہ بیت معمور ہے۔
مکہ مکرمہ کا ذرہ ذرہ پاکیزگی، خودسپردگی اور ایثار وقربانی سے عبارت ہے۔قدم قدم پر حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کے خدائے قادر و قیوم کے لیے ہر طوفان سے گذر جانے کے جذبات چھلکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ان پاکانِ زمانہ نے خدا سے ناز و نیاز کا جو تصور دنیا کے سامنے پیش کیا ہے تاریخ انسانی میں اس کی کوئی دوسری نظیر نہیں ملتی۔انہوں نے انسانی برادری کو انتہائی واضح انداز میں یہ تصور دیا ہے کہ جو ہر ذاتی مفاد سے بے نیاز ہوکر خدا کا ہو جاتا ہے خدائے قادر و قیوم اسے کسی بھی حال میں ضائع ہونے نہیں دیتا۔اور اس کی ہر سانس کو انسانی برادری کے لیے چراغِ منزل بنا دیتا ہے۔ارکانِ حج سے اس کی واضح شہادتیں ملتی ہیں۔حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کی اداؤں کو قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ نے اپنے سینوں میں محفوظ کرلیا ہے۔یہ فرموداتِ خدائے قادر و قیوم اور ارشاداتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تا قیامت انسانی برادری کے لیے نشانِ راہ بنے رہیں گے۔
حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسمِ مبارک اولوالعزم رسولانِ عظام میں ہوتا ہے۔آپ کی پوری زندگی امتحان وآزمائش سے عبارت ہے۔خدائے قادر وقیوم اپنے ہر

اولوالعزم بندے کو آزمائش سے گذارتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدائے قادر و قیوم کی محبت میں خود کو فنا کر چکے تھے۔ جماعت ملائکہ ان کی محبت کو رشک بھری نظروں سے دیکھتی تھی۔ خدائے قادر و قیوم سے ان کی محبت وخود سپردگی کس منزل میں ہے فرشتے اسے دیکھنا چاہتے تھے۔ ذاتِ الٰہی میں ان کی فنائیت ہر جہت سے بے غبار تھی۔ وہ خدائے قادر و قیوم کے لیے ہر آتش کدے سے گذر جانے کا بھرپور حوصلہ رکھتے تھے۔ نمرود ہی کے مقابل آپ کو کھڑا کیا گیا تھا۔ نمرود خدائی کا دعویدار تھا۔ وہ خدائے قادر و قیوم کے بندوں کو ذلیل ورسوا کر رہا تھا۔ اس کا یہ عمل حضرت ابراہیم سے دیکھا نہیں جارہا تھا۔ حضرت ابراہیم خدا کی آواز تھے اور خدا کی آواز کو دبایا جا سکتا ہے نہ مٹایا جا سکتا ہے۔ نمرود اس فلسفے سے ناآشنا تھا۔ خدائے قادر و قیوم جب کسی ظالم سے انتقام لینا چاہتا ہے تو اسے اپنے کسی محبوب بندے سے الجھا دیتا ہے۔ نمرود اس خدائی فلسفے سے بھی بے خبر تھا۔ نمرود حضرت ابراہیم کو اپنی راہ کا سب سے بڑا پتھر سمجھتا تھا۔ وہ اس پتھر کو اپنی راہ سے ہمیشہ کے لیے ہٹا دینا چاہتا تھا۔ اس نے آگ کا ایک ایسا الاؤ سلگایا جس کی تپش کا یہ عالم تھا کہ سیکڑوں فٹ کی بلندی سے اگر کوئی پرندہ اس کے اوپر سے گذرتا تو وہ جل کر راکھ ہو جاتا۔ یہ آتش کدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے سلگایا گیا تھا۔ خدائے قادر و قیوم کو حضرت ابراہیم کا امتحان بھی مقصود تھا، نمرود کو ہمیشہ کے لیے ختم بھی کرنا تھا اور تخلیق آدم پہ فرشتوں کے خدشات کا جواب بھی دینا تھا۔ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ آگ کو خدائی حکم ملتا ہے۔ قرآنِ حکیم نے اس کی یوں وضاحت کی ہے: **یانار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم**۔ اے آگ! حضرت ابراہیم پہ ٹھنڈی ہوجا۔ حضرت ابراہیم چالیس یوم تک ہر غم سے بے نیاز ہو کر اس آتش کدے میں عبادتِ الٰہی میں مصروف رہے۔ عشق کے امتحان کا یہ منظر فرشتوں نے پہلی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ڈاکٹر اقبال نے اس واقعہ کی یوں منظر کشی کی ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق — عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

جب بندہ ہر طرح سے خدائے قادر و قیوم کا ہو جاتا ہے تو خدائے قادر و قیوم اس کی

حفاظت ہی نہیں فرماتا بلکہ اپنے بندوں کے ہجوم میں اسے سربلند فرما دیتا ہے۔صدیاں بیت گئیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا ہر نقش آج بھی اسی طرح تر و تازہ ہے۔ان کے ایثار و قربانی کے ہر ورق سے تازگی کا اظہار ہوتا ہے۔ جب بھی باطل حق پہ حملہ آور ہوتا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات نگاہوں میں تیرنے لگتی ہے۔سونا آگ کی بھٹی میں جا کر کندن ہوتا ہے، جب کوئی انسان حق وصداقت کے لیے خود کو قربان کر دیتا ہے تو اس کی ذات کائنات گیر ہو جاتی ہے وہ خلقِ خدا کے دلوں کے طاق میں اپنی جگہ محفوظ کر لیتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ظاہری زندگی کی کوئی سانس ایسی نہیں ہے جو آزمائش سے عبارت نہ ہو۔ خدائے قادر و قیوم نے بڑھاپے میں آپ کو اولاد کی نعمت سے بہرہ ور فرمایا،حضرت اسماعیل کی ولادت ہوئی۔اب محبت کا ایک نیا قبلہ آپ کے سامنے آ گیا، ملائکہ محبت کے اس نئے قبلے کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگے۔حکمِ الٰہی ہوتا ہے اسے خود سے الگ کردو، اور ایک ایسے ویرانے میں لے جا کر اسے ڈال دو جہاں میلوں آبادی کا کوئی تصور نہ ہو۔حکم ہوتے ہی آپ نے حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کو آبادی سے سیکڑوں میل دور مکہ کی غیر آباد زمین پہ لے جا کر چھوڑ دیا۔ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دودھ پینے کا زمانہ تھا۔ مکہ کی سرزمین جنگلات سے بھری ہوئی تھی اور پہاڑی سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ایسے ویرانے اور وحشت سے گھری ہوئی زمین پر اپنے دودھ پیتے بچے کو اس کی ماں کے ساتھ چھوڑ دینا یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے تصور ہی سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ جب دل میں قربانی کے اس طرح کے جذبات جنم لیتے ہیں تو خدائے قادر و قیوم اسے تاریخ کا ایک ناقابلِ فراموش حصہ بنا دیتا ہے۔اگر حضرت ابراہیم یہ قربانی پیش نہ کرتے تو زمزم کے نام سے دنیا آشنا نہ ہوتی۔ یہ حضرت ابراہیم کی قربانی کا ثمرہ ہے کہ زمزم جیسے پوتر پانی سے پوری دنیا سیراب ہو رہی ہے۔ یہ زمزم دوا بھی ہے، غذا بھی ہے اور شفا بھی ہے۔اس پانی کی خصوصیت یہ ہے کہ برسوں اسے کسی بوتل میں رکھ دیجیے پھر بھی یہ خراب نہیں ہو سکتا۔ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہ نے اسے زمزم نہ کہا ہوتا تو یہ پانی پوری

دنیا کے لیے کافی ہوتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کا سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم گاہے گاہے فلسطین سے مکہ جاکر اپنے عیال کی خبر گیری کر لیتے تھے۔ آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ خدائے قادر و قیوم کی محبت پہ کسی کی محبت غالب نہیں ہوسکتی، چاہے وہ نگاہوں میں بڑے سے بڑا محبوب ہی کیوں نہ ہو؟ ہم خدائے قادر و قیوم سے بے غبار محبت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ کائنات کی ہر شئے فانی ہے اور خدائے قادر و قیوم کی ذات باقی ہے۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے شعور کی دہلیز پہ قدم رکھا (یہ بات ذہن میں رہے کہ ہر نبی ماں کے پیٹ ہی سے باشعور پیدا ہوتا ہے) تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدائے قادر و قیوم کا حکم ہوتا ہے کہ میری راہ میں اپنے بیٹے کی قربانی پیش کرو۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فنا فی اللہ کی منزل میں تھے، انہوں نے رضائے الٰہی کے لیے خود کو ہر طرح سے تیار کر رکھا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کی آنکھوں کی روشنی اور عصائے پیری تھے لیکن محبت الٰہی پہ حاوی نہیں تھے۔ حضرت ہاجرہ نے شیطان کو جواب دیا تھا کہ رضائے الٰہی کے لیے ایک نہیں بلکہ ایسے ہزار اسماعیل کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ یہ جواب صرف حضرت ہاجرہ کا ہی نہیں تھا بلکہ یہی جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی تھا۔ تعمیل حکم کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لیے میدانِ عمل میں سرگرمِ عمل ہوئے اور منیٰ آگئے۔ باپ بیٹے کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لیے اور بیٹا راہِ خدا میں قربان ہونے کے لیے بے تاب نظر آرہے تھے۔ ایسا منظر زمین و آسمان نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نہیں تھا۔ خدائے قادر و قیوم کو باپ اور بیٹے کی خود سپردگی کا انداز اتنا پسند آیا کہ قیامت تک کے لیے اسے قانون کی حیثیت دے دی گئی۔ جب بھی ذی الحجہ کا مبارک مہینہ آتا ہے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی قربانی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ ہر صاحبِ استطاعت پر قربانی واجب ہے اور یہ حج کے رکن میں بھی داخل ہے۔ ایامِ نحر میں بندوں کا خدائے قادر و قیوم کی راہ میں خون بہانے سے زیادہ محبوب کوئی عمل نہیں ہے۔ قربانی کا خون

زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کی بارگاہ میں قبول کرلیا جاتا ہے۔

یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ ارکانِ حج محبوبانِ الٰہی کی اداؤں کا مجموعہ ہے۔ جب بندہ خدائے قادر و قیوم کی محبت میں خود کو فنا کر دیتا ہے تو خدائے قادر و قیوم اس کی اداؤں کو قانونِ محبت میں تبدیل فرما دیتا ہے۔

محبوبانِ خدائے قادر و قیوم کو یہ کرامت حاصل ہے کہ جو شئے ان سے وابستہ ہو جاتی ہے اس کی قدر و قیمت دوبالا ہو جاتی ہے۔ اس کی بے شمار نظیریں تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں۔ زمزم شریف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے وجود میں آیا۔ اس کی کرامت یہ ہے کہ بیمار پیتا ہے شفایاب ہو جاتا ہے۔ بھوکا پیتا ہے شکم سیر ہو جاتا ہے اور پریشان حال پیتا ہے خوشحال ہو جاتا ہے۔ یہ دوا بھی ہے، غذا بھی ہے اور شفا بھی ہے۔ اس پانی پہ گردشِ ایام کا کوئی اثر نہیں ہوتا، حجاجِ کرام جو تبرکات لے کر آتے ہیں ان میں زم زم شریف کو اولیت حاصل ہے۔

کعبۃ اللہ کے ٹھیک دروازے کے سامنے مقامِ ابراہیم ہے، قرآنِ حکیم میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ کعبۃ اللہ کے زائرین وحاضرین کو یہاں دو رکعت نفل نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ یہ حج کے ارکان میں داخل ہے، یہ نماز ہر طواف کے بعد واجب ہے۔ اس نماز کی فضیلت یہ ہے کہ جو مسلمان مقامِ ابراہیم پہ دو رکعت نماز ادا کرے گا اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اگر بھیڑ کے باعث مقامِ ابراہیم پہ نماز پڑھنے میں دقت پیش آ رہی ہو تو مسجد حرام میں جہاں بھی ادا کرلیں گے واجب ساقط ہو جائے گا۔

مقامِ ابراہیم کیا ہے؟ یہ وہی پتھر ہے جس پہ کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی تھی۔ اس پتھر کو یہ کرامت حاصل ہے کہ جیسے جیسے کعبۃ اللہ کی دیوار بلند ہوتی تھی یہ پتھر خود بخود بلند ہوتا رہتا تھا۔ اس پہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے واضح نشانات ہیں۔ اس نے حضرت خلیل علیہ السلام کے قدموں کو اپنے سینے میں محفوظ کرلیا تو اس کو یہ اعزاز مل گیا کہ حجاجِ کرام احتراماً وہاں سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں، اور سجدۂ شکر کا یہ سلسلہ

قیامت تک یونہی جاری وساری رہے گا۔ نبی کے قدموں سے وابستگی کا یہ انعام ایک پتھر کو مل رہا ہے، اگر کوئی انسان نبی کی سیرت کے سانچے میں خود کو ڈھال لے تو وہ انعامِ خدائے قادر و قیوم سے کس قدر بہرہ ور ہو گا۔

مکہ مکرمہ کا ذرہ ذرہ اپنے اندر بے شمار فضائل ومناقب رکھتا ہے، اس کی عظمت شان و رفعت مکان کا چراغ ہر مومن صادق کے دل میں ہر وقت روشن رہتا ہے۔

مومن کے وجود میں یہاں کی مٹی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مومن کعبۃ اللہ کی دید و شنید کے لیے ہر وقت مضطرب رہتا ہے۔ دنیا میں رحمت الٰہی سب سے پہلے کعبۃ اللہ پر اُترتی ہے، پھر وہاں سے دنیا کے دوسرے مقامات پہ جاتی ہے۔ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ کعبۃ اللہ پہ ہر روز ایک سو بیس رحمتیں اُترتی ہیں۔ جن میں ساٹھ رحمتیں ان لوگوں کے لیے خاص ہیں جنھیں طواف کی سعادتیں ملتی ہیں۔ چالیس رحمتیں نماز ادا کرنے والوں کے لیے ہیں اور بیس رحمتیں کعبۃ اللہ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو نور بار کرنے والوں کے لیے ہیں۔ صاحبِ تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ جو حرمِ کعبہ میں داخل ہوا وہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا۔ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے کہ جس شخص کی موت کعبۃ اللہ یا مدینہ طیبہ میں ہوئی وہ قیامت کے دن محفوظ و مامون اٹھے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حج کیا اور اس میں جماع یا اس کے متعلق باتیں نہیں کیں اور کوئی گناہ نہیں کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک لوٹے گا جس طرح اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرہ سے لے کر دوسرا عمرہ، اس کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے۔ (تبیان القرآن، ج:۲،ص:۵۷۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ نے

فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پھر عرض کیا گیا، پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض ہوا پھر کون سا؟ فرمایا حجِ مقبول۔ (مرأۃ المناجیح، ج: چہارم، ص: ۱۰۰)

شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سفر خرچ اور سواری کا مالک ہو، جس کے ذریعے وہ بیت اللہ تک پہنچ سکے، اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو اس پر کوئی افسوس نہیں، خواہ وہ یہودی ہو کر مرے خواہ نصرانی ہو کر مرے۔ (تبیان القرآن، ج: ۲، ص: ۲۷۹)

قرآن و احادیث میں مکہ مکرمہ کی بکثرت فضیلتیں آئی ہیں، مزید فضیلتوں کا بیان یہاں طوالت سے خالی نہیں۔ مکہ مکرمہ جائے امن ہے۔ رحمت الٰہی کا مسکن ہے اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ شہر مقدس تمام شہروں سے زیادہ محبوب تھا۔ خدائے قادر و قیوم نے آپ کی ولادت کے لیے اس شہر کریم کو پسند فرمایا۔ نزولِ قرآنِ حکیم کی ابتدا بھی اسی شہر میں ہوئی۔ اہلِ مکہ نے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انسانیت سوز اذیتوں سے دوچار کیا، یہاں تک آپ کے قتل کا منصوبہ بھی ترتیب دیا۔ اہلِ مکہ کی ریشہ دوانیوں سے عاجز آ کر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ کے لیے ہجرت کی اور اسی شہر کو اپنے لیے جائے قیام بنایا۔ خدائے قادر و قیوم نے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے اہلِ مدینہ کے دل کے دروازے کھول دیئے۔ اہلِ مدینہ جلد سے جلد آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے شادکام ہونا چاہتے تھے۔ انھیں جب آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کے لیے ہجرت کی خبر ملی تو وہ شہر مدینہ طیبہ سے نکل کر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتظار کرتے تھے۔ انہوں نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے آنکھوں کو فرشِ راہ کر رکھا تھا۔ صاحبِ ''مدینۃ الرسول'' نے زرقانی کے حوالے سے اس کی یوں منظر کشی کی ہے۔

مدینہ منورہ میں آپ کی آمد کی خبر پہنچ چکی ہے۔ ہر فرد آفتابِ نبوت کے انتظار میں چشم براہ ہے۔ دیدہ و دل فرشِ راہ کیے ہوئے ہے۔ صبح ہی سے لوگ مقامِ حرّہ پر آ جاتے ہیں۔ دوپہر کو واپس ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا اور کہا یابنی قیلہ

ھذا اجلکم ۔ اے بنی قیلہ! تمہارا نصیب جاگ اٹھا۔ عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وادی بنی سالم میں نمازِ جمعہ ادا فرمانے کے بعد حضور سیّد عالم ﷺ نے اپنی سواری منگوائی اور مدینہ منورہ کی جانب سفر شروع فرمایا۔ سفر کی کیفیت یہ تھی حضور سیّد عالم ﷺ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں انصار کے مسلح نوجوان تھے، جن میں سے کچھ پیدل چل رہے تھے اور کچھ سوار تھے۔ انصار کا یہ عظیم الشان گروہ نہایت وجدانی کیفیت میں بڑھ رہا ہے۔ سیدنا بریدہ اسلمی جھنڈا لیے آگے آگے چل رہے ہیں۔ (زرقانی، ج:۱، ص: ۳۵۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور سیّد عالم ﷺ کی آمد کی خوشی میں حبشی نوجوانوں نے نیزہ بازی کے کرتب دکھائے۔ جس دن حضور سیّد عالم ﷺ مدینۃ الرسول ﷺ میں جلوہ گر ہوئے ہر شئے جگمگا اٹھی۔ (خلاصۃ الوفا، ص: ۱۲۷)

یسعیاہ نبی کی کتاب درس ۴۲/سلع کے باشندے گیت گائیں گے۔ اس بشارت کا ظہور آج ہو رہا ہے۔ آج عشق محبت، ذوق و وجد کا عجیب سماں ہے، توراۃ کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ جمالِ نبوی کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے خواتین بھی باہر آگئیں اور انتہائی وجد و کیف میں یہ اشعار پڑھے۔ اسی توراۃ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔

۱۔ طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع

ترجمہ: وہ دیکھو ثنیات الوداع کی پہاڑیوں سے چودھویں کا چاند نظر آگیا۔

۲۔ وجب الشکر علینا — ما دعا للہ داع

ترجمہ: اب ہم پر اس عظیم احسان کا شکر کرنا لازم ہے جب تک اللہ کو کوئی پکارنے والا باقی ہے۔

۳۔ ایھا المبعوث فینا — جئت بالامر المطاع

ترجمہ: اے وہ مقدس ذات جو ہم میں رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ایسے احکام لے کر آئے ہیں جن کی اطاعت لازم ہے

۴۔ انت شرّفت المدینہ — مرحبا یاخیر داع

ترجمہ: آپ نے اپنے قدومِ میمنت لزوم سے مدینہ کو شرف بخشا حق کی طرف بہتر

انداز میں بلانے والے آپ کا آنا مبارک جب یہ شاہی سواری محلہ بنونجار سے گزری تو قبیلہ بنو نجار کی بچیاں دفیں بجا بجا کر یہ شعر پڑھ رہی تھیں۔

۵۔ نحن جوارین من بنی نجار　　　یاحبذا محمد من جار

ترجمہ: ہم بنونجار کی بچیاں کس قدر خوش نصیب ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس نصیب ہورہا ہے۔

ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی　　　خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے
گلی کوچے خدا کی حمد سے معمور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی
درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی

یہاں بھی کشتگانِ عشق و محبت نے اونٹنی کی مہار پکڑی تو فرمایا: دعوھا چھوڑو۔ فبرکت علی باب ابی ایوب۔ آخر یہ مقدس اونٹنی ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔ (خلاصۃ الوفا، ص: ۱۳۶) سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ کا سامان اٹھایا اور گھر لے گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیا محمد وعلی اٰلہ وصحبہ وسلم

مبارک منزلے کاں خانہ را ماہ چنیں باشد
ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کسی مقام کا انتخاب نہ فرمایا تا کہ کشتگانِ تسلیم و رضا، پیکرانِ صدق و صفا کے دلوں میں کوئی ذرہ بھر بھی مناقشہ پیدا نہ ہو۔ مقدس اونٹنی کا بیٹھنا سب کے لیے باعث عشق و محبت ثابت ہوا۔

رکی یکبارگی ناقہ بحکم حضرت باری
جہاں اِک سمت بستے تھے ابو ایوب انصاری

تاریخ مدینہ منورہ، ص: ۱۱۴، ۱۱۵ قادری دارالاشاعت مصطفیٰ مسجد ویلکم دہلی ۵۳

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفعت شان وعظمت مکان پہ قرآنِ حکیم کے تیس پارے ناطق ہیں۔مخلوقاتِ الٰہی میں کوئی ان کا ہم رتبہ پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ بلکہ کائنات کی ہر شئے کا وجود ان کے وجود کے طفیل ہے۔حضرت آدم کی پیشانی انھیں کے نور سے منور تھی۔انبیائے کرام کے نصابِ حیات میں ان کی اطاعت اور ان سے بے غبار محبت شامل ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے ان کے امتیازات، خصوصیات اور تفردات کا شعری انداز میں یوں اظہار کیا ہے۔

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں
وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکان وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں
سرِ عرش پر ہے تری گذر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں
ترا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیا اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں
اپنے مولیٰ کی ہے بس شانِ عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں
رفعتِ ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے ترا چرچا
مرغِ فردوس پس از حمد خدا تیر ہی مدح و ثنا کرتے ہیں
انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری

جوش پر آتی ہے جب غم خواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں
کیوں نہ زیبا ہو مجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری
ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں
لب پہ آجاتا ہے جب نامِ جناب منہ میں گھل جاتا ہے شہدِ نایاب
وجد میں ہو گئے ہم اے جانِ بےتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس یہ ہے کہ جہاں قدمِ ناز رکھ دیں وہیں جنت اُتر آتی ہے۔ مکہ مکرمہ تو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ذیشان تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانے میں بھی فضل وشرف کا حامل تھا، مگر آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کی برکت سے اس کی شان وعظمت دوبالا ہوگئی۔ قبلۂ اول بیت المقدس ہے لیکن آپ کی خواہشات کے پیشِ نظر رب نے کعبہ کو سارے عالم کا قبلہ بنادیا۔ قرآنِ حکیم میں اس کی صراحت موجود ہے۔ آپ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کے لیے ہجرت کی، اس سے مکہ مکرمہ کی عظمت کم نہیں ہوئی مگر مدینہ طیبہ کی عظمت دوبالا ہوگئی۔ بلکہ بعض مشائخ نے مدینہ طیبہ کو مکہ مکرمہ سے افضل قرار دیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس بالاتفاق ساری کائنات سے افضل ہے تو آپ نے جس شہر کو اپنے قیام کے لیے منتخب فرمایا، وہ شہر تمام شہروں سے افضل کیوں نہ ہوگا۔

حضرت ملا علی قاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں، قاضی عیاض اور دوسرے علما نے اس پہ اجماع نقل کیا ہے کہ جس جگہ کے ساتھ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ مبارک متصل ہے وہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ اختلاف قبر مبارک کے ماسوا میں ہے۔ اور ابن عقیل حنبلی نے نقل کیا ہے کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے، اور فاکہانی نے تصریح کی ہے کہ یہ جگہ آسمانوں سے افضل ہے۔ اور کہا کہ ظاہر اور متعین یہ ہے کہ تمام روئے زمین اور تمام آسمانوں سے افضل ہے، یعنی اس جگہ کے ماسوا جس کے ساتھ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم متصل ہے۔

علامہ علائی وعلامہ شامی نے بھی اس حصۂ زمین کو کعبہ وعرش سے افضل بتایا ہے جو نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ مبارک سے متصل ہے۔ علامہ ابو الولید باجی متوفیٰ ۴۷۴ھ، ابن عقیل حنبلی متوفی ۵۱۳ھ اور حضرت قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ وغیرہ کے نزدیک قبر مبارک سب سے افضل ہے۔ (اسلامی احکام ومسائل، ص: ۹۷)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں کون افضل ہے، اس کا بڑا نفیس فیصلہ فرمایا ہے۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد		ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد قادری برکاتی قدس سرہٗ نے اپنے ایک نعتیہ کلام میں بتایا ہے کہ کعبہ کی خصوصیات اور اس کا مقام ومرتبہ کیا ہے اور مدینہ طیبہ کی خصوصیات، امتیازات اور مقام ومراتب کیا ہیں۔ کعبہ جلالِ الٰہی کا مظہر ہے اور مدینہ طیبہ جمالِ مصطفائی کا مظہر ہے۔ کعبہ میں بے نیازی سے طاعت وعبادت کا نپتی رہتی ہے اور مدینہ طیبہ میں ہر وقت رحمت الٰہی کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ کعبہ میں زمزم شریف سے پیاسیں بجھائی جاتی ہیں تو مدینہ طیبہ میں مصطفیٰ جانِ رحمت کے جود وکرم کی نہریں جاری ہیں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے فرقِ مراتب کے حوالے سے اردو نعت گوئی کی تاریخ میں ایسا کلام نہیں ملے گا۔ اب ذیل میں وہ کلام پیش ہے۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
رکن شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو
آبِ زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو
زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے ابرِ رحمت کا یہاں روز برسنا دیکھو
دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اسود خاک بوسیِ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
کرچکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں ٹوپی اب تھام کے خاک درِ والا دیکھو
بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو
رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں دلِ خوں نابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو
غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کریم مدینہ طیبہ کی حاضری اور روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ارکانِ حج میں شامل نہیں ہے۔ فتح مکہ مکرمہ کے بعد آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں قیام کر سکتے تھے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا۔ دنیا حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوتی، اور ارکانِ حج کی ادائیگی کے ساتھ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی بھی زیارت کر لیتی۔ اللہ رب العزت کو یہ بات پسند نہ تھی۔ مدینہ طیبہ کی حاضری اور روضۂ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اگر ارکانِ حج میں شامل ہوتی تو یہ سوال اٹھتا کہ ہم مدینہ طیبہ اس لیے حاضر ہوتے ہیں اور روضۂ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ارکانِ حج میں شامل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے حج سے جدا رکھا کہ دیکھتے ہیں کہ کون میرے محبوب کے شہر کریم کی حاضری اور میرے محبوب کے روضے کی زیارت کے لیے از خود حاضر ہوتا ہے۔ یہ عشق کا امتحان ہے اس لیے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اصل ایمان ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ رقم طراز ہیں ؎

اللہ کی سرتابہ قدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

مکہ مکرمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے اور ایک گناہ ایک لاکھ گناہ کے برابر ہے۔ اور مدینہ طیبہ میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار نیکی کے برابر ہے اور ایک گناہ، ایک گناہ کے برابر ہے۔ اگر مکہ مکرمہ میں کسی نے ایک نیکی کی اسے ایک لاکھ نیکی کا ثواب مل گیا۔ اور اگر اس نے ایک گناہ کیا تو جو ایک لاکھ نیکی پہلے کی تھی اس ایک گناہ کے سبب سب نیکی ختم ہوگئی۔ لیکن مدینہ طیبہ میں اگر کسی نے ایک نیکی کی تو اسے پچاس ہزار نیکی کا ثواب حاصل ہوگیا اور اگر اس نے ایک گناہ کیا تو ایک گناہ، ایک گناہ کے برابر ہے۔ اس طرح اس کے نامۂ اعمال میں انچاس ہزار نو سو ننانوے نیکی بچی ہوئی ہے۔ اس طرح بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

والمدینۃ خیرٌ من مکۃ۔ مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ (وفاء الوفا، ج:۱، ص:۳۷)

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ دونوں کی فضیلتیں منصوص ہیں۔ مکہ مکرمہ کو قدیم زمانے سے فضیلت حاصل ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس کے معمارِ اول ہیں اور معمارِ ثانی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ کعبۃ اللہ کو سجدوں سے آباد رکھنے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعائیں بھی کیں اور کعبۃ اللہ کی طرف آنے کی لوگوں کو دعوت بھی دی، یہ دعوت بھی آپ کی مستجاب ہوئی۔ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانے میں ہی کعبۃ اللہ کو شہرت مل گئی تھی۔ آپ کے بعد دوسرے انبیائے کرام کی توجہات کا بھی یہ شہر مقدس مرکز رہا۔ روایات میں آیا ہے کہ مطاف میں قریب قریب چار سو سے زائد انبیائے کرام ورسولانِ عظام کے مزارات ہیں۔ حطیم کعبہ میں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مزارات ہیں۔ کعبۃ اللہ جس طرح عظمتوں اور فضیلتوں کا جامع ہے اسی طرح مدینہ طیبہ بھی اپنے اندر بے شمار فضیلتیں اور خیرات وبرکات رکھتا ہے۔ مدینہ طیبہ کی خاک ہر مرض کے لیے شفا ہے۔ ابن نجار، ابن جوزی اور ابن کثیر نے اس حدیث پاک کو بیان کیا ہے کہ آقائے دوعالم ﷺ جب غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ طیبہ کے غبار سے اپنے چہرے کو ڈھانپا تو آقائے دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے مدینہ طیبہ کے غبار میں شفا ہے۔ استاذِ زمن حضرت حسنؔ بریلوی رقم طراز ہیں ۔

مری خاک یارب نہ برباد جائے پسِ مرگ کردے غبارِ مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

آقائے دوعالم ﷺ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ زیادہ محبوب تھا۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا:

(۱) عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔

(راحت القلوب، ص: ۲۰۴، دارقطنی، بیہقی)

(۱) حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی۔ دوسری حدیث یوں آئی ہے

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما من جاءنی زائرًا لا تعمدہ حاجۃ الا زیارتی کان حقًا علی ان اکون لہ شفیعًا یوم القیامۃِ۔

(دار قطنی، راحت القلوب، ص:۸۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو خالصتاً میری زیارت کے لیے میرے پاس آیا اسے کوئی اور کام نہ تھا تو مجھ پر لازم ہے کہ قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری وفات کے بعد حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔
(راحت القلوب، ص:۲۰۶)

اسی عنوان سے دوسری حدیث یوں آئی ہے۔

من حج فزارنی فی مسجدی بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری مسجد میں میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (خلاصۃ الوفا، ص؛۶۰)

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی حاضری کے لیے خصوصی توجہ دلائی ہے۔ اس حوالے سے آپ کے بکثرت ارشادات وفرمودات ہیں۔ جو لوگ قصداً مدینہ طیبہ کی حاضری کے لیے آتے ہیں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں اپنا پڑوسی کہا ہے اور یہ ایک مومن کے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ حدیث پاک ہے سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من زارنی متعمدًا کان فی جواری یوم القیامة۔ (خلاصۃ الوفا،ص:۶۱)

جو ارادتاً میری زیارت کے لیے آیا وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا۔

حضرت سعید مقبری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے مجھے بقید حیات دیکھا۔ (خلاصۃ الوفا،ص:۶۱)

حضرت امام غزالی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

لا فرق بین موته وحیاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موت وحیات میں کوئی فرق نہیں ہے۔

محققین علماء کی ایک جماعت نے اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زندہ ہیں اور اپنی امت کے حالات پر مطلع ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے عام اہلِ قبور کو بھی ادراک، علم، سماع حاصل ہے۔ (خلاصۃ الوفا،ص:۶۵)

حضرت ابن نجار حضرت کعب احبار سے نقل فرماتے ہیں کہ ہر فجر کو ستر ہزار فرشتے اُتر کر قبرِ انور کو ڈھانپ لیتے ہیں اور آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درودِ پاک پڑھتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے یہ چلے جاتے ہیں پھر ستر ہزار اور آجاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام یوں بندگیِ زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں بہتری سیکھنے یا سکھانے کی غرض سے داخل ہو اس کا درجہ مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ ہے۔ (وفاء الوفا، ج:۱،ص:۴۲۵)

حضرت سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو پاک

وصاف ہوکر صرف میری مسجد میں نماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا یہاں تک کہ اس میں نماز ادا کی تو اس کا ثواب حج کے برابر ہے۔(وفاء الوفا، ج:۱،ص:۷۷)

بزاز نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو بیت المقدس کی سمت جاتے ہوئے دیکھا۔آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو؟ اس نے عرض کی، بیت المقدس۔آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے فرمایا کہ میری اس مسجد کی نماز وہاں کی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔(تاریخ الحرمین،ص:۱۲۲)

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ دونوں شہروں کی عظمت شان یہ ہے کہ اگر یہاں آنکھوں سے بھی چلا جائے تو ادب واحترام کا حق ادا نہ ہوگا۔ان شہروں کے رفعت مکان کا حال یہ ہے کہ کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص، یہاں کا ذرہ ذرہ رحمت ونور کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔اور قدم قدم پر ادب واحترام کے تقاضے کی قندیلیں روشن ہیں۔ یہاں گناہ کا تصور بھی گناہ ہے۔ جو لوگ خشیت شعار ہوتے ہیں ان کے وجود پہ ہر وقت خوف کا پہرا ہوتا ہے۔ یہاں مطیعوں کا جگر خوف سے پگھلتا رہتا ہے۔ بے نیازی سے یہاں طاعت کانپتی رہتی ہے۔ دونوں شہروں کے تقاضے اور مطالبات ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن احترام مشترک ہے۔ مکہ مکرمہ پہ ہر گھڑی جلال کی چادر تنی رہتی ہے جبکہ مدینہ طیبہ پر ہر وقت ابرِ جمال سایہ فگن ہوتا ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ نے دونوں شہروں کے فضائل ومناقب اور جلال وجمال کا نقشہ کچھ اس انداز میں کھینچا ہے ؎

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اس نعت پاک کے کچھ اشعار گذشتہ صفحات میں پیش کیے جاچکے ہیں، یہاں عرض یہ ہے کہ دونوں شہروں کی حاضری کے لیے قانونِ الٰہی متعین ہیں جن خوش بختوں کو وہاں کے لیے اذنِ حاضری مل جاتی ہے انھیں قانونِ الٰہی کی تفہیم ضروری ہے۔ جو لوگ قانون واصول کی تفہیم کے بغیر حاضری دیتے ہیں انھیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ علماء جو اپنے سینوں میں دردِ ملت کا چراغ جلائے ہوتے ہیں، عوامی مشکلات پہ ان کی ہر وقت نظر

رہتی ہے۔ ان کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ فلاحِ ملت کے لیے جسم سے خون کا ہر قطرہ نچوڑ کر رکھ دیں۔ اس وقت بازار میں خام مال کی کثرت ہے۔ ایسے حالات میں عوام کے لیے کھرے کھوٹے میں تمیز دشوار ہو جاتی ہے۔ لیکن جن پہ فضلِ الٰہی ہوتا ہے مقصود تک ان کی رسائی ہو جاتی ہے۔

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ حج کا لغوی معنی قصد وارادہ کے ہے۔ اصطلاحِ شرع میں حج فقہی مراد ہے یعنی مخصوص ایام میں خالص رضائے خدائے قادر و قیوم کے لیے مکہ مکرمہ میں مخصوص اور مقررہ افعال مخصوص حیثیت کے ساتھ ادا کرنا۔

حضرت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح مشکوٰۃ باب کتاب المناسک میں لکھتے ہیں کہ سن ۸ ؍ ہجری میں مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ اور سن ۹ ؍ ہجری میں حج کا حکم نازل ہوا۔ حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ سن ۵ ؍ یا ۶ ؍ یا ۹ ؍ ہجری میں حج فرض ہوا۔ ہجرت سے پہلے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو یا تین حج ادا کیے۔ ہجرت کے بعد سن ۱۰ ؍ ہجری میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج ادا فرمایا جسے ''حجۃ الوداع'' کہا جاتا ہے۔ (مرأۃ المناجیح، ج: چہارم، کتاب المناسک)

حج مکہ مکرمہ میں ہی ہوگا۔ دوسرے کسی شہر یا مقام پہ کوئی ارکانِ حج ادا کرنا چاہے تو نہیں ہوگا۔ دوسری عبادتوں کے لیے ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی زیارت کے لیے ایک مومن کا دل ہر وقت بے قرار رہتا ہے۔ چونکہ حضرت آدم کی تخلیق میں کعبہ کی مٹی اور ان کی پیشانی میں نورِ محمدی رکھا گیا۔ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان ہی نہیں بلکہ جانِ ایمان ہے۔ ہر فرد بشر کو انھیں کی سمت رجوع ہونا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلی کا ایک ظل روشن انھیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام ام البشر عروس انھیں کے پسر کی ہے
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل اس گل کی یاد میں یہ صدا بوالبشر کی ہے

علماء فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم ﷺ تمام عالم کے پدر معنوی ہیں کہ سب کچھ انھیں کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ اسی لیے آقائے دوعالم ﷺ کا نامِ پاک ابوالارواح ہے تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر چہ صورت میں آقائے دو عالم ﷺ کے باپ ہیں مگر حقیقت میں وہ بھی حضور کے بیٹے ہیں، تو ام البشر یعنی حضرت حوا حضور ہی کے پسر حضرت آدم کی عروس ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت آدم جب آقائے دو عالم ﷺ کو یاد کرتے تو یوں کہتے یا ابنی صورۃً وابی معنیً۔ اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔ (حدائق بخشش، ج:۱،ص:۱۳۱، ۱۳۲)

حج بیت اللہ کے لیے پوری دنیا سے مسلمان مکہ مکرمہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ سب کی زبانیں اوران کے جینے کا انداز ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ ارکانِ حج کی ادائیگی کے لیے علمِ دین، مشاہد اور مکاشفہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے طلبِ علم کو ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے فرض قرار دیا ہے۔ بغیر علمِ دین کے عبادت کے تقاضوں کی تکمیل بہت مشکل ہے۔ بغیر علمِ دین کے عرفانِ الٰہی کا حصول بھی دشوار ہی نہیں بلکہ دشوار تر ہے۔ عموماً لوگ جب عمر کے آخری پڑاؤ میں ہوتے ہیں تو حج کے سفر پہ نکلتے ہیں۔ ان میں اکثریت ناخواندہ حضرات کی ہوتی ہے۔ لاکھ سکھانے اور بتانے کے بعد بھی عربی الفاظ کی ادائیگی ان کے لیے مشکل ہوتی ہے۔ انھیں قدم قدم پر رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ عام طور پر معلمین سے ان کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ دنیا کے ہر خطے کے علماء کی نگاہ اس پہلو پہ ہوتی ہے، اور وہ حجاجِ کرام کی مثبت رہنمائی کے لیے کتاب کی صورت میں رہنمائے حج وزیارات تیار کرتے ہیں۔ زیر نظر کتاب ''رہنمائے حج وزیارات'' اس کی روشن مثال ہے۔

صاحبِ کتاب حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب کو دینی علوم ومعارف اور دینی درد وراثت میں ملا ہے۔ وہ ایک عظیم علمی اور روحانی خانوادے کے چشم وچراغ ہیں۔ ان کے آبائے کرام کی دینی قدروں کے فروغ میں ناقابلِ فراموش قربانیاں ہیں۔ ان کے جدِ کریم عالم ربانی، عارفِ حقانی اور طبیب روحانی حضرت مولانا مفتی محمد فرخند علی فرحت (۱۳۰۱ھ/

۱۳۵۳ھ) سہسرامی قدس سرہٗ کا شمار اپنے عہد کے اکابر علماء میں ہوتا تھا۔ ان کی ذات و صفات کا ہر نقش علم وتقویٰ اور خوف وخشیت سے عبارت ہے۔ وہ عشق وعرفان کی نا قابلِ تسخیر چٹان تھے۔ ان کی ذات اک ایسی شمع تھی جس میں دھواں نہیں تھا۔ علم وسلوک سے فراغت کے بعد انہوں نے اپنے وطن سہسرام ہی کو اپنی دعوت وتبلیغ کا محور ومرکز بنایا۔ ان کی زندگی کا سفر بہت مختصر تھا۔ صرف ۵۲ رسال انہوں نے عمر پائی۔ اس تھوڑی سی عمر میں انہوں نے وہ کام کیے جو دوسرے لمبی سے لمبی عمر میں بھی نہیں کر پاتے۔ وہ تا حیات علم وتقویٰ اور خوف و خشیت کی تلوار سے تاریکیوں کا جگر چھلنی کرتے رہے۔ فکر رضا کے نور سے ان کی چادرِ حیات کا ہر دھاگہ منور تھا۔ ان کی خصوصیات میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کوئی بڑی طاقت انھیں کبھی مرعوب نہ کر سکی۔ تا حیات وہ سینوں کو علوم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اجالتے رہے۔ آلائش دنیا کا کوئی جھونکا کبھی ان کے قریب سے نہیں گذر سکا۔ ان کی پیشانی پر عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چاندنی ہمیشہ مسکراتی رہی۔ ڈاکٹر ساحل سہسرامی مرحوم نے ان کا کچھ اس انداز میں تعارف پیش کیا ہے:

حضرت علامہ فرخند علی فرحت سہسرامی قدس سرہٗ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم، عظیم الشان مفتی، بہترین شاعر اور مرتاض شیخ طریقت تھے۔ آپ کے استاذ اور شیخ طریقت حضرت علامہ محمد عبد الکافی نقشبندی الہ آبادی قدس سرہٗ کے علم و روحانی فیضان نے آپ کو متاعِ بے بہا بنا دیا تھا۔ آپ ان صاحبِ دل بزرگوں میں ہیں، جنھوں نے اپنے خونِ جگر سے شجر اسلام کی آبیاری فرمائی ہے۔ پوری زندگی علمِ راسخ، ثباتِ کامل، ولولہ جانباز اور قلب پُرسوز کے ساتھ دین وملت کی خدمات گرامی انجام دیتے رہے۔ علم وفن اور زہد واتقا میں اپنے استاذِ محترم اور مرشد مکرم کا عکس جمیل تھے۔ آپ ان افراد میں تھے جنھیں مرید مراد کہا جاتا ہے۔ حضرت علامہ محمد عبد الکافی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر قیامت میں خدا مجھ سے سوال کرے گا کہ تم دنیا سے کیا لائے تو میں مولانا سجاد اور مولانا فرخند علی کو پیش کر دوں گا۔
(تحریر شافی در مسلک کافی، ص:۳۷، بحوالہ حضرت صادق سہسرامی حیات اور شاعری ص:۱۳۵)

حضرت مولانا مفتی محمد فرخند علی فرحت سہسرامی قدس سرہٗ کا سینہ علم ومعرفت کا مدینہ تھا۔ انہوں نے اپنے مرشد کریم سے عشق جنوں خیز کی دولت فراواں پائی تھی۔ دین وشریعت کا جو شعور انہوں نے اپنے اساتذہ اور مرشد گرامی سے حاصل کیا تھا، اس شعور سے ایک عالم کو وہ منور کرنا چاہتے تھے۔ اس مقصد خیر کی تکمیل کے لیے انہوں نے اپنے وطن عزیز میں دار العلوم خیریہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ اسے اپنے خونِ جگر سے سینچا اور اس کے فروغ کے لیے تاحیات کوشاں رہے۔ دار العلوم خیریہ نظامیہ کے پلیٹ فارم سے ان کی دینی، ملی اور علمی خدمات تفصیل کا تقاضا کرتی ہے اور یہاں اس کی گنجائش نہیں۔

دار العلوم خیریہ نظامیہ صوبہ بہار کا مرکزی اور نمائندہ ادارہ ہے۔ علومِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس چشمۂ شافی سے سیراب ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے اور یہ پہلو بھی تفصیل چاہتا ہے۔ دار العلوم خیریہ نظامیہ حضرت مولانا مفتی محمد فرخند علی فرحت سہسرامی قدس سرہٗ کے خوابوں کی حسین تعبیر ہے۔ اس کے در و دیوار سے ان کے خلوص کی چاندنی چھلکتی ہے۔ رب کائنات انھیں اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آمین۔

صاحبِ کتاب حضرت مولانا مفتی محمد ملک الظفر صاحب کے والد ماجد حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی (۱۳۵۱ھ/ ۱۳۹۹ھ) کا شمار اپنے عہد کے نمائندہ اہلِ علم، اہلِ فن اور اہلِ زبان وقلم میں ہوتا ہے۔ اپنے والد ماجد (حضرت علامہ فرخند علی فرحت) کی طرح ان کی زندگی کا سفر بھی انتہائی مختصر تھا۔ ان کے فکر وفن کا چراغ پورے شباب پہ تھا۔ روشنی سے جماعت اہلِ سنّت کے در و دیوار روشن ہو رہے تھے۔ فکری وفنی اعتبار سے عین عالمِ شباب میں انہوں نے رخت سفر باندھ لیا۔ غالباً انہوں نے یہ شعر اپنے ہی لیے کہا تھا۔

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہو جائے گا　　　یعنی آغوشِ زمیں میں آسماں سو جائے گا

اپنی مختصر عمر میں انھوں نے فکر وفن اور زبان وقلم کے جو نقوش ابھارے ہیں، ان کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ برسوں کی ریاضت کا نتیجہ ہیں۔ انھیں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے لغت میں ہمیں موزوں الفاظ نہیں مل رہے ہیں۔ ان کا وصال اس وقت ہوا

جب راقم کا شعور پختہ نہیں تھا لیکن آج بھی جب ان کی شخصیت یادوں کی دہلیز پہ دستک دیتی ہے تو پلکیں اشکوں میں نہانے لگتی ہیں اور پورا وجود غم کے ساگر میں ڈوب جاتا ہے۔ ان کی شخصیت جماعت اہلسنّت کے لیے قدرت کی ایک ایسی نعمت تھی جسے برسوں بھلایا نہیں جاسکتا۔ ان کا وجود ملک کے لیے درد وکرب کا استعارہ تھا۔ وہ تاحیات بھیڑ میں تنہا نظر آئے۔ وہ اپنے عہد کا فخر تھے۔ ان کے بڑوں نے انھیں فخر بہار کے لقب سے نوازا تھا۔ وہ صرف بہار کا فخر نہیں تھے بلکہ وہ دنیائے اہلسنّت کے لیے فخر تھے۔ حق وصداقت کے اظہار میں انہوں نے کبھی کسی کی رعایت نہیں کی۔ جیسے شیر سے جنگل کے دوسرے جانور ہر وقت خوف زدہ رہتے ہیں، اسی طرح باطل ہر وقت ان سے سراسیمہ رہا کرتا تھا۔ آلاتِ حرب وضرب سے ان کی شخصیت پوری طرح لیس تھی۔ فکر رضا کے وہ جاں فروش سپاہی تھے۔ وہ زبان وقلم کے دھنی تھے۔ ان کی خطابت پتھر کو بھی موم بنادیتی تھی۔ خطابت ان کا پیشہ نہیں تھا بلکہ مشن تھا، اور اس پلیٹ فارم سے انہوں نے دینی، ملی اور مسلکی بیداری کا جو صور پھونکا ہے اسے برسوں بھلایا نہیں جاسکتا۔ ان کا تعارف جس انداز میں ہونا چاہیے اب تک نہیں ہوسکا ہے۔ ہم چادر اور مزارات کی آرائش وزیبائش پہ اپنے خزانے کا منھ کھول دیتے ہیں لیکن چادر اور مزارات کی عظمت ووقار کے تحفظ میں جن افراد وشخصیات نے اپنا خونِ جگر جلایا ہے، جب ان کی تعریف اور تعارف کی بات آتی ہے تو ہم لکیر کے فقیر بن جاتے ہیں۔

حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی قدس سرہٗ کی عظمت کا اعتراف ان کے عہد کی اکابر شخصیات نے بڑی فراخ دلی اور کشادہ قلبی سے کیا ہے۔ حضور مجاہد ملت جیسی تارک الدنیا شخصیت کے وہ مرید ہی نہیں بلکہ مراد تھے۔ ان کے وصال پہ جن شخصیات نے برسوں اشک ریزی کی ہے ان میں پاسبانِ ملت اور مجاہد دوراں کے اسما بہت نمایاں ہیں۔ ان دونوں شخصیات کی آنکھوں میں اشکوں کا سمندر تھا جو خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ ان کا رونا دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ان کے اپنے جگر کا کوئی ٹکڑا بچھڑ گیا ہو۔ انھیں اس سے پہلے اس طرح روتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ ان کے فاتحہ کی محفل ماتم کدہ بنی ہوئی تھی۔

ملک کی بڑی بڑی شخصیات کے علاوہ شہر وفنائے شہر کا ہر چھوٹا بڑا شریک محفل تھا۔ اس میں دین ودھرم کی کوئی قید نہیں تھی، جہاں ایک مسلمان کا بچہ رو رہا تھا وہیں ایک ہندو کا بچہ بھی اپنی پلکوں کو اشکوں سے بھگوئے ہوا تھا۔ جب حضور مجاہد دوراں حضرت علامہ سیّد مظفر حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے منقبت کی شکل میں اپنا لکھا ہوا مرثیہ سنانا شروع کیا تو مجمع کے ساتھ خود بھی غم کی ساری حدوں کو توڑ گئے۔ ان کی لکھی ہوئی منقبت کے اشعار کچھ اس طرح تھے۔

سو گیا ہاں سو گیا صد آہ کامل سوگیا
آسمانِ سنّیت کا ماہِ کامل سوگیا

اے وقارِ سنّیت اے تاجدارِ سہسرام
زندۂ جاوید بن کر آہ کامل سوگیا

اے صحافی، اے زباں داں، نازشِ صبح بہار
شہرِ خاموشاں میں جاکر آہ کامل سوگیا

جو اٹھا تھا ایک دنیا کو جگانے کے لیے
میں یقیں کیسے کروں وہ آہ کامل سوگیا

کیا خبر تھی ہوگی عجلت تیرے اس کردار میں
اک جہاں بیدار کرکے آہ کامل سوگیا

گلشنِ خیریہ تیر لوٹ لی کس نے بہار
واقعی کیا تیرا مالی آہ کامل سوگیا

اس چمن کا غنچہ غنچہ آج کیوں ہے سوگوار
کیا ترا ہمدرد و مونس آہ کامل سوگیا

خیریہ کے بچے بچے کی زباں زد ہے یہی
کیا خطا ہم سے ہوئی کیوں آہ کامل سوگیا

آج بزمِ کہکشاں کیوں ماند پڑتی جائے ہے

کیا شبِ دیجور تیرا ماہ کامل سوگیا
مجھ کو کیا معلوم تھا داغِ رفاقت دے کے تو
وقت سے پہلے تو آکر آہ کامل سوگیا
تو مظفر اب کہاں پائے گا اس غمخوار کو
تیرا مونس تیرا ساتھ آہ کامل سوگیا

حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی قدس سرہٗ کے وصال سے متاثر ہوکر پاسبانِ ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی قدس سرہٗ نے ماہنامہ پاسبان میں ایک ادارتی تحریر شائع کی تھی وہ تحریر کیا ہے؟ دردو کرب اور غم والم کا ایک سمندر ہے۔ پاسبانِ ملت کی اس تحریر سے دونوں شخصیات کے آپسی قرب کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں ماہنامہ پاسبان کا پورا اداریہ ملاحظہ کریں۔

آہ! مِرا کامل جاتا رہا

ستارہ نہیں۔۔۔آسمانِ صحافت کا سورج ڈوب گیا!

کامل تم کیا گئے! کانفرنسیں خاموش ہوگئیں۔ صحافت اجڑ گئی، خطابت سوگوار ہوگئی۔

سچ تو یہ ہے! سہسرام کی دولت پیوندِ خاک ہوگئی۔ مدرسہ خیریہ کی شہرت گہنا گئی، اور بِہار کی بَہار رُخصت ہوگئی۔

میرے کامل! آفس پاسبان اور آفس تاجدار کے دیوارودر تم پر رو رہے ہیں اور وہ قلم جو تمہارے ذہن وفکر کی عکّاسی کرتا تھا وہ اب روشنائی نہیں خون اُگل رہا ہے۔

دارالعلوم غریب نواز! جس میں تم چہکتے تھے وہاں سکوت اور خاموشی کا پہرہ ہے۔ اساتذہ اور طلبا تمہارے غم میں سوگوار کھڑے ہیں۔

تصورات کی دُنیا میں

کامل دیکھو تو سہی! یہ وہی مدرسہ خیریہ ہے جس کی دیواروں میں اینٹ و پتھر کے ساتھ

تمہارے قاشہائے دل بھی جڑے ہیں اوراس کے گارے میں پانی کے ساتھ تمہارا خون وجگر بھی شامل ہے، اس کی زلفیں پریشاں ہیں اب اس کی مانگ میں سیندور کون بھرے گا، افشاں کون چھڑکے گا؟

کامل کیاتم سچ مچ خاموش ہوگئے! دیکھوتوسہی خیر یہ کے یہ وہی طلبہ ہیں کہ تمہاری غیرت وحمیت نے اپنے لیے کہیں بھی دست طلب نہ پھیلایا۔ مگران بچوں کے لیے تم نے دردر کی بھیک مانگی۔ یہ تمہاری خاموشی پر سِسک رہے ہیں، بلک رہے ہیں اور دھاڑیں مار مار کے رو رہے ہیں۔ اب کون ہے جوانھیں کلیجہ سے لگائے اوراپنی آستینوں سے ان کا آنسو پوچھے۔

کامل! انھیں تو پہچانو۔ یہ فخر اماثل مولانا ضیاء الحسن ہیں، جن کی گود میں تم پلے، بڑھے، جوان ہوئے، پھلے، پھولے، یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ تمہارے جوان کاندھے پر ان کا جنازہ اٹھے گا۔ لیکن یہ تم نے نہ برداشت کرنے والا کیسا غم دیا۔ اسّی سال کا بوڑھا جواں سال کی میّت اپنے کاندھے پر اٹھائے؟

کامل تم خاموش کیوں ہو! دیکھوتوسہی یہ تمہارے ساتھیوں کی بارات کھڑی ہے یہ مولانا مظفر ہیں، مولانا رحمانی میاں، مولانا اسرار الحق، مفتی شریف الحق، مولانا ارشد، مولانا نسیم بستوی، مولانا غلام ربانی یہ تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ پیارے تم بھی تو کچھ کہو، اس طرح نہ چپ ہوجاؤ کہ تمہارا دردِجگر ہم سب کے کلیجے کا چبھتا ہوا کانٹا بن جائے۔

ارے کامل۔ اِسے تو پہچانو۔ یہ تمہارا نورِنگاہ ''ملک الظفر'' ہے۔ جسے تم نے گودلیا، کلیجے سے لگایا، کاندھے پہ بٹھایا، سر چڑھایا یہ تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ ''نہ بولو' پیار تو کرلو۔ ہونٹوں سے نہ سہی آنکھیں کھولو آنکھوں ہی کا پیار دے دو۔

کامل۔ کامل۔ کامل۔۔۔۔ آہ۔۔۔ ایسی طویل خاموشی۔

میرے کامل۔ دیکھو میرے دونوں شاہزادے آفاق اور منّا جنھیں تم نے پڑھنے کے لیے سہسرام بلایا تھا۔ یہ سامانِ سفر لیے کھڑے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ 'لالہ' کامل میاں

سے پوچھیے کہ اب سہسرام میں ہمارے پرسشِ غم کون کرے گا؟ لالہ کیا اب کامل میاں ہم لوگوں سے بھی نہیں بولیں گے۔ یہ بھولے بھالے سادہ لوح بچے ہیں ان سے تو بول لو۔

کامل۔ یہ تمہارا اطاعت شعار "ظل الرحمان" ہے جس کی زندگی کا ہر لمحہ تمہارے گردشِ ابرو پر رقص کرتا رہا، جس نے تمہاری رضا کو متاعِ زندگی اور حاصل شادمانی سمجھا، وہ بس اتنا ہی کہنا چاہتا ہے کہ پیارے جاؤ تمہیں کون روک سکتا ہے مگر جاتے جاتے کچھ تو کہہ دو تا کہ تمہارا پیغام مشعلِ رہ بن سکے۔ مگر' کامل' یہ کیسا ساتھ ہے کہ تم اتنا بھی نہ کر سکے! اور ہمیشہ کے لیے چپ ہو گئے۔

کامل۔ اسے پہچانو یہ تمہارا اسیرِ محبّت "انوار نظامی" ہے قلم تمہارا چلتا مگر جیل یہ جاتا تھا، جیل کی زنجیروں اور آہنی بیڑیوں سے آزاد ہو کر پھر تمہارے عشق کی زنجیریں پہن لیتا۔ اسے تم پھر جیل بھیجتے اور آزاد ہو کر پھر تمہارا گرفتارِ محبت بن جاتا لیکن تم دونوں محبت کے ایسے بندھن میں بندھے تھے کہ تم نہ کبھی شرمسار نظر آئے اور نہ ہی انوار نے تم سے شکوہ کیا۔ پھر تم روٹھ کیوں گئے تمہاری ناز برداری میں کوئی دقیقہ نہ اٹھایا گیا، کامل منھ کی چادر ہٹاؤ، لب کا سکوت توڑو، پلکیں کھولو۔ زیادہ نہ سہی کچھ تو بولو۔ کامل۔ کامل کیا محبت کا صلہ یہی ہوتا ہے؟

میرے کامل۔ کیا تم نے مجھے بھی نہیں پہچانا، میرے پیارے میں تمہارا مشتاق ہوں جس سے تم کوئی بات منوانا چاہتے تو بھیاؔ نظامی کہہ کے لپٹ جاتے؟

اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تم نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھیا نظامی کہا ہو، اور میں نے تمہاری بات ٹال دی ہو۔ میری کتابِ زندگی کا ورق اُلٹو کیا کہیں ایسا بدنما داغ ملے گا۔

کامل۔ میں نے ہمیشہ تمہاری بات مانی آج تم بھی میری ایک بات مان لو۔ دیکھو یہ پاسبانؔ کے اوراق غم کے مارے ایک دوسرے پر سر پٹک کے یہ کہہ رہے ہیں کہ اب مجھے کون سجائے گا؟ کون نکھارے گا؟ کون سنوارے گا؟

انوار۔ سر جھکائے رو رہے ہیں کہ جس کاندھے پر پاسبان کا بوجھ تھا اس نے ساتھ چھوڑ دیا۔ آفاق، مُنّا، چنّو، وقار، شبینہ سب پوچھ رہے ہیں لالہ لالہ اب ہم لوگ "کامل میاں" کہہ کر کسے پکاریں گے۔ میرے کامل۔۔۔ کچھ تو بولو۔ دیکھو یہ وہ آہنی الماری ہے جس میں

تمہارے فائل رکھے ہیں۔ یہ میز ہے۔ یہ قلمدان ہے، یہ کاپی ہے؟ لیکن کرسی تمھیں ڈھونڈ رہی ہے۔آؤ۔آؤاس پر بیٹھو۔تم چپ کیوں ہو۔خاموش کیوں ہو۔کچھ تو بولو؟

ایک مدھم سی آواز بھیّا نظامی میں نے آپ کی بات کبھی نہیں ٹالی۔لیکن میں آج ایک بہت ہی طویل سفر پر جارہا ہوں دور، بہت دور، بہت دوراب کچھ بولنا تو درکنار پیچھے پلٹ کے دیکھ بھی نہیں سکتا۔ اگر ہوسکے تو آپ سب میرا آخری سلام قبول کرلو۔ کامل۔ کامل۔ کامل۔خاموشی۔خاموشی۔خاموشی۔

ایک سوگوار: مشتاق نظامی

طنز ومزاح ایک کٹھن فن ہے۔زبان وادب کے ایوان میں طنز نگاروں کا ایک ہجوم نظر آتا ہے، ان میں حضرت علامہ کامل سہسرامی کا نام بہت نمایاں ہے۔ان کی طنز نگاری کا ایک نمونہ ذیل میں ملاحظہ کریں:

اگرعقیدت مندیوں کے اظہار پر اُتر آئے تو شیخ جی کو حضرت عبداللہ ابن مبارک اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا متقدا بنا کر تالیاں بجائے۔ پیرجی کو صدیق، فاروق، متاع الکل، مربی خلائق ثابت کردے۔دشمنی پر اُتر آئے تو کائنات کی افضل ومقدس ترین ذات کو گاؤں کا چودھری بنا ڈالے۔خدائی کے ساتھ ساتھ خدا پر بھی ہاتھ صاف کرنے میں نہ چوکے۔فتوے بازیوں پر اُتر آئے تو نذر ونیاز، فاتحہ وزیارت ہر چیز کو نہ صرف حرام ثابت کردے بلکہ شرک کے موٹے موٹے کیڑے بھی نکال دے۔ یہ اور بات ہے کہ اسی کے فتوے کا مارا کھانا اگر خوش قسمتی سے اسے مل جائے تو اس طرح ہضم کرلے کہ ڈکار بھی نہ لے۔سیّد سالار مسعود غازی کے مزار شریف کی سات گز لمبی چادر اوڑھ لے اور شرک کی آلودگیوں سے پاک بھی رہے۔ حلال کرنے پر آئے تو کوّا حلال کردے، کپورہ حلال کردے یہاں تک کہ دین وملت بھی حلال کرڈالے۔آپ نے نہیں سنا کہ ایک غریب شکاری نے جنگل میں جال ڈالا۔ایک کبوتر کے ساتھ ہی ایک بدنصیب چیل بھی آ پھنسی۔شکاری اپنے دونوں شکار کو لیے مکان کی طرف چل پڑا۔راستے میں ان کا ایک کھدر دھاری شناسا مل گیا۔علیک سلیک کے بعد دونوں اس طرح

آگے بڑھے کہ جال شکاری کے ہاتھ میں اور شکار مولوی کھدر دھاری کے ہاتھ میں۔

کبوتر تو سمجھ چکا تھا کہ اب اس کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں اور کوئی خریدار ذبح کر ہی ڈالے گا۔ وہ غریب مولوی کے ہاتھ میں خاموش راضی برضا لٹکا ہوا تھا لیکن چیل فرطِ غم سے رو رہی تھی۔ کبوتر نے اس طرح زاروقطار روتے دیکھ کر پوچھا، بی چیل رونا تو مجھے چاہیے کہ میں چند گھڑی کا مہمان ہوں لیکن تمہارے اس طرح رونے کا سبب کیا ہے؟ تم تو مسلمانوں کی شریعت میں حرام ہو، تمہیں کاہے کا غم؟

چیل نے کہا میاں کبوتر جب تک شکاری کے ہاتھ میں تھی مطمئن تھی لیکن اب اس لیے رو رہی ہوں کہ بدقسمتی نے ایک مولوی کے ہاتھ پہنچا دیا ہے جو حرام کو حلال بنانے کے فن میں پوری مہارت رکھتا ہے۔ (نجد سے سہارن پور تک، ص: ۲۷، رضا دارالمطالعہ پوکھریرا، سیتامڑھی ۲۰۱۸ء)

حضرت علامہ کامل سہسرامی زمین آشنا اور ضمیر آشنا بھی تھے۔ مذہبی تہذیب وسیاست کا بھی انہیں گہرا عرفان تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی عالمانہ، قائدانہ اور مدبرانہ رکھ رکھاؤ کے ساتھ گذاری۔ وہ آسمان بدوش عظمتوں کے حامل تھے۔ شہر کے چھوٹے تو انھیں بڑا سمجھتے ہی تھے حیرت یہ ہے کہ بڑے بھی انہیں بڑا سمجھتے تھے۔ انہوں نے بدعقیدگی کو نہ صرف شہر سے بلکہ کئی اضلاع سے شہر بدر کر دیا تھا۔ وہ اپنے عہد کے پہلے عالم تھے جن کے وصال پہ بلا تمیز مذہب وملت پورا شہر کئی دنوں تک سوگ میں ڈوبا رہا۔ حضور مجاہد دوراں تیجہ تک شہر میں خیمہ زن رہے، کلکتہ میں جب ان کا جنازہ تیار ہوا تو حضور مجاہد دوراں نے ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ بیٹا جنت میں جا رہے ہو۔ اہلِ سہسرام انھیں جس عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس کی کوئی نظیر اب تک سامنے نہ آسکی ہے۔ جب شہر میں ان کی تقریر ہوتی تھی تو لوگوں کو بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ ان کی کمی کا کرب اہل شہر آج بھی محسوس کرتے ہیں۔ رب ذوالجلال کروٹ کروٹ انھیں غریق رحمت فرمائے آمین۔

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب میں ان کے والد ماجد حضرت علامہ کامل سہسرامی اور جدامجد حضرت علامہ مفتی محمد فرخند علی فرحت سہسرامی کے عکوس ونقوش واضح انداز

میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ نام ونمود اور آرائش وزیبائش میں اس خانوادے کو کبھی دلچسپی نہیں رہی جبکہ ذہنوں اور زمینوں پہ خدمات کے اثرات دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ عوامی قلوب میں احترام وعقیدت کے چراغ خوب روشن ہیں۔ مولانا موصوف اپنے آبا کی باقیات وروایات کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ جنوبی بہار کا یہ خطہ جب بھی مسائل کا شکار ہوتا ہے تو لوگ آپ سے رجوع ہوتے ہیں۔ آپ خود کو قائد نہیں سمجھتے لیکن قوم آپ کی قیادت کو تسلیم کرتی ہے۔ ایک قائد کو جن خصوصیات کا جامع ہونا چاہیے وہ ساری خصوصیات آپ کے اندر پائی جاتی ہیں۔ اس قحط الرجال میں آپ کی شخصیت ہر اعتبار سے غنیمت ہے۔ آپ کے شرعی معمولات ومراسم سے آپ کے دینی شعور کی پختگی کا اظہار ہوتا ہے۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات پہ آپ کی گہری نظر ہے۔ آپ بڑی بے باکی سے قومی مسائل اٹھاتے ہیں۔ حق کے اظہار میں آپ کسی طرح کا خوف محسوس نہیں کرتے۔ آپ کو ان لوگوں سے سخت شکایت رہتی ہے جو خود کو بڑا سمجھتے ہیں لیکن قومی مسائل پہ اپنی زبان بند رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب جس طرح خاندانی وجاہت رکھتے ہیں اسی طرح علمی وجاہت بھی رکھتے ہیں۔ آپ کی مکمل علمی تربیت دار العلوم خیریہ نظامیہ کی آغوش میں ہوئی۔ ذہانت اور مضبوط قوتِ حافظہ آپ کو وراثت میں ملی ہے۔ والد ماجد کی پُرخلوص دعائیں اور خصوصی توجہات آپ کے ساتھ تھیں۔ جس وقت آپ کے سر پہ فضیلت کی دستار باندھی گئی والد ماجد کا ظاہری سایہ آپ کے سر پہ نہ تھا۔ اگر وہ بقید حیات ہوتے تو دستارِ فضیلت کا حسن دوبالا ہو جاتا۔ آپ کی علمی، فکری اور لسانی تربیت میں جن شخصیات نے نمایاں رول ادا کیا ہے، ان میں دو شخصیات اپنا علمی اعتبار رکھتی ہیں۔ شمس العلماء حضرت مولانا مفتی نظام الدین قادری حبیبی علیہ الرحمہ (۱۹۱۳ء/ ۱۹۹۴ء) اور حضرت علامہ مفتی ضیاء الحسن محدث سہسرامی علیہ الرحمہ (۱۳۲۱ھ/ ۱۴۰۱ھ) شمس العلماء حضرت مولانا مفتی نظام الدین قادری حبیبی علیہ الرحمہ علمی اور فنی اعتبار سے اپنے عہد میں تنہا تھا۔ حضور مجاہد ملت کی دعاؤں کا وہ پیکر محسوس تھے۔ حضور مجاہد ملت نے کسی کے سوال کرنے پر فرمایا تھا کہ میرے

تلامذہ کی تعداد بہت مختصر ہے،لیکن جو ہے ان میں کا ہر فرد ہزاروں پہ بھاری ہے۔حضور شمس العلماء کی شخصیت سمندر نواز تھی، پورے ملک میں ان کی علمی برتری کے دف بجا کرتے تھے۔ پاسبانِ ملت جیسی درجنوں شخصیات ان کے حاشیے پر مسکراتی دکھائی دیتی ہیں۔شمس العلماء پہ بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔اس کے لیے فرصت کے لمحات درکار ہیں۔راقم نے بھی ان کی برسوں جوتیاں سیدھی کی ہیں۔راقم نے ان کے جیسا عالمِ ربانی نہیں دیکھا۔کتابوں میں عالمِ ربانی کی جو خصوصیات ملتی ہیں وہ ساری خصوصیات ان کی ذات میں موجود تھیں۔

حضرت علامہ ضیاء الحسن ضیاء سہسرامی قدس سرہٗ بہت بڑے صاحب علم وتقویٰ تھے۔ انہوں نے اپنے علمی وقار واعتبار کو اپنے تقویٰ کی چادر سے ڈھانپ رکھا تھا۔ان کی پاکیزگیٔ فکر ونظر کے باعث اہل شہر بلاتفریق مذہب وملت ان کا کافی احترام کرتے تھے۔حدتو یہ ہے کہ وہ طلبہ میں بھی ہردل عزیز تھے۔ان کے عہد میں جن خوش بختوں نے ان سے علمی استفادہ کیا وہ اپنے نام کے ساتھ ضیائی ضرور لگاتے ہیں۔ان کی بہت ساری کرامات بھی عوام وخواص میں شہرت رکھتی ہیں۔ڈاکٹر ساحل سہسرامی نے ان کا سوانحی خاکہ یوں پیش کیا ہے:

استاذ العلماء محدث سہسرام حضرت علامہ محمد ضیاء الحسن ضیاءؔ سہسرامی قدس سرہٗ اپنے وقت کے ممتاز عالمِ دین،مستند پیشوا،مسلّم بزرگ اور عارف باللہ تھے۔ پوری زندگی بڑی سادگی،قناعت،زہد وورع اور علم وفضل کے سائے میں گذر بسر کی۔طالب علمی کے اخیر چند سال چھوڑ کر پوری زندگی وطن عزیز میں گذری۔اس کے باوجود پورا شہر آپ کی بزرگی کا معترف تھا۔جس راہ سے گذر جاتے ہندو مسلم،چھوٹا بڑا اٹھ کر تعظیم دیتا۔شہر کا باشعور طبقہ اور سارے طلبہ آپ کو بڑے حضرت کے لقب سے یاد کرتے۔آپ کی عظمتوں اور کرامتوں کا زمانہ شاہد ہے۔ جب تک آپ کا مسعود وجود دارالعلوم خیریہ کی زینت رہا خیریہ کے در و بام رحمت ونور کی بارش میں نہاتے رہے۔حضرت صادق سہسرامی اور آپ نے مل جل کر بانی خیریہ کے مشن کی لو کبھی مدھم نہ ہونے دی۔خیریہ کا پرچم شان وشوکت کے ساتھ لہراتا رہا۔

آپ دونوں حضرات کا ہر لمحہ اس شعر کا ترجمان تھا۔

تم نے جو شمع جلائی ہے، نہ بجھنے پائے اب تو لے دے کے یہی کام ہمارا ٹھہرا

(حضرت صادق سہسرامی، حیات وشاعری، ص:۱۳۹)

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب کی تربیت علمی ماحول میں ہوئی اور ان کی تربیت میں جو لوگ شریک تھے وہ علم، فضل، تقویٰ اور شرافت میں اپنی نظیر آپ تھے۔ بچوں پہ سب سے زیادہ اثر ماحول کا ہوتا ہے۔ ان کے جد امجد کی تقویٰ شعاری کی خوشبو سے نہ صرف گھر کے در و دیوار معطر تھے بلکہ پورا شہر ان کی شرافت نفس اور بے ریائی کے نور سے مستنیر و مستفیض تھا۔ ایثار و قربانی کے جذبے سے ان کی پوری حیات عبارت تھی۔ ترکِ دنیا کو انہوں نے اپنی زندگی کا عنوان بنالیا تھا۔ انھیں اپنی فکر کبھی نہیں ہوئی۔ ان پہ ہر وقت دین وشریعت اور قوم وملت کی فکر حاوی تھی۔ خوف وخشیت علم ہی سے وجود پاتی ہے۔ معرفت الٰہی کا رشتہ علم ہی سے مربوط ہے۔ جو جتنا بڑا عالم ہوتا ہے اتنا ہی بڑا عارف بھی ہوتا ہے۔ دن کے اجالے میں وہ علومِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سینوں کو اجالتے تھے اور رات کی تنہائی میں وہ اپنے رب سے ناز و نیاز میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ان کی روئداد حیات تفصیل چاہتی ہے اور ہمیں تفصیل کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب اپنے آبا کی امانتوں کے سچے امین ہیں۔ انھیں بھی دنیا میں کوئی رغبت نہیں ہے۔ ان کے معمولاتِ زندگی دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دنیا اور دنیا داری کے فلسفے سے انھیں کوئی واقفیت نہیں ہے۔ عرفان و آگہی کے نور سے ان کی پیشانی روشن ہے۔ دن کے اجالے میں وہ سفیر قوم وملت کے فرائض انجام دیتے ہیں اور جب رات کی تاریکی پھیلتی ہے تو وہ ہر شئے سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ ان کا سینہ علم و اخلاق کا مدینہ ہے۔ اپنے بڑوں سے انہوں نے علوم ومعرفت کی جو دولت پائی ہے اس کی ترویج وتشہیر ہی ان کا مقصد حیات ہے۔ ان کی طرزِ حیات انھیں بھیڑ میں ممتاز کرتی ہے۔ آج علماء کی اکثریت پہ دنیا حاوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین وشریعت سے قوم کا فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ آج کا انسان اپنوں سے بچھڑ چکا ہے۔ ایسے نازک حالات میں آپ کی ذات چراغِ رہگذر کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب گہری بصیرت کے حامل ہیں۔ان کی شخصیت اپنے اندر بڑی وسعت رکھتی ہے۔وہ زبان و بیان کے ہر نشیب وفراز کے عارف و عامل ہیں، زبان و بیان کی تفہیم میں انہوں نے شدید ریاضت کی ہے۔ان کا علمی،فکری اور قلمی سرمایہ کئی مجلدات میں پھیلا ہوا ہے۔ان کے تنقیدی شعور میں بڑی بالیدگی اور پختگی ہے، فی زمانناجماعت علماء میں یہ شعور خال خال نظر آتا ہےاور جن میں یہ شعور پایا جاتا ہے وہ اظہارِ شعور سے ڈرتے ہیں۔جرأت و بے باکی بھی انھیں وراثت میں ملی ہے۔وہ حق کے اظہار میں کبھی کسی مصلحت کے شکار نہیں ہوئے۔وہ اپنے والد ماجد حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی قدس سرہٗ کے بالکل قدم بقدم ہیں۔ جینے کی جس ڈگر کا آپ نے انتخاب کیا ہے وہ ڈگر بھی والد ماجد کی بنائی ہوئی ہے۔انہوں نے خود کو دین و شریعت کے لیے ہر طرح وقف کر رکھا ہے۔جن تحریکات سے جماعتی مزاج کو چوٹ لگتی ہے ان تحریکات کو کبھی انہوں نے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ وقت آنے پر ان کے رد و ترد سے بھی گریز نہیں کرتے۔ان کے عزم کی اس شعر سے آئینہ بندی ہوتی ہے۔

اِدھر آؤ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

ان کے کشکولِ حیات میں علم وعمل،فکروفن اور زبان و بیان کی لطافتوں کی کائنات پنہاں ہے۔ان میں اپنی ذات کو منوانے کا شوق نہیں ہے۔ان کا پیمانۂ حیات کمالات،خصوصیات اور امتیازات سے بھرا ہوا ہے۔ان کی ہر سانس سے دینی،ملی اور قومی مفادات کی خوشبو پھوٹتی رہتی ہے۔ان کی ذمہ داریاں بہت ہیں۔درس وتدریس کی ذمہ داریاں،ادارے کی ذمہ داریاں، افتاء کی ذمہ داریاں، دارالقضاء کی ذمہ داریاں، مدرسین کی ذمہ داریاں،طلبہ کی ذمہ داریاں اور قومی فلاح کی ذمہ داریاں۔ وہ اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں کبھی بے توجہی کے شکار نہیں ہوئے۔ان کی ذات دیانت،شرافت، وجاہت اور حسنِ اخلاق کا محسوس پیکر ہے۔ان سے راقم کے ربط وتعلق کی عمر چالیس سال سے زائد پہ محیط ہے۔تعلقات کے اس طویل سفر میں

ہم نے ہر موڑ پہ انھیں بے نفس پایا۔ چالیس سال قبل نوازشات کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ بدستور قائم ہے۔اوران شاء اللہ تاحیات یونہی قائم رہے گا۔

ڈاکٹر ساحل سہسرامی حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ڈاکٹر صاحب مرحوم بڑی خوبیوں اور کمالات کے جامع تھے۔دارالعلوم خیریہ نظامیہ کی آغوش سے ایسے صاحبِ کمالات نکلتے رہتے ہیں۔انہوں نے بہت کم عمر پائی۔انھیں ہر وقت کام کی فکر رہتی تھی۔ان کی خدمات آسانی سے بھلائی نہیں جاسکتیں۔وہ ہمیشہ اپنی صحت سے پریشان تھے لیکن ان کے قلم کی رفتار کبھی کم نہیں ہوئی۔ان کی یاد بہت دنوں تک خون کے آنسورلائے گی۔ڈاکٹر موصوف نے حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب کا ایک مختصر اور نامکمل سوانحی خاکہ پیش کیا ہے،تھوڑے تصرف کے ساتھ ذیل میں وہ خاکہ ملاحظہ کریں۔

حضرت مولانا ملک الظفر صاحب، حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۲ء میں ان کی ولادت ہوئی۔ابتدا سے انتہا تک تعلیم دار العلوم خیریہ نظامیہ سہسرام میں ہوئی۔والد ماجد کے وصال کے بعد ۱۹۸۲ء میں دستارِفضیلت سے نوازے گئے۔آپ کے اساتذہ میں حضرت علامہ محمد ضیاء الحسن ضیا سہسرامی، شمس العلماء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الہ آبادی، حضرت مولانا مفتی محمد ظل الرحمٰن بھاگلپوری، حضرت مولانا وجاہت حسین سہسرامی اور حضرت مولانا مفتی محمد شمس الدین بہرائچی خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۴/سال تک جامعہ فیض العلوم جمشید پور میں حضور شمس العلماء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین بلیاوی ثم الہ آبادی کی خدمت میں رہ کر منتہی کتابوں کا درس لیتے رہے۔اسی دوران معین المدرسین کی حیثیت سے وہیں درس بھی دیتے رہے۔ ۱۹۸۶ء میں دارالعلوم خیریہ نظامیہ میں نائب مہتمم اور مدرس کی حیثیت سے تشریف لائے اور حضرت مولانا مفتی ظل الرحمٰن صاحب کی سرپرستی میں مادرِعلمی کا نظم ونسق سنبھالا اور اسے تعمیراتی سطح پر خاصی ترقیاں عطا کیں۔(حضرت صادق سہسرامی، حیات اور شاعری، ص: ۱۵۲)

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب کے ایوانِ حیات میں کمالات کی بے شمار

قندیلیں روشن ہیں۔ان کی شخصیت تفصیلی تعارف چاہتی ہے۔ یہاں تاریخ گڑھنا نہیں ہے بلکہ تاریخ کے بکھرے ذروں کو سلیقے سے سمیٹنا ہے۔ہم شخص اور شخصیت کے تعارف میں کوتاہ نظر واقع ہوئے ہیں۔ہمیں اپنے شہ پاروں کو دفن کرنے کا خوب ہنر آتا ہے،صوبائی سطح پہ دیکھا جائے تو سیکڑوں علمی اور ہمالیائی شخصیات ہماری نگاہوں سے پورے طور پر اوجھل ہو چکی ہیں۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ زبان وقلم کا شعور رکھتے ہیں ان کی ہمت افزائی سے ہم پورے طور پر غافل ہو چکے ہیں۔ ہمارے جماعتی مزاج پہ بے بسی مسکرا رہی ہے۔اگر اس روش میں تبدیلی نہیں آئی تو آنے والی نسلوں کو تاریکیوں کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا اور ہماری قبروں پہ پھول کی جگہ پتھروں کی بارش ہوگی۔

حضرت مولانا مفتی محمد ملک الظفر صاحب کی حیثیت قومی سرمائے کی ہے۔ وہ سوتے ہیں تو فلاحِ ملت ہی کا خواب دیکھتے ہیں۔ یہ گفتگو مشاہدات کی بنیاد پہ ہو رہی ہے۔ان کے ذاتی اور شخصی مطالعے اور مشاہدے کی مدت چالیس سال پہ پھیلی ہوئی ہے۔ وہ فطرتاً بے نیاز واقع ہوئے ہیں۔اس عہد نفاق میں علماء اور مصلحین امت کی اکثریت اپنے ہر سانس کی قیمت چاہتی ہے۔ جبری مطالبات کے واقعات بھی نگاہوں سے گذرتے ہیں۔دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ہم اپنے وقت کی قیمت مانگتے ہیں،شریعت اس کی اجازت دیتی ہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارا ماضی بھی ایسا ہی تاریک تھا۔ماضی قریب میں ان شخصیات کی ایک طویل فہرست ہے جو ایثار وقربانی کا استعارہ تھے۔جن کی سانسوں سے ملت کی وفاداری کی خوشبو پھوٹتی تھی۔ ان کے ایک اشارے سے ذہنوں اور زمینوں کی سوچ کا قبلہ بدل جاتا تھا۔اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنے گھر کی زمینوں اور ذہنوں پہ بھی اثر انداز نہیں ہو پاتے۔جن کے دامن حیات سے جبری مطالبات کا تعفن اٹھتا ہے،وہ اپنے عمل کی صحت کے لیے فتاویٰ رضویہ شریف کا حوالہ دیتے ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت کی تحریر سے ان افراد کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے جو جبری مطالبات کے مرض میں گرفتار ہیں۔اعلیٰ حضرت کو یہ خبر ملی کہ کچھ لوگ آپ کے نام ونسبت کا غلط استعمال کر رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت نے اپنے ۵۰ / پچاس خلفا کی ایک فہرست جاری کی اور برائے

ہدایات ایک اشتہار شائع فرمایا۔اس اشتہار کی ابتدائی عبارت ذیل میں ملاحظہ کریں۔

برادرانِ اہلسنّت کو اطلاع۔فقیر کو شکایتیں گذریں بعض صاحب باوصف بے علمی دنیا طلبی کے لیے وعظ گوئی کرتے ہوئے اکنافِ ہند میں دورہ فرماتے ہیں اور یہاں سے اپنا علاقہ انتساب بتاتے ہیں، جس کے سبب فقیر سے محبت رکھنے والے حضرات دھوکا کھاتے ہیں۔اس شکایت کے رفع کو یہ سطور مسطور۔ یہاں بحمدہ تعالیٰ نہ کبھی خدمت دین کو کسب معیشت کا ذریعہ بنایا گیا نہ احباب علمائے شریعت یا برادرانِ طریقت کو ایسی ہدایت کی گئی، بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین وحمایت سنّت میں جلب منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ ہاں اگر بلا طلب اہلِ محبت سے کچھ نذر پائیں، رد نہ فرمائیں کہ اس کا قبول سنّت ہے۔ یہاں سے نسبت ظاہر فرمانے والے صاحبوں کے پاس فقیر کی دستخطی مہری سند علمی یا اجازت نامہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔زبانی دعوے پر عمل پیرانہ ہوں۔(تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت،ص:۸)

جبہ ودستار کے پردے میں ہزاروں بھیڑیے قوم وملت کی رگوں سے لہو چوس رہے ہیں۔وہ زمینوں کا سفر نہیں کرتے بلکہ ہواؤں کا سفر کرتے ہیں۔وہ ہر وقت اپنی عدیم الفرصتی کا جواز پیش کرتے ہیں، سفر خرچ وصول کرنے کے بعد ہی تاریخ یقینی ہوتی ہے۔درمیان میں کوئی بڑا مرغا پھنس گیا تو تاریخ رد بھی ہوسکتی ہے۔ یہ عصر حاضر کا بھیانک منظر نامہ ہے۔ جماعت اہلسنّت ایسی بے چارگی کا کبھی شکار نہیں ہوئی تھی۔ ہر چھوٹے بڑے شاعر وخطیب کی فیس متعین ہے۔مذہب کاروبار نہیں ہوتا۔ یہاں سانسیں بھی عبادت میں شامل ہے۔اگر وہ شرعی اصولوں کی روشنی میں لی جاتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب کے والد ماجد کا ملک کے ممتاز خطبا میں شمار ہوتا تھا۔اجلاس کی کامیابی ان کی شرکت پہ منحصر ہوتی تھی۔علم کی مختلف شاخوں پہ ان کی گہری نظر تھی۔زبان وبیان کی لطافتوں اور نفاستوں کے وہ عارف تھے۔اہلِ علم وفن میں وہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ملک کی غالب زمینوں کی شاہی انھیں حاصل تھی۔ان سب کے

باوجود انہوں نے اپنی فیس کبھی متعین نہیں کی۔ دلوں کو دین وشریعت سے جوڑنا ان کا مشن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عوامی قلوب میں ان کے احترام وعقیدت کی جو شمع جلتی تھی اس کی لو کبھی مدھم نہیں ہوئی۔ ان کے وصال پہ پورا ملک سوگوار تھا۔ حضرت مولانا ملک الظفر صاحب کے لیے خطابت کی وسیع دنیا تھی۔ خود ان کی ذات علم وخبر کے نور سے منور ہے اس کے باوجود انہوں نے اپنے والد ماجد کی اس وراثت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اس میدان میں عزتِ نفس کو محفوظ نہیں پایا، چونکہ ان کے عہد میں زمانہ بدل چکا ہے اور زمانے کی ریت بدل چکی ہے۔ انھیں پیشہ ور افراد کے ساتھ بیٹھنا پڑتا اور اسے وہ غیرتِ عشق کے دامن پہ بدنما داغ سمجھتے ہیں۔ ان کا فرمان ہے کہ خدمت دین وشریعت اس میدان تک محدود نہیں ہے۔ انہوں نے درس وتدریس اور قرطاس وقلم سے خود کو وابستہ کر لیا۔ تقریر وخطابت پانی کا بلبلہ ہے۔ درس وتدریس سے انسان اور انسانیت کی تعمیر ہوتی ہے اور قرطاس وقلم کے اثرات دیرپا اور دوررس ہوتے ہیں۔ کسی قوم کو تاریخ سے مٹانا ہے تو اس کے ہاتھوں سے قرطاس وقلم چھین لو۔ مسلم امہ کا رشتہ جب تک قرطاس وقلم سے جڑا رہا اس کی شوکت وسطوت کے جھنڈے آسمانوں پر لہراتے رہے۔ دنیا تہذیت وثقافت سے نا آشنا تھی، اسلام نے علوم و فنون کا ایسا صور پھونکا کہ انسان اور انسانیت بلند سے بلند تر ہوتی گئی۔ جن افراد وشخصیات نے فروغِ علوم ِنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جدوجہد کی وہ ذہنوں اور زمینوں میں خوشبو کی طرح پھیل گئے۔ اہلِ علم سینوں اور سفینوں میں زندہ ہیں۔ اور جن لوگوں نے دنیا طلبی کو اپنا شعار بنایا تاریخ نے انھیں اپنے سینے میں جگہ دینے سے انکار کر دیا۔ ماضی قریب کی شخصیات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ انسانی قلوب میں اس لیے مقیم ہیں کہ انہوں نے فروغِ علوم ِرسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خود کو وقف کر دیا تھا۔ انھیں کتنے علوم وفنون میں مہارت تھی اس کی اب تک تعداد متعین نہیں ہو سکی ہے۔ اہلِ زبان وقلم بتاتے ہیں کہ حضرت امام بخاری قدس سرہٗ کے بعد ان سے بڑا ذہین وفطین انسان اب تک پیدا نہیں ہوا ہے۔

حضرت مولانا محمد ملک الظفر صاحب دین وشریعت کا اعلیٰ شعور رکھتے ہیں۔ حدیث

پاک ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین میں فقیہہ بنا دیتا ہے۔ ان کے جدامجد کا بھی فقہائے زمانہ میں شمار ہوتا تھا۔ فہم دین کے زیور سے ان کی ذات مزین تھی۔ اور دردِ دین بھی ان کے چہرے سے چھلکتا تھا۔ آپ کے والد ماجد بھی دینی فہم وفراست کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ فہم دین و ذوق دین دونوں کا اللہ تبارک و تعالیٰ کی اعلیٰ نعمتوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ دونوں نعمتیں اس کو ملتی ہیں جس پہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی رحمتیں ہوتی ہیں۔ فہم دین وشریعت ہی کے باعث آپ کا خانوادہ برسوں سے خطے میں مرکز توجہ بنا ہوا ہے۔ سہسرام میں اور بھی خانوادے تھے جن کے حصے میں علم وادب کی نمائندگی آئی تھی، آج ان کے آثار تو ملتے ہیں نمائندگی نہیں ملتی۔ نعمت کی قدر ضروری ہے ناقدری سے نعمت رخصت ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ کے جدامجد نے رشد وہدایت کی جو مسند بچھائی تھی وہ آج بھی آراستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنوبی بہار کے مسائل آج بھی آپ ہی سے رجوع ہوتے ہیں۔ پورا جنوبی بہار آپ کا ہم خیال و ہم آواز ہے۔ حالاتِ زمانہ کے تحت مزاج ومنہاج بدلتے ہیں، جذبوں کی شدت میں کمی آتی ہے اور معمولات ومراسم کی ادائیگی میں ضعف آتا ہے لیکن افکار ونظریات میں تبدیلی نہیں آتی۔ اگر بروقت رہنمائی مل جاتی ہے تو دلوں سے ہر طرح کے غبار نکل جاتے ہیں۔ آپ کی قومی مسائل پہ گہری نظر ہے۔ وقتاً فوقتاً آپ کی جانب سے ہدایات بھی جاری ہوتی رہتی ہیں۔ فلاحِ دین وشریعت کے لیے آپ ہر طوفان سے گذر جانے کا حوصلہ رکھتے ہیں، اور قوم کو اس کا احساس بھی ہے۔ دنیاداری آپ کے منشورِ حیات میں دور دور تک نظر نہیں آتی۔ آپ کے سینے میں جو ملی درد پلتا ہے اس درد کے حامل علماء ہر خطے میں پیدا ہو جائیں تو مذہبی اور مسلکی آزاد خیالی کو کہیں بھی قدم جمانے کا موقع نہیں ملے گا۔ ہر قوم اپنے مقتدا کے زیر اثر ہوتی ہے، جب مقتدا کی نیت میں فساد پیدا ہوتا ہے تو مقتدی کی صفیں منتشر ہو جاتی ہیں۔

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب سلیم الفہم بھی ہیں اور کثیر الفن بھی ہیں۔ آپ چار دہائیوں سے مسند ارشاد و ہدایت پہ جلوہ افروز ہیں۔ خانقاہی ہوتے ہوئے بھی خانقاہی

مزاج نہیں رکھتے۔

چونکہ عصر حاضر میں خانقاہوں کے رول سے وہ مطمئن نہیں ہیں۔آپ کے والد ماجد فخر بہار حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی قدس سرہٗ کا بھی یہی مزاج تھا۔انہوں نے دیکھا کہ خانقاہوں سے ملی اقدار کی حفاظت نہیں ہورہی ہے۔اگر درس گاہیں محفوظ ہیں تو خانقاہوں کی حرمت کو کوئی پامال نہیں کرسکتا، خانقاہوں سے بہرحال دین وشریعت کو توانائی ملی ہے۔ اسلامی اقدار کے فروغ میں صوفیاء کے کلیدی رول سے انکار بہت مشکل ہے۔اگر حضرت خواجہ غریب نواز نہ ہوتے تو ہندوستان میں اسلام کو قطعی فروغ نہ ملتا۔یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ نے خانقاہی نظام کی بحالی میں سرفروشانہ رول ادا کیا لیکن آج خانقاہیں اعلیٰ حضرت کے خلاف متحد ہورہی ہیں۔ جب تک برصغیر میں اعلیٰ حضرت کی فکر زندہ ہے، دین کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔خطرات موجودہ خانقاہوں سے بڑھ رہے ہیں۔خانقاہوں کا رول ماضی میں تھا، حال بہرحال بےحال ہے۔موجودہ خانقاہی مزاج پہ آپ احتجاج کرتے رہے ہیں۔اس حوالے سے اخبار ورسائل میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں اور آج بھی کثرت سے ہورہے ہیں۔ملی مفادات سے متعلق وہ ہر سوال کا بروقت جواب دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں کہ پوری جماعت پہ شہر خموشاں جیسا سکوت طاری ہے۔نذر ونیاز میں پوری جماعتی برادری الجھی ہوئی ہے۔قیامتیں دہلیز پہ دستک دے رہی ہیں۔مسلمانوں سے ان کے جینے کے حقوق چھینے جارہے ہیں اور انھیں ملک میں دوسرے درجے کا شہری ثابت کرنے کے لیے ہمارا حریف آسمان سر پہ اٹھائے ہوا ہے۔پھر بھی نام نہاد قیادت کی پیشانی شکن آلود نہیں ہوتی۔ایسے نازک اور پُرخطر حالات میں آپ کا دینی، ملی، مسلکی اور سیاسی قد بہت نمایاں ہو جاتا ہے۔ جو لوگ وقت کے بڑھتے ہوئے خطرات سے ہر وقت خوف زدہ رہتے ہیں، ان کے لیے آپ کی ذات امید کی کرن بن جاتی ہے۔آپ نے ہر اس راہ کو چھوڑ دیا جس راہ سے گھر میں دنیا کے داخل ہونے کا گمان گذرا۔ اسے فیضانِ نظر کا نام دیا جاسکتا ہے یا مکتب کی کرامت کا۔اخبارات ورسائل میں آپ کے

جومضامین شائع ہوتے ہیں کچھ مضامین کی ذیل میں ایک مختصر فہرست ملاحظہ کریں۔

درودِتاج پہ اعتراضات اوران کا جواب
دعوت وتبلیغ کا صوفیانہ اسلوب
نعت کی تخلیقی سچائیاں
میں نے اسلام کیوں قبول کیا
فقہ حنفی پہ غیر مقلدوں کے اعتراضات کا ایک تنقیدی جائزہ
ہسپانیہ پہ کیوں نہیں حق اہلِ عرب کا
بریلوی ہمارا نشانِ امتیاز ہے
ایک ملک میں دوعیدیں کیوں؟
لہولہو ارضِ فلسطین
مسجد گیان واپی پس منظر پیش منظر
چین سے آکر ہندوستان کرونا ہوا مسلمان
مذہبی مقامات کی دستوری حیثیت
کیوں دیتے ہو الزام میرے دیدۂ نم کو
ملنے کو نہیں نایاب ہیں ہم
فروغ اردو زبان: مسائل اور امکانات
کعبہ کس منھ سے جاؤگے غالب
قومی انتخابات میں علماء کا کردار
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
آج اہلِ خانقاہ کی نئ نسل تعلیم سے دور کیوں؟
کیا اسلام کا عائلی قانون عورتوں کے حقوق کی مکمل نگہداشت نہیں کرتا؟
شریعت کے باب میں امارتِ شرعیہ کی مطلق العنانی

طلاقِ ثلاثہ اور مسلم پرسنل لاء بورڈ

اسلامی جہاد اور مخالفین کے پروپیگنڈے

جماعت وہابیہ کا تاریخی جائزہ

یہاں تو کام بن جائے گا کچھ شکل ریائی سے

(ا) جمہوریت مذہبی منافرت اور مسلمانوں کی سیاسی طاقت کے عنوان سے لکھتے ہیں:

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب کی ذات ملی درد سے عبارت ہے۔ اسلامی مزاج ومنہاج کے خلاف جب بھی کوئی تحریک سامنے آئی ہے یا کوئی سوال اٹھتا ہے تو آپ تحریک کا تعاقب کرتے ہیں اور اس کے اٹھائے گئے سوالات کا انتہائی جرأت و بے باکی سے جوابات دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ سائل کون ہے اور اس کی علمی، سماجی اور سیاسی طاقت کتنی ہے۔ یا وہ کس معیار کا ہے۔ مصلحین امت کی اکثریت خود کو کسی الجھن میں گرفتار کرنا نہیں چاہتی۔ انھیں قوم وملّت کی فکر نہیں ہوتی۔ انھیں ہر وقت اپنی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ یہ تلخ حقیقت ہے آج لوگ اپنے مفاد کے لیے ہر طبقے سے اپنے روابط ومراسم بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ذہنیت دینی مطالبات کے منافی ہے۔ اسلام تصلب وتشخص چاہتا ہے مداہنت کو وہ قطعی پسند نہیں کرتا۔ زندگی وہی ہے جو دین وشریعت کے وقار واعتبار کے لیے قربان ہوجائے۔ حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب قوم کیا ہے اور قوموں کی امامت کیا ہے؟ وہ اس سلسلے کے عارف ہیں۔ وہ اسلامی آفاقیت کے چہرے پہ کسی طرح کی دھول دیکھنا نہیں چاہتے۔ وہ کہتے ہیں کہ زندگی زندہ دلی کا نام ہے جو لوگ مردہ دل ہیں ان کا مرجانا جینے سے بہتر ہے۔ مذہب وملّت کے لیے ان کے جو جذبات واحساسات ہیں اس میں بڑی صداقت ہے۔ عصر حاضر میں ایسے علماء کی شدید قلّت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دینی غیرت و حمیت زوال آمادہ ہے۔ اس وقت ملک کی آب و ہوا میں مسلم دشمنی کا زہر بھرا ہوا ہے۔ جو لوگ اقتدار پہ قابض ہیں مسلمانوں کا وجود ان کی آنکھوں میں خار بن کر چبھتا ہے۔ وہ اپنی زبانوں سے ہر وقت مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے ہیں، ان کی زہر افشانی سے مسلمانوں کا

وزن بھی سمجھ میں آتا ہے۔اگر مسلم قیادت ہوتی تو ایسے حالات پیدا نہ ہوتے۔مسلمان ملک کی غالب اقلیت ہے اسے حاشیے سے ہٹانا لوہے کا چنا چبانے کے مترادف ہے۔اس وقت مسلمانوں کو اپنی آواز اور اپنے انداز کو موثر بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ وقت کا فطری تقاضا ہے۔اگر منصوبہ بندی میں تاخیر ہوئی تو نتائج انتہائی بھیانک ہوں گے۔حضرت مولانا ملک الظفر صاحب کی تحریرات سے ان کا مذہبی درد چھلکتا ہے۔ ذیل میں اہم مضامین کی چند سطریں ملاحظہ کریں جو حالات، وقت اور تقاضے کے تحت اخبارات کی زینت بنے ہیں۔

(۱) ہندوستانی جمہوریت آج ایک نازک موڑ پہ کھڑی ہے۔ جہاں مختلف سیاسی اور سماجی عوامل ملک کے سیکولر اور جمہوری ڈھانچے پر بری طرح اثرانداز ہو رہے ہیں۔ایک خاص طبقے کے خلاف نفرت اور تعصب کو ہوادی جارہی ہے اور اس کے اثرات واضح طور پر نظر آرہے ہیں۔

ہندوستانی جمہوریت میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۲۰/ ۲۵/ فیصد ہے لیکن اس کی سیاسی طاقت منتشر ہونے کی وجہ سے غیر موثر نظر آتی ہے۔

طاقت کا ادراک کرنے اور منظم ہونے کی اشد ضرورت ہے۔اگر وہ اپنے ووٹوں کا استعمال مضبوط حکمت عملی سے کریں اور اپنے نمائندے اسمبلی اور پارلیمنٹ میں بھیجیں تو کسی بھی حکومت کے لیے ان کے حقوق کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں ہوگا۔

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے جہاں ووٹ کی طاقت سب سے بڑی طاقت ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے دینی، سماجی اور تعلیمی اداروں کو سیاسی شعور سے ہم آہنگ کریں اور اپنی برادری کے اندر سیاسی بیداری پیدا کریں۔ جب تک ہم خود اپنی سیاسی قیادت پیدا نہیں کریں گے تب تک دوسروں کے رحم وکرم پر ہی ہم رہیں گے۔

اگر ہندوستانی مسلمان اپنی سیاسی حکمت عملی کو منظم کریں اور اپنی متحدہ قوت کو تسلیم کروائیں تو نہ صرف اپنے حقوق کی حفاظت کرسکیں گے بلکہ ملک کی سیاست میں ایک مضبوط اور پائیدار کردار بھی ادا کرسکیں گے۔ یہ ایک تاریخی لمحہ ہے۔

وقف ترمیمی بل، مذہبی آزادی اور شرعی اقدار پہ حملہ کے تحت لکھتے ہیں:

ہندوستانی جمہوریت کا دعویٰ ہے کہ یہاں ہر مذہب، ہر طبقے اور ہر قوم کو برابری کا حق حاصل ہے۔لیکن گذشتہ چند برسوں میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہوااور ہو رہا ہے وہ صرف اقلیت کی حیثیت سے ہمارے وجود پہ حملہ نہیں بلکہ ہمارے دینی، تہذیبی اور تاریخی شعائر کو مٹانے کی ایک منظم اور منصوبہ بند کوشش ہے۔حالیہ دنوں میں ''وقف ترمیمی بل'' جس انداز میں دونوں ایوانوں میں پیش کیا گیا اور پھر بعض نام نہاد سیکولر پارٹیوں کے تعاون سے اسے پاس بھی کرادیا گیا وہ یہ حقیقت عیاں اور بیاں کر گیا کہ ہمارے تحفظ کے دعوے دار خود ہماری جڑیں کاٹنے میں شریک ہیں۔ یہ بل درحقیقت وقف جائیدادوں پہ گورنمنٹ تصرف کی نئی راہیں ہموار کرتا ہے۔وقف کی روح اس کا اسلامی پس منظر اور اس کا مقصد (اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قوم وملّت کی فلاح و بہبود) اس ترمیمی بل کی زد پہ ہے۔وقف ترمیمی بل ملی اتحاد اور عملی جدو جہد کا وقت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

آج کا یہ خطبہ ایک نہایت اہم موضوع پہ ہے جس کا تعلق ہماری دینی وملی شناخت، ہماری آزادی اور ہماری خودمختاری سے ہے۔میں وقف ترمیمی بل کے نقصانات اور اپنی ذمہ داریوں پہ آپ کی توجہ مرکوز کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں وقف جیسا عظیم تحفہ عطا فرمایا۔ یہ نظام نہ صرف دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے بلکہ ملّت کی سماجی، تعلیمی اور معاشرتی بہبود کا بھی ضامن ہے۔لیکن افسوس! کہ آج اس نظام پہ حملہ ہو رہا ہے، خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ وقف ترمیمی بل، درحقیقت ملّت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کی ایک منصوبہ بند کوشش ہے۔

بل کے اثرات (۱) وقف املاک حکومت کے زیر تسلط آئیں گی۔جس کا مطلب ہے ملّت کا ان پہ اختیار ختم ہو جائے گا۔(۲) وقف منتظمین کو حکومت کی نگرانی میں لایا جائے گا۔ جس سے ان کی آزادی متاثر ہوگی۔(۳) مدارس، مساجد، خانقاہیں اور فلاحی اداروں کی خود مختاری ختم ہو جائے گی اور ان کی خدمات محدود ہو جائیں گی۔

ہمارا ردعمل! میرے بھائیو اور بزرگو! اس نازک وقت میں ہمیں متحد ہو کر اس قانون

کے خلاف جدوجہد کرنی ہوگی۔ یہ وقت خاموش رہنے کا نہیں بلکہ عملی اقدام اٹھانے کا ہے۔
آئینی جدوجہد! منتخب نمائندوں سے وفد بنا کر ملاقات کریں، اور اپنے خدشات ان کے سامنے رکھیں، عدالت سے رجوع کریں تاکہ اس بل کے آئینی پہلوؤں کو چیلنج کیا جاسکے۔
(۲) عوامی بیداری مہم! وقف کی اہمیت سے عوام کو آگاہ کریں، اجتماعات اور جلسے منعقد کریں تاکہ اس بل کی زہریلی حقیقت ہر فرد تک پہنچے۔
ملی اتحاد! تمام مسالک اور تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں، ملی مسائل پہ سیاست سے بالاتر ہوکر اتحاد کا مظاہرہ کریں۔(۴) میڈیا اور سوشل میڈیا! میڈیا کو اپنا پیغام پہنچائیں اور اپنی آواز کو بلند کریں۔سوشل میڈیا پہ اس کے خلاف باقاعدہ تحریک کا حصہ بنیں۔
اس طرح کے ان کے بیانات اور خیالات اس کثرت سے ہیں کہ اگر انھیں ترتیب دیا جائے تو ایک جامع اور معلوماتی کتاب سے علمی دنیا مستنیر ہوسکتی ہے۔
حضرت مولانا ملک الظفر صاحب جماعت اہلسنّت کا فخر ہیں اور ہمیں اس فخر کی قدر کرنی چاہیے۔انہوں نے اپنی زندگی کو ہر جہت سے بامعنی انداز میں استعمال کیا ہے۔ان کی کتابِ حیات میں کوئی لفظ ایسا نہیں ملتا جو ملی مفادات کے منافی ہو۔مصلحین امت کے لیے اصول متعین ہیں، انہوں نے کسی اصول کو اپنے کسی عمل سے کبھی داغدار ہونے نہیں دیا۔دین و شریعت سے وفاداری ان کے خون میں شامل ہے۔ہم لوگ ذاتی مفادات کے لیے بہت کچھ کر جاتے ہیں، کرتے وقت شریعت کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ پہلے شریعت دیکھتے ہیں، جب تک شریعت اجازت نہیں دیتی سانس لینا بھی قبول نہیں کرتے۔ہم بہت دنوں سے ان کی خلوت وجلوت دیکھتے آرہے ہیں، ان کی خلوت ذکر وفکر سے عبارت ہے۔خلوت میں بھی حدودِ شریعت پل بھر کے لیے ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوئیں۔ کتابوں میں عالم ربانی کی خصوصیات بتائی گئی ہیں، آپ ان کو قریب سے دیکھیں گے تو وہ ساری خصوصیات آپ کے سامنے آئینہ ہوجائیں گی۔انہوں نے کئی بار حج و عمرہ کی سعادتیں اور ساعتیں حاصل کی ہیں۔ وہاں اصولوں کی رعایت میں حجاجِ کرام و

زائرین حرمین شریفین کو دقتوں اور دشواریوں کا سامنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ بہت دنوں سے حجاجِ کرام کے لیے کسی ایسی کتاب کی ترتیب پہ غور کر رہے تھے جو قدم قدم پر حجاجِ کرام کو ارکانِ حج کی ادائیگی میں اطمینان بخش سہولت فراہم کرے۔ چونکہ حج بار بار کچھ بہت آسان نہیں ہے۔ اس میں خطیر رقم اور خطیر وقت کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ سہولت سب کو میسر نہیں ہوتی۔ غلطی ہو جائے اور اس کا عرفان نہ ہو سکے ایسی صورت میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔

رہنمائے حج وزیارات کے نام پر بکثرت کتابیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ زیر نظر کتاب ''رہنمائے حج وزیارات'' ان کتابوں سے قدرے مختلف ہے۔ اس میں بنیادی مسائل پہ گفتگو کی گئی ہے۔ قاری کو غیر ضروری مباحث میں الجھانے کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ حج کے ارکان کیا ہیں، ان کی ادائیگی کی آسان صورتیں کیا ہیں، مقدس مقامات کی دعائیں کیا ہیں اور ان کی قرأت کے طریقے کیا ہیں، ہجوم، قلت وقت کی صورت میں دعائیں نہیں پڑھی جاتی ہیں تو دعاؤں کا بدل کیا ہے، یہ کتاب اپنے موضوع پہ انتہائی مختصر اور جامع ہے۔ اگر یہ کتاب ساتھ میں ہوتی ہے تو خطا اور لغزش کا امکان کم سے کم ہو سکتا ہے۔ سفر حج سے قبل بار بار کے مطالعے سے مسائل ذہن میں محفوظ ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں مقاماتِ مقدسہ پہ حاضری سے قبل ایک بار کا دیکھنا کافی ہوگا۔ یہ کتاب حجاجِ کرام کے لیے ایک انتہائی شفیق معلم کا کردار ادا کرے گی۔ قانون کی زبان انتہائی کھری ہوتی ہے، پھر بھی کتاب میں جگہ جگہ صاحب کتاب کی زبان کی لطافتیں قاری کو عشق وعرفاں کی جنوں خیز دنیا میں پہنچا دیتی ہیں۔ ذیل میں کچھ نظیریں ملاحظہ کریں۔

اس کی (کعبہ) قدامت کے سامنے تاریخ کے سارے پیمانے ناقص نظر آتے ہیں۔ کون ہے جو اندازہ کر کے بتا سکے اس طویل اور بے حساب مدت میں اس چشمِ فلک نے کتنے انقلابات دیکھے، کتنے عبادت خانے بنے اور بگڑے، کتنے مندر تعمیر ہوئے اور کھنڈر میں تبدیل ہو گئے، کتنے گرجے آباد ہوئے اور اجڑ گئے، بلندیاں پستیوں میں تبدیل ہوئیں، مصر مٹا، یونان مٹا، روما مٹا، ہندوستان مٹا، چین مٹا، بابل مٹا، خدا معلوم کتنے ابھرے اور ابھر کر

مٹ گئے لیکن عرب کے ریگستان میں، چٹانوں اور پہاڑوں کے درمیان یہ چوکور گھر جسے نہ تو کسی انجینئر نے بنایا، نہ کسی مہندس کی مرہونِ منت اس کی تعمیر ہے۔ جوں کا توں کھڑا دعوتِ نظارہ دے رہا ہے۔ عارف رومی نے بہت پتے کی بات کہی ہے۔ کعبہ کی عزتوں اور فضیلتوں میں تم جو ہر لحظہ ترقی و برتری دیکھتے ہو، یہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلوص اور صدقِ نیت کا ثمرہ ہے۔ حضرت دوسری جگہ رقم طراز ہیں۔

ہوائی جہاز کا سفر مکمل ہوا، اب آپ جدہ ایئرپورٹ پر پہنچ گئے۔ اس مقدس سرزمین پر قدم رکھتے ہی آپ بارگاہِ خداوندی میں شکرادا فرمائیں کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے نواز کر آپ کو اس مقدس سرزمین کی زیارت کا شرف عطا فرما دیا۔ جہاں سے اسلام کا آفتاب طلوع ہوا، جس مقدس سرزمین کے خوش بخت ذروں نے اس خاکدانِ گیتی کی سب سے افضل ترین ہستی کے قدمِ مبارک کو بوسے دینے کا شرف حاصل کیا، جس کی خوش نصیب فضاؤں میں اس پاک ہستی کے جسمِ اقدس کی خوشبوئیں رچی بسی ہیں، جو وجہ تخلیق کائنات ہے۔ حضرت تیسری جگہ رقم طراز ہیں۔

اب کاروانِ شوق اور قافلۂ محبت اس مقدس دیار کی جانب کوچ کرنے کے لیے تیار ہے جس کی خاک رہگذر بھی عقیدتوں کی کہکشاں ہے۔ اب اندازِ جنوں خیز دیوانگی کی حدوں سے باہر نکلیے اور فرزانگی کی دہلیز پہ قدم رکھنے کا حکم دیجیے کہ یہ محبوبِ خدا کی بارگاہِ ناز ہے، جہاں سید الملائکہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام دست بستہ حاضر رہا کرتے تھے، جہاں فرشتوں کا قافلہ صبح وشام جاروب کشی کے لیے حاضر رہتا ہے۔ یہ وہ حریم ناز ہے جہاں سے شفاعت کا مژدہ اور مغفرت کی تسکین ملتی ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر ۔ نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت خوش بخت مسلمان کی تو دیرینہ تمنا اور آرزو ہے۔ یہی حاضری تو ایمان کی جان اور روح کا قرار ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب اور ضروری ہوگئی۔ حضرت نے کتاب میں گفتگو کا آغاز کچھ اس طرح کیا ہے:

سرورِ کائنات حضرت محمد رسول ﷺ جس پاک شریعت، دائمی قانون اور ہمہ گیر دین کا تکمیلی صحیفہ لے کر اس عالمِ رنگ و بو میں تشریف لائے وہ دین و دنیا کا ایک ایسا نگار خانہ اور حکمتوں، مصلحتوں کا ایسا بے غبار آئینہ ہے جس میں فطرت کا جمال اور خرد کی رعنائی اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ انگڑائی لیتی نظر آتی ہے۔ اسلام کی تمام عبادتوں میں جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی کارفرمائیاں ہیں وہیں سازِ فطرت کی نغمہ سرائیاں بھی۔

حج بھی ایک ایسی ہی عبادت ہے جو اپنے گرد و پیش اور احکام و شرائط کی روشنی میں عشق و ایمان کا ایسا سدا بہار چمن ہے جس میں ایک مرتبہ پہنچنے کے بعد ہر زائر اس کی خوشبوئے معنبر سے سرشار اور زندگی بھر اس کی عطر بیزی سے معطر رہتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی ملک الظفر صاحب کی ذات شریعت وطریقت کا بے غبار آئینہ ہے۔ ان کے اقوال و افعال سے شریعت دوستی کی خوشبو پھوٹتی ہے۔ ریا اور فریب سے ان کو سخت نفرت ہے۔ اور ان لوگوں سے بھی نفرت ہے جو دین کے پردے میں حصولِ دنیا میں مصروف ہیں۔ آپ دینی محافل ومجالس میں شریک ہوتے ہیں لیکن نذر و نیاز کی دل میں کوئی تمنا نہیں ہوتی۔ دارالعلوم خیریہ نظامیہ کی ساری ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دیتے ہیں لیکن بدلِ خدمت کے نام پہ کچھ نہیں لیتے۔ عصر حاضر میں اس کی مثال نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ آپ کی ذات عوام ہی کے لیے نہیں بلکہ علماء کے لیے لائق تقلید ہے۔ آپ کی بہت ساری خصوصیات کا تذکرہ یہاں قصداً نہیں کیا گیا ہے۔ آپ کے مقالات کا مجموعہ تین جلدوں میں ''فکر ونظر کے چراغ'' کے نام سے بہت جلد منظر عام پر آنے والا ہے، ہم وہاں آپ کا ایک جامع اور تفصیلی تعارف پیش کریں گے ان شاء اللہ۔

زیر نظر کتاب ''رہنمائے حج و زیارات'' اپنے موضوع پہ ایک جامع کتاب ہے۔ حضرت کے خلوص اور للّٰہیت سے ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب اہلِ علم اور اہلِ ضرورت میں خاطر خواہ پذیرائی حاصل کرے گی۔ رب کائنات صاحب کتاب کے علم، عمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور ان کو دین وشریعت کی خوب سے خوب تر خدمت کی توفیق بخشے آمین۔

عازمین حج وزیارت کے لیے خاص ہدایات

تمام عازمین کے لیے کووڈ ویکسین کا دونوں ڈوز لینا ضروری ہے۔
بیس بیس کلو کی کیپیسیٹی کے دوسوٹ کیس۔ سوٹ کیس میں ٹیگنگ اسٹیکر ضروری ہے۔
سات کلو کا ایک کیبن بیگ۔

ہینڈ بیگ میں ضروری اشیاء:

ضروری دوائیں، تھوڑا کھانے کا سامان، پانی کی بوتل، ایک جوڑی چپل، اکسٹرا چشمہ، جائے نماز، مسواک، قلم، ٹوپی، تسبیح، پاور بینک، موبائل چارجر، پاسپورٹ، ویزا، کووڈ ویکسین سرٹیفکیٹ، کچھ سعودی ریال، میڈیکل ڈائری۔

ہینڈ بیگ میں ممنوع چیزوں کی فہرست:

لوشن، کریم، چاقو بلیڈ، ریزر، فلش لائٹ، ٹورچ، سوئی، فولڈنگ چھاتا، قینچی، ماچس، سگریٹ، لائٹر، رسی، ٹیپ، نیل کٹر، تیل، خشک اچار، مصالحجات، پسٹ، گٹکا، سگریٹ، بیڑی، تمباکو وغیرہ۔

ممنوع اشیاء:

ماچس، سگریٹ، لائٹر، اسٹوو، کروسین، کوئلہ، تیل، شہد، اچار، خشخاش، گٹکے، سگریٹ، بیڑی، تمباکو تمام نشہ آور چیزیں وغیرہ اور زیادہ مقدار میں کوئی بھی سامان۔

دوسالوں سے سعودی ریال حج کمیٹی کی جانب سے نہیں مل رہے ہیں لہٰذا کم از کم پندرہ

سوسعودی ریال فی کس رکھ لیں۔ ریال لینے کے لئے ضروری کاغذات پاسپورٹ، حج انٹی میشن لیٹر اور پین کارڈ کی دوسلف اٹیسٹیڈ فوٹو کاپی۔
حج ہاؤس پہ رپورٹنگ: رقم جمع کرنے کی رسیدیں اور حج انٹی میشن لیٹر ساتھ لے کر جائیں رپورٹنگ کے وقت حج ہاؤس سے آپ کو اوریجنل پاسپورٹ، ای ویزا، فلائٹ کا ٹکٹ، بورڈنگ پاس، بیگ، آئی کارڈ، بریسلٹ، دیے جائیں گے۔تمام کاغذات کی تین تین فوٹو کاپیاں کرا لیں دوسیٹ اپنے ہینڈ بیگ میں رکھ لیں اور ایک سیٹ گھر میں کسی ذمہ دار شخص کے سپرد کردیں۔
گروپ میں کم از کم ایک شخص اپنے موبائل میں انٹرنیشنل رومنگ کرالیں تو بہتر ہوگا۔ ائیر پورٹ پہ تمام ضروریات سے فارغ ہو کر باوضو ہو جائیں۔ ایئرپورٹ پہ لگیج لے لیا جائے گا ہینڈ بیگ آپ کے ساتھ رہے گا۔ ہوائی جہاز میں پانی کا استعمال کم سے کم کریں۔ مدینہ شریف ائیر پورٹ پہ پہنچنے کے بعد ایمیگریشن کا مرحلہ طے ہونے کے بعد سب سے پہلے میڈیکل ڈائری دیکھی جائے گی۔ بس میں بیٹھنے کے بعد پاسپورٹ لے لیا جائے گا ایک کارڈ آپ کو دیا جائے گا۔ لگیج تقریباً چار پانچ گھنٹے بعد ہوٹل آئے گا اسے آپ کو خود تلاش کرنا ہوگا۔ ہوٹل کے ریسپشن پہ وائی فائی کا پاس ورڈ لکھا ہوا ہوتا ہے اسے نوٹ کرلیں اور وائی فائی سے اپنا موبائل کنکٹ کرلیں آپ اس سے ہر جگہ فری بات کرسکتے ہیں آپ اس کیلئے پہلے سے ہی IMO ڈاؤن لوڈ کرلیں۔

نئ چپل کا استعمال نہ کریں غیر حالت احرام میں جوتے یا موزوں کا استعمال کریں ایڑیاں پھٹنے پہ پٹرولیم جیلی استعمال کریں۔ عرب شریف میں ماہ مئی و جون میں شدت کی گرمی رہتی ہے دھوپ میں چھاتے اور سن گلاسز کا استعمال کریں۔ صحت و تندرستی کا خاص خیال رکھیں اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ نہ تھکا دیں کیوں کہ ابھی آپ کو ارکان حج کی ادائیگی کرنی ہے۔ دھوپ سے آنے کے بعد ٹھنڈا پانی نہ استعمال کریں آب زمزم شریف کے لیے اپنے پاس بوتل رکھیں۔ ٹیکسی میں سوار ہونے کے وقت پہلے مرد حضرات بیٹھیں خواتین بعد میں اترنے کے وقت پہلے خواتین اتریں مرد حضرات بعد میں۔

روضۃ الجنہ میں خواتین کی حاضری صبح 6 بجے سے گیارہ بجے دن تک اور جمعہ کے دن صبح 6 بجے سے 9 بجے دن تک اور رات میں ساڑھے نو بجے سے بارہ بجے تک۔

مرد حضرات کے لیے بعد نماز ظہر سے مغرب تک اور بارہ بجے رات سے فجر تک۔

مدینہ شریف سے روانگی: ایک دن قبل آپ کا لگیج مکہ شریف پہنچا دیا جائے گا ہینڈ بیگ جس میں اکسٹرا احرام، ضروری چیزیں اور کچھ کھانے پینے کا سامان اپنے ساتھ رکھیں۔

مدینہ شریف سے مکۃ المکرمہ کے لیے سفر کی صورت میں ذوالحلیفہ میقات ہے آپ وہاں سے حالت احرام میں آجائیں۔ مکۃ المکرمہ میں آپ کو آپ کے ہوٹل میں بذریعۂ بس پہنچا دیا جائے گا آپ کا لگیج آپ کے فلور پہ مل جائے گا۔

بس کے ذریعے آپ حرم شریف پہنچیں۔ آپ کی رہائش گاہ کے پاس جو بس ملے گی اس سے آپ عزیزیہ بس اسٹینڈ پہنچیں گے وہاں سے ایک کومن بس سرنگ کے راستے حرم شریف تک پہنچائے گی۔

عمرے کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد ایک نمبر گیٹ کے سامنے تین نمبر حمام TOILET سے قریب کلاک ٹاور کے نیچے حلاقہ (SALOON) ہے وہاں آپ حلق کرائیں۔

رہائش گاہ پہ واپسی کیلیئے کومن بس سرنگ کے راستے سے ٹین شیڈ کے نیچے عزیزیہ بس اسٹینڈ پہ ہندستان کی بسوں کے پاس چھوڑ دیگی اس سے آپ اپنی رہائش گاہ پہنچیں۔ آپ اپنے کارڈ پہ دیے ہوئے نمبر کی بس پہ ہی بیٹھیں۔

گری ہوئی کوئی بھی چیز مثلاً موبائل فون پرس وغیرہ نہ اٹھائیں ورنہ چوری کے الزام میں گرفتار ہو جائیں گے۔

مکہ شریف نہ چھوڑیں جیسے جدہ، طائف یا مدینہ شریف نہ جائیں دوبارہ داخلہ مشکل ہو جائے گا۔

منیٰ روانہ ہونے سے پہلے خیمے کے کارڈ، میٹرو کارڈ اور قربانی کے کوپن دیے جائیں گے جن حاجیوں کو وہیل چیئر چاہیے وہ خادم الحجاج سے رابطہ قائم کریں۔

منیٰ روانہ ہونے سے پہلے گروپ بنالیں اکیلے نہیں رہیں۔

۷/ذوالحجہ کی شام سے ہی معلم کے نمائندے عازمین کو منیٰ بھیجنا شروع کردیتے ہیں۔اپنی رہائش گاہ پہ حج کا احرام باندھیں اور نیت کرلیں۔منیٰ میں خیمے یکساں ہیں آپ کے خیمے میں نصب ٹاور پہ خیمہ نمبر اور روڈ نمبر رہتا ہے اوپر والا نمبر خیمے کا اور نیچے والا روڈ کا ہے اسے نوٹ کرلیں۔

۷/ذوالحجہ کی رات اور آٹھ کا دن منیٰ میں گذاریں اور معلم کی جانب سے ملنے والی ہدایت کا انتظار کریں۔ہوسکتا ہے آٹھ ذوالحجہ کی شام سے ہی وہ حاجیوں کو عرفات بھیجنا شروع کردیں۔میٹروٹرین اور بسوں کے ذریعے آپ عرفات پہنچیں گے آٹھ ذوالحجہ کی رات کو عرفات میں قیام کریں نو ذوالحجہ کا دن عرفات میں گذاریں گے۔خیمہ چھوڑکر آپ نہ جائیں۔ آفتاب ڈوب جانے کے بعد مزدلفہ کے لیے روانہ ہوں ساتھ میں پینے کا پانی ضرور رکھیں۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کریں۔دس ذوالحجہ نماز فجر کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہوں گے۔منیٰ پہنچ کر خیمے میں اپنی ضروریات سے فارغ ہوکر بڑے شیطان یعنی جمرۃ العقبہ کو کنکری مارنے جائیں گے۔قربانی کے بعد سر منڈائیں گے اور احرام کھول کر عام لباس پہن لیں گے۔ممکن ہو تو آج طواف زیارت کریں۔

۱۱/ذوالحجہ اگر طواف زیارت نہیں کیا ہو تو طواف زیارت کریں گے ظہر کے وقت سے تینوں شیطانوں کو کنکریاں ماریں گے۔

۱۲/ذوالحجہ طواف زیارت نہیں کیا ہو تو طواف زیارت کریں گے ظہر کے وقت سے تینوں شیطانوں کو کنکریاں ماریں گے۔آج تینوں شیطانوں کو کنکریاں مار کر منیٰ سے اپنی رہائش گاہ کے لیے بذریعۂ بس روانہ ہوں گے۔

۱۳/ذوالحجہ کچھ حاجیوں کو حکومت تیرہ ذوالحجہ تک روک لیتی ہے انہیں تیرہ ذوالحجہ کو بھی تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنی ہوں گی۔

باقی بچے دنوں میں آپ حرم شریف جائیں طواف کریں، زیارات کریں عمرہ کریں۔

عزیز یہ رہائش گاہ پہ بیس پچیس حاجیوں پہ ایک کچن ہوگا۔یہاں بھی ریسپشن پہ وائی فائی کا پاس ورڈ ہوتا ہے اسے آپ نوٹ کرلیں اور اس سے موبائل کنکٹ کرلیں۔رہائش گاہ سے

قریب ہی سپر مارکیٹ ہوتا ہے وہاں تقریباً ضروریات کی تمام چیزیں مل جاتی ہیں جیسے دودھ پھل سبزی کرانہ وغیرہ اس سے قریب ہی انڈین ڈسپنسری ہوتی اس کے لئے آپ خادم الحجاج سے پوچھیں۔

وطن کے لیے روانگی:

تقریباً اڑتالیس گھنٹے پہلے آپ کا لگیج لے لیا جائے گا دوسوٹ کیس ایک ہینڈ بیگ۔ ہینڈ بیگ آپ کے ساتھ رہے گا اس میں دو دنوں کے حساب سے ضروری چیزیں، واپسی کا ٹکٹ، بورڈنگ پاس، ای ویزا، کچھ کھانے پینے کا سامان کپڑے چپل وغیرہ رکھ لیں۔ لگیج لینے کا نوٹس ہوٹل پہ لگا دیا جائے گا۔

پانچ لیٹر آب زمزم شریف وطن پہنچنے پہ ائیر پورٹ پہ آپ کو ملے گا۔

جدہ ائیر پورٹ پہ بس سے اترنے سے پہلے آپ کو آپ کا پاسپورٹ دے دیا جائے گا اسے سنبھال کر رکھیں۔ جدہ ائیر پورٹ پہ ایمیگریشن کا مرحلہ طے کیجیے اس کے بعد ہندستان کے ائیر پورٹ پہ ایمیگریشن اسٹامپنگ کا مرحلہ طے کیجیے اس کے بعد چک ان لگیج لیجیے۔

والدہ یا بالغ اولاد:

ہدایت: جو صاحب اپنی، والدہ، اہلیہ یا بالغ اولاد کے ساتھ سفر حج کا عزم وارادہ رکھتے ہیں وہ رقم جمع کرنے سے قبل اس رقم کا انہیں مالک بنا دیں تاکہ بعد میں اگر یہ حضرات صاحب استطاعت ہوں تو ان پہ دوبارہ حج کی ادائیگی فرض نہ ہو۔

دم: یعنی ایک بکرا، بکری، دنبہ، بھیڑ وغیرہ

بدنہ: اونٹ، گائے وغیرہ

صدقہ: صدقۂ فطر کی مقدار یعنی نصف صاع گندم یا آٹا یا اس کی رقم یا ایک صاع جو یا کھجور یا اس کی قیمت۔

قلم اور پیڈ، ڈائری، قبلہ نما، گلے میں لٹکانے والا چھوٹا بیگ، نائیلون یا چمڑے کا بیلٹ، جانماز، تسبیح، چار جوڑے کپڑے، سردی سے حفاظت کے لیے سویٹر یا ایز، چٹائی،

چادر، آئینہ، تیل، کنگھا، مسواک، سرمہ، سوئی دھاگہ، قینچی، ناخن تراش مارکر پن، تولیہ، رومال، اگر استعمال کرتے ہوں تو چشمے ۲ عدد، صابن، گلاس، پلیٹ، پیالہ دسترخوان، گلے مین لٹکانے والی پانی کی بوتل، چمچہ، چھری، ضروری دوائیں، دستی پنکھا، حسب ضرورت کھانے پکانے کے لیے برتن اگر عزیز یہ کیٹیگری میں ہوں تو۔

صبر، تحمل، برداشت قدم قدم پہ اس کا مظاہرہ کرنا ہوگا غصے پہ قابو رکھیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے آپ کے حج کو حج مبرور فرمائے، سفر آسان سے آسان تر فرمائے، تمام مشکلات دور فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عمرہ کے ارکان:

(۱) احرام باندھنے کے بعد نیت کرنا۔ اور اللھم لبیک عمرۃ کہنا

(۲) بیت اللہ کا طواف کرنا۔

(۳) صفا و مروہ کی سعی کرنا

عمرہ کے واجبات:

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔

(۲) بال کٹوانا یا سر منڈوانا اور سر منڈانا یہ افضل ہے۔

حج کے ارکان:

(۱) احرام باندھنا اور نیت کر کے اللھم لبیک حجا کہنا

(۲) میدان عرفات میں ٹھہرنا۔

(۳) طواف افاضہ کرنا۔

(۴) صفا و مروہ کی سعی کرنا۔

حج کے واجبات:

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔

(۲) عرفات میں سورج غروب ہونے تک ٹھہرنا۔

(۳) مزدلفہ میں رات گذارنا۔

(۴) ایام تشریق (۱۱۔ ۱۲اور ۱۳ تاریخ) کی راتیں منٰی میں گذارنا۔

(۵) شیطانوں کو ترتیب کے ساتھ کنکریاں مارنا۔

(۶) سر منڈوانا یا مکمل سر کے بال چھوٹے کروانا۔

(۷) طواف وداع کرنا۔

حالت احرام میں ممنوع کام:

(۱) جسم کے کسی حصہ سے بال اکھاڑنا۔

(۲) ناخن کاٹنا۔

(۳) مرد کا سر کو ڈھانپنا۔

(۴) مرد کا سلے ہوئے کپڑے پہننا۔

(۵) احرام میں نیت کے بعد خوشبو لگانا۔

(۶) بری جانور کا شکار کرنا۔

(۷) بیوی سے ہمبستری کرنا۔

(۸) بوس و کنار کرنا۔

نوٹ: (۱) اگر حج کے ارکان میں سے کوئی رکن چھوٹ جائے خواہ بھول کر یا جان بوجھ کر تو حج باطل ہوجاتا ہے۔ (۲) اگر حج کے واجبات میں سے کوئی واجب کام چھوٹ جائے تو پھر فدیہ دینا ہوگا۔ (یعنی دم دینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا تین روزے رکھنا)

تلبیہ: لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان پڑھی جانے والی دعا: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

صفا اور مروہ پر پڑھی جانے والی دعا:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہے اور تین بار یہ دعا پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اور پھر اس دعا کے بعد جو دل چاہے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے، مروہ پر بھی یہی دعائیں مانگے۔

عرفات اور مزدلفہ میں پڑھی جانے والی دعا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ لَبَّيْكَ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

نوٹ: اگر حج کے لیے جانے والے کو حرم تک پہنچنے میں کسی قسم کی رکاوٹ کا شبہ ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ وہ اعمال حج ادا نہ کر سکے گا تو اسے نیت کرتے وقت یہ کہنا چاہیے۔ اِنَّ حَبَسَنِیْ حَابِسٌ فَمَحِلِّیْ حَيْثُ حَبَسْتَنِیْ۔

سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس پاک شریعت، دائمی قانون اور ہمہ گیر دین کا تکمیلی صحیفہ لے کر اس عالم رنگ و بو میں تشریف لائے وہ دین و دنیا کا ایک ایسا نگار خانہ اور حکمتوں، مصلحتوں کا ایسا بے غبار آئینہ ہے جس میں فطرت کا جمال اور خرد کی رعنائی اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ انگڑائی لیتی نظر آتی ہے۔ اسلام کی تمام عبادتوں میں جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی کارفرمائیاں ہیں وہیں ساز فطرت کی نغمہ سرائیاں بھی۔

حج بھی ایک ایسی ہی عبادت ہے جو اپنے گرد و پیش اور احکام و شرائط کی روشنی میں عشق و ایمان کا ایسا سدا بہار چمن ہے جس میں ایک مرتبہ پہنچنے کے بعد ہر زائر اس کی خوشبوئے معنبر سے سرشار اور زندگی بھر اس کی عطر بیزی سے معطر رہتا ہے۔

اسلام میں عبادتیں تین طرح کی ہیں (۱) بدنی محض مثلاً نماز، روزے (۲) مالی محض مثلاً زکوٰۃ (۳) بدنی و مالی مشترکہ مثلاً، حج جسے ادا کرنے کے لئے جہاں جسمانی صلاحیتوں کی ضرورت اور حاجت ہے۔ وہیں مالی وسائل بھی مطلوب ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا

فرمان مقدس ہے "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً" اور اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے گھر کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جو اس تک چل سکیں۔

حج اسلامی سن کے اعتبار سے ۹ ھجری میں فرض ہوا۔ اس سال سرور کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود حج کی ادائیگی کے لیے تشریف نہیں لے گئے۔ لیکن آپ نے اپنے تین سو جاں نثار اصحاب کرام کا مقدس قافلہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مدینہ منورہ سے مکۃ المکرمہ کی جانب ادائیگی حج کے لیے روانہ فرمایا۔ اس بابرکت قافلۂ حج کی قیادت کے لیے اگر ایک طرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر فرما یا تو وہیں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو نقیب الاسلام اور حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص، حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ، حضرت ابوہریرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو معلم بنا کر روانہ فرمایا۔ یہ تھا اسلامی تاریخ کا وہ پہلا سفر حج جس نے ایام جاہلیت کی تمام فرسودہ روایا ت کی بساط لپیٹ کر رکھ دی اور زہد و تقویٰ پرہیزگاری کی ایک ایسی اساس و بنیاد فراہم کر دی جس سے انسانیت کا سر ہمیشہ فخر سے بلند ہوتا رہے گا۔ حج اسلامی ارکان میں ایک اہم رکن ہے۔ یہ فرض قطعی ہے، جو مسلمان اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ یہ وظیفۂ عمری ہے۔ ساری عمر میں ایک مرتبہ حج فرض ہے۔ جس پر حج فرض ہو گیا اور اس نے حج کی ادائیگی نہیں کی تو وہ مرتکب گناہ کبیرہ ہے اور ایسے شخص کے لیے کفر پہ مرنے کا اندیشہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ار شاد فرمایا "مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا (مشکوٰۃ) ترجمہ: "جو مسلمان زاد سفر اور سواری پر قادر ہو جو اسے بیت اللہ شریف تک پہنچا سکے اور وہ حج کی سعادتوں سے بہرہ ور نہ ہو، تو اس پر اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔"

حج پاک کی سعادتوں سے فیضیاب ہونے والے خوش نصیب مسلمانوں کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی۔ اس میں بے پناہ ثواب اور برکتیں ہیں، حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْ فُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ'' ترجمہ: ''جس نے اخلاص کے ساتھ حج کی سعادتیں حاصل کیں اور فحش کلامی، فسق و فجور سے خود کو محفوظ رکھا تو جب وہ واپس ہوگا تو اس دن کی طرح ہوگا جس میں اس کی ماں نے اسے جنا۔''

حج پاک کی سعادتوں سے فیضیاب ہونے والے مومن کی رفعت شان کے تعلق سے سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک فرمان مقدس حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَہٗ فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ'' (مشکوٰۃ) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کسی حاجی سے ملاقات کرو تو اسے سلام کرو، مصافحہ کرو اور اس سے اپنے لیے دعائے مغفرت کی درخواست کرو کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تمہارے لیے استغفار کرے۔ اس لیے کہ وہ بخشا ہوا ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کی سعادتوں سے فیضیاب ہونے والے حضرات کے لیے یہ دعا فرمائی۔ ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ الْحَاجُّ لَہٗ'' (احیاء العلوم جلد ۱) ترجمہ: اے اللہ! خانۂ کعبہ کا حج کرنے والے خوش نصیب مسلمانوں کو بخش دے اور ان کی بھی مغفرت فرمادے جن کے لیے حاجی دعائے مغفرت کرے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہونے والے خوش بختوں کے لیے آقا کی نوید ہے ''مَنْ نَظَرَ اِلَی الْکَعْبَۃِ اِیْمَانًا وَتَصْدِیْقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَایَا کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ'' (نزہۃ المجالس) ترجمہ: جس مسلمان نے ایمان کی حالت میں صدق دل سے کعبہ کی طرف دیکھا وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔

ان مقدس اور بابرکت مقامات پر پہنچ جانا لاریب ایک مومن کی روحانی معراج ہے۔ ایک ایک گوشہ، ایک ایک چپہ رحمت و انوار اور تجلیات الٰہی کا مرکز ہے۔ حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''احیاء العلوم'' میں رقم طراز ہیں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیت

اللہ شریف میں ہر دن ایک سوبیس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔جن میں ساٹھ رحمتیں طواف کی سعادتیں حاصل کرنے والوں کے لیے، چالیس مسجد الحرام میں نماز ادا کرنے والوں کے لیےاوربیس رحمتیں خانۂ کعبہ کے دیدار سے اپنی آنکھیں منور کرنے والوں کے لیے ہیں۔''

صاحب''تفسیر روح البیان'' تحریر فرماتے ہیں''وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِناً مِنَ النَّارَ ''ترجمہ: جوحرم شریف میں داخل ہواوہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہوگیا۔

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا''مَن مَّاتَ فِیۡ اَحَدِالۡحَرَمَیۡنِ بُعِثَ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِاٰمِنًا ''ترجمہ؛جس شخص کی موت مکۃ المکرمہ یا مدینہ منورہ میں ہوئی وہ قیامت کے دن محفوظ و مامون اٹھیگا۔

دوسری عبادتوں کی طرح حج کے لیےبھی کچھ شرائط،فرائض، واجبات اور سنتیں ہیں۔ ضروری ہے کہ پہلے اجمالاً ان کا ذکر کردیا جائے۔

اقسام حج:

حج کی تین قسمیں ہیں یعنی حج تین طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) حج افراد: اس حج کی ادائیگی کرنے والےکو مُفۡرِدۡ کہتے ہیں۔حج افراد یہ ہے کہ صرف حج کے لیےاحرام باندھاجائےاورارکان حج اداکرکےاحرام کھول دیا جائے۔

(۲) حج تمتع: اس حج کی ادائیگی کرنے والےکو مُتَمَتّع کہتے ہیں۔ہندستان، پاکستان سے جانے والے اکثر حضرات حج تمتع کا ہی احرام باندھتے ہیں۔حج تمتع یہ ہے کہ حج وعمرہ دونوں کے لیے الگ الگ احرام باندھا جائے، پہلے عمرے کے لیے احرام باندھا جائے اور مکۃ المکرمہ پہنچ کرارکان عمرہ ادا کرکے احرام کھول دیں۔بعد میں مسجد حرام یا حدود حرم کے کسی حصے سے حج کے لیےاحرام باندھیں اورارکان حج ادا کریں۔

(۳) حج قران: اس حج کی ادائیگی کرنے والےکوقارن کہتے ہیں،حج قران یہ ہے کہ حج وعمرہ دونوں کے لیے ایک ہی احرام باندھا جائے۔اور حج وعمرہ دونوں کے

ارکان کی ادائیگی کے بعد احرام سے نکل جائے۔ حج کی جملہ قسموں میں یہ سب سے افضل اوراشرف ہے۔

شرائط حج:

حج کے لیے آٹھ شرطیں ہیں (۱) مسلم (۲) عاقل، پاگل پر حج فرض نہیں (۳) بالغ، نابالغ پر حج فرض نہیں (۴) آزاد (۵) تندرست ہونا (۶) سفرخرچ کا مالک ہونا (۷) وقت (۸) عورت کے لیے محرم، محرم وہ رشتے دار ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔ اتنے دنوں پہلے یہ تمام شرطیں پائی جائیں کہ عادۃً اتنے دنوں میں حج کے ایام میں مکہ مکرمہ پہنچ جائے۔

فرائض حج:

احرام باندھنا اور حج کی نیت کر کے تلبیہ کہنا، وقوف عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے لے کر دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق سے قبل تک کے حصوں میں کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا، طواف زیارت کے چار چکر، ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا، پھر وقوف کرنا پھر اسی طرح ہر فرض کا اپنے وقت اور مقام پر ہونا۔

واجبات حج:

میقات سے احرام باندھنا، صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا، سعی کا صفا سے شروع ہونا، غیر معذور کے لیے پیدل سعی کرنا، سعی کا طواف کے بعد ہونا، دن میں وقوف عرفہ کیا تو اتنی دیر وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جا ئے، وقوف عرفات میں رات کا کچھ حصہ شامل ہونا، زوال کے بعد سے دن کے کسی حصے سے وقوف عرفات کا شروع ہونا، مقام عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا، وقوف مزدلفہ، مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں وقت عشاء میں ادا کرنا، دسویں ذوالحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں بارہویں ذوالحجہ کو تینوں جمرات پر رمی کرنا، جمرۃ العقبہ کی رمی پہلے دن حلق یا قصر سے پہلے ہونا، ہر دن کی رمی کا اسی دن ہونا، حلق یا قصر کرانا، حلق یا قصر کا ایام نحر میں ہونا، حلق یا قصر کا حرم شریف میں ہونا، قارن و متمتع کے لیے قربا

نی کرنا، قربانی کا ایام نحر میں ہونا، قربانی کا حرم شریف میں ہونا، طواف افاضہ یا زیارت کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا، (عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اسے طواف افاضہ یا طواف زیارت کہتے ہیں) طواف حطیم سے باہر ہونا، داہنی طرف سے طواف کرنا، یعنی کعبۂ معظّمہ طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہو۔ غیر معذور کے لیے قدم سے چل کر طواف کرنا، طواف کرنے میں نجاست حکمیہ سے پاک ہونا، طواف کے وقت ستر عورت کرنا (ناف سے گھٹنے تک کا حصہ مرد کے لیے عورت ہے، عورت سر سے پاؤں تک عورت ہے) طواف کے بعد دو رکعتیں نماز ادا کرنا، رمی، ذبح، حلق اور طواف میں ترتیب، طواف صدر یعنی میقات سے باہر رہنے والے حضرات کے لیے رخصت کے وقت طواف کرنا، وقوف عرفہ کے بعد حلق یا قصر تک بیوی سے قربت اختیار نہ کرنا۔

نوٹ: اگر کوئی فرض چھوٹ گیا تو حج ہی نہ ہوگا۔ واجب چھوٹ جانے کی صورت میں دم واجب ہو جائیگا۔

حج کی سنتیں:

طواف قدوم، مفرد و قارن کے لیے، طواف قدوم یا طواف فرض میں رمل کرنا، میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا، آٹھویں ذوالحجہ کو بعد نماز فجر مکہ مکرمہ سے روانہ ہونا کہ منٰی میں پانچ وقت کی نمازیں ادا کر لی جائیں، نویں ذوالحجہ کی رات منٰی میں گزارنا، نویں ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منٰی سے عرفات کے لیے روانہ ہو جانا، وقوف عرفات کے لیے غسل کرنا، عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات گزارنا، اور طلوع آفتاب سے پہلے منٰی کے لیے روانہ ہو جانا۔

ممنوعات حج:

صحبت، بحالت شہوت وہ سارے کام جو صحبت سے پہلے کیے جاتے ہیں، جنگلی جانور کا شکار یا اسے ذبح کرنا یا اس میں کسی کی کسی طرح مدد کرنا یہاں تک کہ خرید و فروخت، اپنا یا دوسرے کا ناخن تراشنا، اپنا یا دوسرے کا بال مونڈنا، بال اکھاڑنا، منھ یا سر کسی کپڑے وغیرہ سے

چھپانا، بستر یا کپڑے کی گٹھری، بیگ وغیرہ سر پر رکھنا، عمامہ یا دستار باندھنا، دستانے یا موزے پہننا، ایسا جوتا پہننا جس سے قدم کا درمیانی حصہ چھپ جائے، سلا ہوا کپڑا پہننا، بدن، بال یا کپڑے میں خوشبو لگانا، خوشبودار کپڑا پہننا، مشک، زعفران، عنبر، جاوتری، لونگ الائچی دار چینی وغیرہ خوشبودار چیز کھانا، زیتون یا کوئی اور خوشبودار تیل لگانا، ایسی چیز کا اپنے آنچل میں باندھنا جس میں خوشبو ہو، گوند وغیرہ سے بال جمانا، جوئیں مارنا یا مارنے کا اشارہ کرنا، سر چھپانا۔

مکروہات حج:

بدن کا میل چھڑانا، بدن، بال، کھلی وغیرہ بے خوشبو والی چیز سے دھونا، کنگھا کرنا، سر اس طرح کھجلانا کہ بال گرنے کا اندیشہ ہو، کرتا چوغا پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا، خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا پہننا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہو، قصداً خوشبو سونگھنا اگرچہ خوشبودار پھل یا پتہ ہو مثلاً لیمون، نارنگی، پودینہ، وغیرہ، عطر فروش کی دکان پر اس مقصد سے بیٹھنا کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوگا، سرمہ لگانا، منہ پر پٹی باندھنا، کعبہ معظّمہ کے غلاف کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا منہ سے لگے، ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا، کوئی ایسی چیز کھانا، پینا جس میں خوشبو پڑی ہو اور وہ پکائی نہ گئی ہو نہ ہی خوشبو دور ہوئی ہو، بے سلا کپڑا رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا، تکیے پر منہ رکھ کر اوندھے لیٹنا، خوشبو ہاتھ سے چھونا جب کہ ہاتھ میں نہ لگے ورنہ حرام ہے، بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا، گرچہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر ہو، بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا، سنگار کرنا، چادر اوڑھ کر اس کے آنچل میں گرہ دے دینا جس طرح گانتی باندھتے ہیں جب کہ سر کھلا ہو ورنہ حرام ہے، تہبند باندھ کر کمر بند یا رسی سے کسنا۔

جرم اور اس کے کفارے:

خوشبو اگر زیادہ لگائی جسے دیکھ کر لوگ زیادہ بتائیں چاہے عضو کے تھوڑے ہی حصے پر ہو یا کسی بڑے عضو پر مثلاً سر، منہ، ران پنڈلی وغیرہ پر چاہے خوشبو تھوڑی ہو تو ان دونوں صورتوں میں دم ہے۔ اگر تھوڑی خوشبو عضو کے تھوڑے حصے پر لگائی تو صدقہ ہے، کپڑے یا

بستر پر خوشبو ملی تو خوشبو کی مقدار دیکھی جائیگی، زیادہ ہے تو دم، کم ہے تو صدقہ، خوشبو سونگھی پھل ہو یا پھول مثلاً لیمون، نارنگی، گلاب، بیلا، وغیرہ تو کفارہ نہیں ہاں! محرم کے لیے خوشبو سونگھنا مکروہ ہے، خوشبو دار سرمہ ایک یا دو بار لگایا تو صدقہ ہے اس سے زیادہ میں دم اور بے ضرورت مکروہ، خالص خوشبو مثلاً مشک، زعفران، لونگ الائچی، دارچینی اتنی کھائی کہ منھ کے اکثر حصے میں لگ گئی تو دم ہے ورنہ صدقہ، پینے کی چیز میں خوشبو ملائی، اگر خوشبو غالب ہے یا تین بار یا تین بار سے زیادہ پیا تو دم ہے ورنہ صدقہ، تمبا کو کھانے والے اس بات کا خیال رکھیں کہ احرام میں خوشبودار تمبا کو نہ کھائیں کہ پتیوں میں خوشبو ملائی جاتی ہے اور قوام میں بھی اکثر پکانے کے بعد مشک وغیرہ ملاتے ہیں۔خمیرہ تمبا کو نہ پینا بہتر ہے کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے۔ روغن چنبیلی وغیرہ خوشبو دار تیل لگانے کا وہی حکم ہے جو خوشبو استعمال کرنے کا ہے۔تل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے، اگر ان میں خوشبو نہ ہو تو ان کے کھانے اور ناک میں چڑھانے، زخم پر لگانے، کان میں ٹپکانے میں صدقہ نہیں۔مشک عنبر، زعفران وغیرہ جو خود ہی خوشبو ہیں، ان کے استعمال سے مطلقاً کفارہ ہے خواہ دوا کے طور پر ہی کیوں نہ استعمال کیا ہو۔ خالص خوشبو مثلاً مشک عنبر وغیرہ کسی غیر خوشبو دار چیز میں ملا کر استعمال کیا تو دیکھیں گے اگر خوشبودار چیز زیادہ ہے تو کُل خوشبو دار کے حکم میں ہے۔خوشبو لگانا جب جرم قرار پایا تو بدن یا کپڑے سے دور کرنا واجب ہے، اور کفارہ دینے کے بعد دور نہ کیا تو پھر دم وغیرہ واجب ہوگا۔

سلے کپڑے پہننا:

محرم نے سلا کپڑا چار پہر مکمل پہنا تو دم واجب ہے۔اگر اس سے کم تو صدقہ، خواہ تھوڑی دیر پہنا، اگر لگا تار کئی دنوں تک پہنے رہا جب بھی ایک ہی دم واجب ہے، جب کہ یہ لگا تار پہننا ایک طرح کا ہو یعنی عذر سے ہو یا بغیر عذر، لیکن اگر ایک دن عذر سے تھا دوسرے دن بغیر عذر یا اس کے برعکس اس صورت میں دو کفارے واجب ہوں گے۔باری کے ساتھ بخار آتا ہے اور جس دن بخار آیا سلے کپڑے پہن لیے دوسرے دن اتار ڈالے، تیسرے دن پھر

پہنے تو جب تک یہ بخار آئے ایک ہی جرم ہے اور اس کا ایک کفارہ واجب ہوگا۔ اگر سلا کپڑا پہنا اور اس کا کفارہ ادا کر دیا مگر اتارا نہیں دوسرے دن بھی پہنے رہا تو دوسرا کفارہ واجب ہے۔ یوں ہی اگر احرام باندھتے وقت سلا کپڑا نہ اتارا تو یہ جرم ہے کفارہ لازم ہوگا۔ محرم نے دوسرے محرم کو سلا ہوا کپڑا پہنا یا یا خوشبودار کپڑا پہنا یا تو جس نے پہنا اس پر کفارہ ہے، پہنانے والے پر کچھ نہیں۔ مرد یا عورت نے منھ کی ٹکلی پوری یا چوتھائی چھپائی، مرد نے پورا سر یا سر کا چوتھائی حصہ چھپایا تو چار پہر یا چار پہر سے زائد لگا تار چھپانے میں دم ہے اور کم میں صدقہ اگر چوتھائی سے کم چار پہر تک چھپایا تو صدقہ ہے۔ اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں مگر گناہ ہے۔ محرم نے سر پر کپڑے کی گٹھری یا بیگ رکھا تو کفارہ ہے۔ غلے کی گٹھری یا تختہ، سینی، لگن وغیرہ برتن رکھ لیا تو کچھ نہیں۔ اگر سر پر مٹی تھوپ لی تو کفارہ ہے۔ پہننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کپڑا اس طرح پہنے جس طرح پہنا جاتا ہے، ورنہ اگر کرتے کو تہبند کی طرح باندھ لیا یا پائجامے کو تہبند کی طرح لپیٹا اور پاؤں پائنچے میں نہ ڈالے تو کچھ نہیں۔

بال دور کرنا:

سر یا داڑھی کے بال چوتھائی یا اس سے زیادہ دور کیے تو دم ہے اور کم میں صدقہ۔ پوری گردن اور مکمل ایک بغل میں دم ہے کم میں صدقہ خواہ آدھی یا اس سے زیادہ ہو۔ یہی حکم زیر موئے ناف کا بھی ہے۔ دونوں بغل کے بال مکمل صاف کرے تو بھی ایک ہی دم ہے۔ مونچھ اگر پوری منڈائے یا کتروائے تو صدقہ ہے روٹی پکانے میں اگر کچھ بال جل گئے تو صدقہ ہے۔ وضو کرنے ، کھجلانے یا کنگھا کرنے میں بال گرے تو اس میں بھی صدقہ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اگر دو تین بال گرے تو ہر بال کے لیے ایک مٹھی اناج یا روٹی کا ایک ٹکڑا یا ایک چھوہارا ہے۔ خود بخود بے ہاتھ لگائے بال گر جائے یا بیماری کے سبب تمام بال گر جائیں تو کچھ نہیں۔ عورت پورے سر یا چوتھائی سر کے بال ایک پورے برابر کترے تو دم ہے اور کم میں صدقہ۔

ناخن تراشنا:

ایک ہاتھ، ایک پاؤں کے پانچوں ناخن تراشے یا دونوں ہاتھ پاؤں کے تمام ناخن

تراشے تو ایک دم ہے۔ اگر کسی ہاتھ یا پاؤں کے پورے پانچ ناخن نہ تراشے تو ہر ناخن پر ایک صدقہ ہے یہاں تک کہ اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے چار چار ناخن تراشے تو سولہ صدقہ ہے ۔مگر یہ کہ صدقوں کی قیمت ایک دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کرے یا ایک دم دے اختیار ہے۔ اگر ایک ہاتھ یا پاؤں کے پانچوں ناخن ایک نشست میں تراشے اور دوسرے ہاتھ یا پاؤں کے دوسری نشست میں تو دو دم لازم ہو گئے۔ اسی طرح چاروں ہاتھ پاؤں کے مکمل ناخن چار نشست میں تراشے تو چار دم واجب ہو گئے۔ کوئی ناخن ٹوٹ گیا کہ بڑھنے کے قابل نہ رہا اس کا باقی حصہ اس نے کاٹ لیا تو کچھ نہیں۔

بوس وکنار وغیرہ:

مباشرت فاحشہ اور شہوت کے ساتھ بوس وکنار اور بدن چھونے میں دم ہے۔ اگرچہ انزال نہ ہو۔ اور بغیر شہوت کچھ نہیں۔ مرد کی ان باتوں سے اگر عورت کو لذت محسوس ہو تو اس پر بھی دم ہے۔ اندام نہانی پر نظر کرنے سے کچھ نہیں۔ خواہ انزال ہی ہو جائے۔ خواہ بار بار نظر کی ہو۔ یوں ہی خیال جمانے سے اگر انزال ہو جائے تو کچھ نہیں۔ جلق سے اگر انزال ہو جائے تو دم ہے ورنہ مکروہ اور احتلام سے کچھ نہیں۔

جماع:

وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا، لیکن حج کے تمام ارکان کی ادائیگی کر کے دم دے اور سال آئندہ اس کی قضا کرے۔ اگر عورت بھی احرام میں ہے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ وقوف عرفہ کے بعد جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوا لیکن حلق وطواف سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد کیا تو دم واجب ہے۔ افضل بدنہ ہی ہے، حلق اور طواف کے بعد اگر جماع کیا تو کچھ نہیں۔ عمرے میں چار چکر سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد ہو گیا۔ دم دے اور عمرے کی قضا کرے اگر چار چکر کے بعد کیا تو صرف دم ہے عمرہ صحیح ہے۔ جماع سے احرام نہیں جاتا۔

طواف میں غلطیاں:

فرض طواف کے چار چکر یا اس سے زیادہ جنابت یا حالت حیض ونفاس میں لگائے تو بدنہ واجب ہے۔ طہارت کے ساتھ دوبارہ طواف کرے۔ بارہویں تاریخ تک مکمل طواف

دوبارہ کرلیا تو بدنہ ساقط اور بارہویں ذوالحجہ کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا لیکن دم لازم رہے گا۔فرض طواف بے وضو کیا تھا تو دم لازم ہے دوبارہ طواف کرنا مستحب۔دوبارہ طواف کر لینے سے دم ساقط ہو جائے گا خواہ بارہویں ذوالحجہ کے بعد ہی کیا ہو۔تین چکر یا اس سے کم بے طہارت لگائے تو ہر چکر کے بدلے ایک صدقہ ہے۔طواف فرض مکمل یا اس کے اکثر چکر بغیر عذر سواری پر لگائے یا گود میں یا گھسٹ کر یا بے ستر لگائے ،مثلاً عورت کے چوتھائی سر کے بال کھلے تھے یا چوتھائی کلائی کھلی تھی ، یا الٹا طواف کیا یا حطیم کے اندر سے طواف میں گزرا یا بارہویں کے بعد کیا تو ان تمام صورتوں میں دم لازم ہو جائیگا۔اگر اس کا اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہو جائیگا۔اعادہ کیے بغیر چلا آیا تو بکری یا اس کی قیمت بھیج دے کہ حرم میں ذبح کردی جائے۔لوٹنے کی ضرورت نہیں۔فرض طواف کے چار چکر یا اس سے زائد لگائے لیکن مکمل نہیں کیے تو دم واجب ہے۔اگر خود نہ آیا بھیج دیا تو کافی ہے۔طواف فرض کے سوا کوئی اور طواف مکمل یا اکثر چکر جنابت میں لگائے تو دم دے اور بے وضو لگائے تو صدقہ دے۔اگر مکہ مکرمہ میں ہے تو ان صورتوں میں اعادہ کرے کفارہ ساقط ہو جائیگا۔طواف رخصت مکمل یا اس کے اکثر چکر چھوڑ دیے تو دم لازم ہے۔اگر چار چکروں سے کم چھوڑے تو ہر چکر کے بدلے ایک صدقہ ہے اگر طواف قدوم چھوڑ دیا تو کفارہ نہیں لیکن برا کیا۔طواف عمرہ کا ایک چکر بھی ترک کرے گا تو دم لازم ہوگا ،اور بالکل نہ کیا یا اکثر چکر چھوڑ دیے تو کفارہ نہیں بلکہ اسے ادا کرنا لازم ہے۔قارن نے طواف قدوم وطواف عمرہ دونوں بے وضو کیے تو دسویں ذوالحجہ سے قبل دوبارہ طواف عمرہ کرے اگر اعادہ نہ کیا یہاں تک کہ دسویں ذوالحجہ کی فجر طلوع ہوگئی تو دم واجب ہو گیا اور طواف فرض میں رمل وسعی کرے۔

سعی میں غلطیاں:

سعی کے چار چکر یا اس سے زیادہ بغیر عذر چھوڑ دیے یا سواری پر کیے تو دم ہے، حج ہو گیا۔اگر چار چکر سے کم چھوڑے تو ہر چکر کے بدلے صدقہ دے۔اگر دوبارہ سعی کر لی تو دم اور صدقہ ساقط ہو گیا۔اگر عذر کے سبب ایسا کیا تو معاف ہے جرمانہ نہیں۔یہی ہر واجب کا حکم ہے

کہ عذر صحیح کی بنا پر چھوڑا جا سکتا ہے۔طواف سے پہلے سعی کر لی اور اعادہ بھی نہیں کیا تو دم ہے۔طواف حالت جنابت میں یا بے وضو کر لیا اس کے بعد سعی طہارت کے ساتھ کی تو اب سعی کے اعادے کی ضرورت نہیں۔سعی کے لیے احرام یا حج کا زمانہ شرط نہیں۔سعی نہ کی ہو تو جب کرے ادا ہو جائیگی۔

وقوف میں غلطی:

جو شخص سورج ڈوبنے سے قبل عرفات سے چلا گیا وہ دم دے۔اگر غروب آفتاب سے پہلے عرفات لوٹ آیا تو دم ساقط ہو گیا،اور اگر سورج ڈوبنے کے بعد لوٹا تو دم دینا ہو گا۔ دسویں ذوالحجہ کی صبح کو مزدلفہ میں بغیر عذر وقوف نہ کیا تو دم لازم ہے۔ہاں! کمزور مرد یا عورت بھیڑ کے ڈر سے وقوف مزدلفہ چھوڑے تو اس پر جرمانہ نہیں۔

رمی کی غلطیاں:

کسی دن بھی رمی نہیں کی یا ایک دن کی رمی مکمل چھوڑ دی یا اکثر چھوڑ دی مثلاً دسویں ذوالحجہ کو تین کنکریاں ماریں باقی چھوڑ دیں یا گیارہویں وغیرہ کو دس کنکریاں تک ماریں باقی چھوڑ دیں یا کسی دن نصف سے کم چھوڑی مثلاً دسویں ذوالحجہ کو چار کنکریاں ماریں تین چھوڑ دیں یا اور دنوں میں گیارہ کنکریاں ماریں دسویں چھوڑ دیں یا نصف سے کم چھوڑی ہوئی رمی دوسرے دن کی تو ان تمام صورتوں میں ہر کنکری کے بدلے ایک صدقہ دے۔اگر صدقے کی قیمت دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم دے۔

قربانی اور حلق میں غلطی:

قارن و متمتع نے رمی سے پہلے قربانی کی تو دم ہے۔حلق حرم میں نہ کیا بلکہ حدودِ حرم سے باہر کیا یا بارہویں کے بعد کیا یا رمی سے پہلے کیا یا قارن اور متمتع نے قربانی سے پہلے کیا تو ان صورتوں میں دم لازم ہو گیا۔عمرے کا حلق بھی حرم میں ہونا ضروری ہے،لہٰذا اس کا حلق بھی حدودِ حرم سے باہر ہوا تو دم لازم ہے لیکن اس میں وقت کی شرط نہیں۔حج کرنے والے نے بارہویں ذوالحجہ کے بعد حرم سے باہر سر منڈایا تو دو دم دے۔ایک حرم سے باہر حلق کرانے کا

دوسرا بارہویں کے بعد ہونے کا۔

ہدایت:

محرم اگر جان بوجھ کر بغیر عذر جرم کرے تو کفارہ بھی واجب اور گنہگار بھی ہوگا۔ اس صورت میں صرف کفارہ کافی نہ ہوگا، بلکہ توبہ بھی لازم ہے۔ اگر بھول کر یا کسی عذر کے سبب ہے تو کفارہ کافی ہوگا۔ جرم کا کفارہ ہر حال میں لازم ہے جان بوجھ کر ہو یا بھول کر اس کا جرم ہونا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، خوشی سے ہو یا مجبوری سے سوتے میں ہو یا جاگتے میں ہوش میں ہو یا بے ہوش میں، اس نے خود کیا ہو یا دوسرے کے حکم سے، بہرنوع کفارہ لازم ہوگا۔

نوٹ:

کفارے کے بیان میں جہاں دم کہا گیا ہے اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ ہوگی، اور بدنہ سے مراد اونٹ یا بقر۔ یہ جانور انہی شرائط کے ہوں گے جو شرائط قربانی کے جانور کے لیے ہیں۔ صدقہ سے مراد نصف صاع گیہوں (دوکلو پینتالیس گرام گیہوں) یا ایک صاع جو یا کھجور یا ان کی قیمت۔

جہاں دم کا حکم ہے اور وہ جرم مجبوراً کرنا پڑا ہے تو اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دے یا چھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، یا تین روزے رکھ لے اور جس جرم میں صدقے کا حکم ہے اور وہ جرم مجبوراً کرنا پڑا ہے تو اس میں صدقے کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔ جہاں ایک دم یا ایک صدقہ ہے قارن پہ دو ہیں۔ شکرانے کی قربانی سے خود کھائے، غنی کو کھلائے مساکین کو دے لیکن کفارے کی قربانی سے نہ خود کھائے، نہ غنی کو کھلائے یہ صرف غرباء و مساکین کا حق ہے۔

جوں مارنا:

اپنی جوں اپنے بدن یا کپڑوں میں ماری یا پھینک دی تو ایک جوں میں روٹی کا ایک ٹکڑا کفارہ دے۔ اور دو یا تین جوں ہوں تو ایک مٹھی اناج دے، اور اس سے زیادہ میں صدقہ۔ جوئیں مارنے کے لیے سر یا کپڑا دھویا یا دھوپ میں ڈالا جب بھی یہی کفارے ہیں جو مارنے

میں تھے۔ کپڑا بھیگ گیا تھا سکھانے کے لیے دھوپ میں رکھا جوئیں مارنے کا اردہ نہ تھا اور اس سے خود جوئیں مر گئیں تو کچھ نہیں۔

میقات سے بغیر احرام گزرنا:

جو شخص میقات کے باہر سے آیا اور بغیر احرام مکہ معظّمہ پہنچ گیا خواہ حج یا عمرے کا ارادہ نہ ہو مگر حج یا عمرہ واجب ہو گیا۔ اب چاہیے کہ میقات پر لوٹ کر جائے اور احرام باندھ کر آئے۔ اگر میقات پر لوٹ کر نہ گیا اور مکہ مکرمہ میں ہی احرام باندھ لیا تو دم واجب ہو گیا۔ میقات سے بغیر احرام گزرا پھر عمرے کا احرام باندھا اس کے بعد حج کا، یا قران کیا تو دم لازم ہے اور اگر پہلے حج کا احرام باندھا پھر حرم میں عمرے کا تو دو دم واجب ہو گئے۔

احرام ہوتے ہوئے احرام باندھنا:

حج کا احرام باندھا پھر عرفہ کے دن یا رات میں دوسرے حج کا احرام باندھا حلق کے بعد تو بدستور احرام میں رہے۔ دوسرے حج کی ادائیگی آئندہ سال کر لے دم واجب نہیں، اگر حلق نہیں کیا تو دم واجب ہے۔ عمرے کے تمام افعال کر چکا تھا صرف حلق باقی تھا کہ دوسرے عمرے کا احرام باندھا تو دم واجب ہے اور گنہ گار بھی ہوا۔

آیئے حج کریں:

حج کے چند ایام اور ان دنوں میں کیے جانے والے ارکان و اعمال کو اگر عشق کی شوریدہ سری، جنوں کی وارفتگی، شوق کی بے تابی اور دیوانگی کی نمائش کا ایک انمول اور لازوال مرکب و مجموعہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ لبیک کا شور، طواف کا چکر، بن سلی تہبند و چادر، صفا و مروہ کی دوڑ، کنکریوں کا چننا، پھینکنا، پہاڑیوں کا وقوف، ریتیلے میدان میں قیام، ننگے پاؤں، ننگے سر، ہر چیز سے الگ ہر شئے سے جدا، بال بڑھے ہوئے ہیں کاٹنا نہیں، بے ترتیب و منتشر ہیں سجانا سنوارنا نہیں، ناخن بڑھے ہوئے ہیں تراشنا نہیں، جسم پہ میل جم چکے ہیں چھڑانا نہیں آخر یہ انداز جنوں نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ جنون عشق کی شوریدہ سری ہی تو ہے۔ احرام کی چاکدامنی،

رمی جمار کی دیوانگی کو آخر کیا نام دیا جا سکتا ہے۔ ہم گنہ گاروں کی مستی و بے خودی کا یہ انداز جنوں خیز اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں صرف اور صرف اسی لیے محبوب و پسندیدہ ہے کہ اس کے محبوب اور پیارے بندوں نے یہی انداز اختیار کیے تھے۔ پروردگار عالم کو اپنے پیاروں کی یہ ادائیں اتنی محبوب ہوگئیں کہ انہیں بطور یادگار اس نے قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے ارکان حج بنا کر ایک تاریخی حیثیت عطا فرما دی۔

احرام باندھنے سے قبل ناخن تراش لیں، غیر ضروری بالوں کو صاف کر لیں، مسواک کریں، خوب اچھی طرح غسل کریں یا وضو کریں، جسم اور احرام کی چادروں پہ خوشبو لگائیں، سلے ہوئے کپڑے اتار کر بن سلی تہبند باندھ لیں اس طرح کہ ستر دری نہ ہو، چادر اوڑھ لیں، پاسپورٹ اور ضروری کاغذات وغیرہ رکھنے کے لیے چاہیں تو بیلٹ باندھ لیں۔ اگر حج تمتع کا ارادہ ہے تو احرام باندھ کر نیت کر لیں ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْ ھَا لِیْ وَ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا مُخْلِصاً لِلّٰہِ تَعَالٰی'' اے اللہ تعالیٰ! میں نے عمرے کا ارادہ کیا ہے تو، تو اس کی ادائی کو میرے لیے آسان فرما اور میری جانب سے اسے قبول فرما۔ میں نے نیت عمرہ کی اور اس کا احرام باندھا اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے۔ نیت کے الفاظ کہنے کے بعد بلند آواز سے تین مرتبہ تلبیہ کہے۔ عورتیں تلبیہ کہنے میں آواز بلند نہ کریں بلکہ دھیمی اور پست آواز میں کہیں لیکن اتنی دھیمی کہ خود سن سکیں تلبیہ، لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ۔ اللہ تعالیٰ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں۔ اور تیرا ہی ملک بھی تیرا کوئی شریک نہیں۔ اگر حج تمتع کی نیت ہے تو تلبیہ کے کلمات کے بعد لَبَّیْكَ بِالْحَجِ کہیے۔ اس کے بعد درود شریف کا ورد کریں اور یہ دعا مانگیں ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّار'' اے اللہ تعالیٰ! بے شک میں تیری رضا و خوشنودی کا طالب ہوں میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور تیرے غضب و

جلال سے پناہ مانگتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں ۔نیت اور تلبیہ کہنے کے بعد آپ محرم ہوگئے اور احرام کی تمام پابندیاں آپ پہ نافذ ہوگئیں ۔اب آپ اٹھتے بیٹھتے ،اترتے چڑھتے ، چلتے پھرتے وضو بے وضو خاص کر چڑھائی پر چڑھتے اترتے دوقافلوں کے ملتے وقت صبح ،شام ،پچھلی رات ، پانچوں نمازوں کے بعد غرض یہ کہ ہرحالت کے بدلنے پر بلند آواز سے تلبیہ کہیں جب بھی لبیک کہیں کم ازکم تین مرتبہ کہیں ۔

ہوائی جہاز کا سفر مکمل ہوا اب آپ جدہ ایئر پورٹ پہ پہنچ گئے ۔اس مقدس سرزمین پہ قدم رکھتے ہی آپ بارگاہ خداوندی میں شکرادا فرمایئے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے نوازکر آپ کو اس مقدس سرزمین کی زیارت کا شرف عطا فرمادیا جہاں سے اسلام کا آفتاب طلوع ہوا۔جس مقدس سرزمین کے خوش بخت ذروں نے اس خاکدان گیتی کی سب سے افضل ترین ہستی کے قدم مبارک کو بوسے دینے کا شرف حاصل کیا۔جس کی خوش نصیب فضاؤں میں اس پاک ہستی کے جسم اقدس کی خوشبوئیں رچی بسی ہیں جو وجہہ تخلیق کائنات ہے ۔بذریعہ بس آپ کو مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پہ پہنچادیا گیا پہلے سے مقرر قیام گاہ پہ پہنچ کرسب سے پہلے آپ غسل کریں اور مسجد حرام میں اولین داخلے کی تیاری کریں ۔تلبیہ کہتے ہوئے چلیں ۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اولین آستانہ ہے ۔جس کی اولین تعمیر فرشتوں نے فرمائی اس کے بعد حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں سے اس کی تعمیر ہوئی اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے کئی مقدس پیغمبروں نے اس کی تعمیر کا خوشگوار فریضہ انجام دیا۔آج آپ کی نگاہوں کے سامنے جو مقدس چوکور گھر ہے اس کی تعمیر حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کے صاحبزادے حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیٰ نبیّنا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ۔

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

ہم اس کے پاسباں ہیں یہ پاسباں ہمارا

دنیا کا سب سے پہلا عبادت خانہ یہی ہے ۔رومی مورخوں نے بھی یہ اعتراف کیا کہ اس

سے قدیم اور پرانی عبادت گاہ کا ہمیں نام ونشان نہیں ملتا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا بھی یہی اعتراف ہے۔ میور تنقید کے نشے میں اٹھا لیکن اسی تاریخ صداقت کا اقرار اس کی مجبوری بنا۔ نارگونس اسلام دشمنی میں کھڑا ہوا لیکن اس تاریخی صداقت وحقیقت کے خلاف وہ کوئی دوسری تحقیق پیش کرنے سے عاجز وقاصر رہا۔ روایتوں میں آتا ہے کہ آسمان پر بیت المعمور جو فرشتوں کا قبلہ ہے جس کے ارد گرد ہر وقت ستر ہزار فرشتے طواف کرتے رہتے ہیں جو ایک دن کے بعد دوبارہ نہیں آتے یہ فرشی خانۂ کعبہ اسی بیت المعمور کے عین نیچے ہے۔

اس کی قدامت کے سامنے تاریخ کے سارے پیمانے ناقص نظر آتے ہیں۔ کون ہے جو اندازہ کر کے بتا سکے۔ اس طویل اور بے حساب مدت میں اس چشم فلک نے کتنے انقلابات دیکھے۔ کتنے عبادت خانے بنے اور بگڑے، کتنے مندر تعمیر ہوئے اور کھنڈر بنے کتنے گرجے آباد ہوئے اور اجڑے، بلند یاں پستیوں میں تبدیل ہوئیں۔ مصر مٹا، یونان مٹا، روما مٹا، ہندستان مٹا، چین مٹا، بابل مٹا، خدا معلوم کتنے ابھرے اور ابھر کر مٹے لیکن عرب کے ریگستان میں چٹانوں اور پہاڑیوں کے درمیان یہ چوکور گھر جسے نہ تو کسی انجینئر نے بنایا نہ کسی مہندس کی مرہون منت اس کی تعمیر ہے جوں کا توں کھڑا دعوت نظارہ دے رہا ہے۔ عارف رومی نے بہت پتے کی بات کہی ہے "کعبہ کی عزتوں اور فضیلتوں میں تم جو ہر لحظہ ترقی و برتری دیکھتے ہو یہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلوص اور صدق نیت کا ثمرہ ہے۔ وہی پتھر، وہی مٹی جس سے ہر مسجد اور عبادت گاہ کی تعمیر ہوتی ہے اس میں بھی لگے ہوئے ہیں ان کے علاوہ اس میں کوئی نئی چیز نہیں۔ نئی چیز جو ہے وہ یہی ہے کہ اس کا بنانے والا نہ کوئی انجینئر تھا نہ کوئی مہندس اور نہ ہی کوئی فن تعمیرات کا ماہر، نہ کوئی بادشاہ تھا نہ کوئی وزیر، بلکہ وہ تھا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا تھا اپنی خودی مٹا چکا تھا۔ خود کو خدا سے ملا چکا تھا۔ اب آپ اسی پاک ومقدس گھر کے مقابل ہیں۔ اب تک دور رہ کر کم از کم پانچ وقت اسی مقدس گھر کو مسجود الیہ بناتے ہوئے آپ خدا کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ نصیب کی ارجمندی اور بخت کی سر بلندی کہ آج آپ کھلی آنکھوں سے وہی قبلۂ ایماں دیکھ رہے ہیں

اس مقدس گھر کو انتہائی عاجزی و نیازمندی کے اظہار کے ساتھ بوسہ دیں اور دخول مسجد کی دعا ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ'' اے رب کریم! میرے گناہوں کی مغفرت فرما دے اور میرے لیے جنت کے دروازے کھول دے۔اس کے ساتھ یہ بھی شامل کرلیں ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامُ وَادْخِلْنَا دَارَالسَّلَامُ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامُ''۔

اس کے بعد ایک شرمسار اور نادم مجرم کی طرح کانپتے ہوئے ،نگاہیں جھکائے ہوئے خوف الٰہی سے لرزتے ہوئے قدم بڑھائیں۔عجز و نیاز کا احساس آپ پہ کچھ اس طرح چھا جائے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خیال نہ رہ جائے۔اس احساس یقین کے سائے میں آپ کی سانسیں چل رہی ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں۔جب خانۂ کعبہ پہ پہلی نظر پڑے تو تین مرتبہ،اَللّٰہُ اَکْبَرْ،اور تین مرتبہ،لَااِلٰہَ اَلَّا اللہ، کہیں اور یہ دعا پڑھیں ''رَبَّنَا آتِنَا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِیْ الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارْ.اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْتُكَ وَ اَنَاعَبْدُكَ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَات'' اے اللہ تعالیٰ! یہ تیرا گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔میں تجھ سے اپنے لیے،اپنے والدین کے لیے جملہ مومنین مومنات کے لیے دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی کا طلبگار ہوں۔روایتوں میں آیا ہے کہ مومن کی پہلی نظر جب کعبۃ اللہ پر پڑتی ہے تو اس وقت مانگی ہوئی دعا رد نہیں ہوتی۔آپ چاہیں تو یہ دعا مانگ لیں۔یا اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے،اگر آپ نے تمتع کا احرام باندھا ہے تو سب سے پہلے آپ طواف عمرہ کریں اس طواف میں آپ اضطباع،رمل اور سعی کریں گے۔طواف شروع کرنے سے پہلے مرد ''اضطباع'' کرلیں۔چادر داہنے ہاتھ کی بغل سے نکال کر اس کے دونوں پلے بائیں کندھے پہ اس طرح ڈالیں کہ داہنا کندھا کھلا رہے۔

اب طواف کعبہ کے لیے تیار ہو جائیں طواف سے قبل طواف کی نیت کریں ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

اُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ ''اے میرے پروردگار! میں نے تیرے محترم گھر کے طواف کا ارادہ کیا ہے۔تو میرے لیے اسے آسان فرما اور میری جانب سے اسے قبول کرلے۔خانۂ کعبہ کے قریب پہنچ کر حجر اسود والے کونے سے رکن یمانی کی جانب تھوڑا آگے بڑھ کر خانۂ کعبہ کی جانب چہرہ کرکے کھڑے ہوجائیں۔(آپ کی آسانی کے لیے جو اسود کے مقابل بالائی منزل میں روشنی کا اشارہ دیا گیا ہے) نیت کے بعد اب آپ اپنی داہنی طرف اس طرح مڑ جائیں کہ خانۂ کعبہ آپ کی بائیں جانب ہوجائے اب بسم اللہ پڑھ کر قدم کو حرکت دیں چند ہی قدم کے بعد آپ حجر اسود کے سامنے پہنچ جائیں گے۔وہاں پہنچ کر آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور یہ دعا پڑھیں ''بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ''اس کے بعد چاندی کے کٹہرے میں منھ ڈال کر حجر اسود کو اس طرح بوسہ دیں کہ چومنے کی آواز نہ نکلے تین مرتبہ ایسا کریں حجر اسود کو بوسہ دیتے ہی تلبیہ موقوف کردیں اگر یہ موقع مل جائے تو سبحان اللہ۔کیوں کہ جس مقدس پتھر سے آپ کے ہونٹ مس ہورہے ہیں آپ یقین کریں کہ یہ وہی مقام ہے جس سے ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لبہائے اقدس مس ہوئے تھے ایک مومن کی اس سے بڑی نیک بختی اور کیا ہوسکتی ہے۔اگر بھیڑ کے سبب اس کا موقع نہ ملے تو دوسروں کو اذیت نہ پہنچائیں نہ ہی خود کو تکلیف میں ڈالیں بلکہ ہاتھ سے چھوکر ہاتھ چوم لیں اگر ہاتھ نہ پہنچ سکے تو کسی لکڑی سے چھوکر اسے چوم لیں اگر اس کا موقع بھی نصیب نہ ہو تو ہاتھوں سے اس کی جانب اشارہ کرکے اسے چوم لیں۔طواف کرتے ہوئے جب آپ رکن یمانی کے سامنے پہنچیں تو اسے بھی دونوں ہاتھوں سے یا داہنے ہاتھ سے چھوکر چوم لیں جب اس سے آگے بڑھیں اور مستجاب کے سامنے پہنچیں تو یہاں بھی اپنے لیے اور جملہ اہل اسلام کے لیے دعائے خیر و عافیت کریں۔یہ بات یاد رکھیں کہ طواف کے لیے پہلی مرتبہ جس مقام سے آپ نے چلنا شروع کیا ہے خانۂ کعبہ کے گرد گھومتے ہوئے اس مقام پہ جب پہنچ جائیں تو اسے ایک چکر کہا جائے

گا اس طرح آپ کو سات چکر لگانے ہیں ہر چکر حجر اسود کے استلام سے شروع ہوگا اور اسی پہ ختم ہوگا اس طرح سات چکروں میں حجر اسود کے استلام کی تعداد آٹھ ہوگی اس طواف میں مرد حضرات پہلے تین چکروں میں رمل کریں یعنی شانہ ہلاتے ہوئے تیز تیز اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائیں۔کودنا اور دوڑنا نہیں۔رمل میں خود کو یا دوسرے کو تکلیف ہوتی ہو تو اتنی دیر رمل ترک کردیں لیکن طواف بدستور جاری رکھیں رکیں نہیں۔طواف سے فارغ ہونے کے بعد آپ اضطباعی حالت سے نکل آئیں اور چادر اس طرح کندھوں پر ڈال لیں کہ دونوں کندھے چھپ جائیں پھر مقام ابراہیم پر آئیں ''وَاتَّخِذُوْا مِن مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلّٰى'' پڑھ کر یہاں دو رکعت نماز طواف کی نیت سے ادا کریں پہلی رکعت میں اَلْحَمْدُ کے بعد قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْن اور دوسری رکعت میں اَلْحَمْدُ کے بعد قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کریں یہ نماز ہر طواف کے بعد واجب ہے۔اگر وقت مکروہ ہو تو اس کے نکل جانے کے بعد ادا کریں۔روایتوں میں آیا ہے کہ جو مسلمان مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں ادا کرلے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔اگر ہجوم کے سبب آپ کو مقام ابراہیم پہ نماز پڑھنے کا موقع نہ مل سکے تو مسجد حرام میں جہاں بھی ادا کرلیں گے واجب ساقط ہوجائے گا۔نماز اور دعا سے فارغ ہوکر ملتزم کے پاس آئیں۔ملتزم خانۂ کعبہ کے دروازے اور رکن اسود کے درمیان کی دیوار کو کہتے ہیں۔وہاں پہنچ کر کبھی دیوار سے لپٹیں، کبھی اپنا سینہ اور پیٹ اس سے ملیں، کبھی اپنا داہنا رخسار کبھی بایاں کبھی اپنا منھ اس پر رکھیں اور اپنے دونوں ہاتھ سر سے اونچے کرکے دیوار پر پھیلائیں ایک محتاج، ذلیل بھکاری اور سائل کی طرح اپنے مالک کی چوکھٹ پہ کھڑے ہوکر دارین کی سعادتیں طلب کریں۔اپنے گناہوں پہ شرمسار ہوکر پھوٹ پھوٹ کر روئیں، بلک بلک کر آہ وزاری کریں اس مالک الملک کی بارگاہ میں عاجزی کی تصویر بن کر مغفرت کی بھیک مانگیں اور اس طرح مچل مچل کر فریاد کریں کہ آج آپ کو آپ کی مغفرت و بخشش کی نوید مل جائے۔ملتزم کی خاص دعا یہ ہے ''يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّيْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ''۔

روایتوں میں آیا ہے کہ آقائے کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اکثر جبریل کو دیکھتا ہوں کہ وہ ملتزم سے لپٹے ہوئے یہ دعا مانگ رہے ہیں۔

نوٹ: نماز طواف کے بعد ملتزم پہ آنا اس طواف کے ساتھ خاص ہے جس کے بعد سعی ہے۔اور جس طواف کے بعد سعی نہیں اس میں نماز طواف سے پہلے ملتزم سے لپٹیں پھر مقام ابراہیم پہ دو رکعتیں نماز طواف ادا کریں۔

ملتزم پہ دعا سے فارغ ہونے کے بعد زم زم پر آئیں اور کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو کر تین سانسوں میں پیٹ بھر کر آب زم زم پیئیں ہر مرتبہ بسم اللہ سے شروع کریں اور الحمدللہ پہ ختم کریں۔پینے کے بعد پانی کا کچھ حصہ بدن اور سر پہ ڈال لیں لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ زمین پہ نہ گرے۔اس وقت جو مرضی ہو دعا کریں کہ یہ قبولیت دعا کی گھڑی اور مقام ہے ۔روایتوں میں آیا ہے کہ زم زم شریف جس نیک مقصد سے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔

زم زم شریف سے سیراب ہونے کے بعد صفا ومروہ کے درمیان سعی کی تیاری کریں۔ سعی شروع کرنے سے قبل حجر اسود کے پاس آئیں اور اسی طرح بوسہ لیں اگر اس کا موقعہ نہ مل سکے تو اس کی جانب منہ کر کے ۔''اَللّٰہُ اَکْبَرْ وَلَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ''اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے فوراً باب الصفا سے صفا کی طرف قدم بڑھائیں پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں صفا کی سیڑھیوں پہ چڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ بِہٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ'' پھر کعبۃ اللہ کی جانب چہرہ کر کے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک دعا کی طرح پھیلائے ہوئے اٹھائیں اور اتنی دیر تک اٹھائے رکھیں جتنی دیر میں سورۂ بقر کی پچیس آیات کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔یہ مقام بھی قبولیت دعا کا ہے لہٰذا نہایت عاجزی ،رقت قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے لیے، اہل خانہ کے لیے اور جملہ اہل اسلام کے لیے دین و دنیا میں خیر و فلاح کی دعائیں مانگیں۔دوران دعا اپنی ہتھیلیاں آسمان کی جانب کھلی رکھیں۔دعا مکمل کرنے کے بعد ہاتھ گرالیں اور سعی کی نیت

کریں۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ السَّعۡیَ بَیۡنَ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃَ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَ تَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ
''اے مرے پروردگار! میں نے صفا ومروہ کے درمیان سعی کا ارادہ کیا ہے تو تو میرے لیے اسے آسان فرما اور میری جانب سے اسے قبولیت سے نواز۔

نیت کے بعد صفا سے اتر کر درود شریف کا ورد کرتے ہوئے حسب عادت میانی رفتار سے مروہ کی طرف چلیں۔ جب پہلا سبز پتھر آئے تو وہاں سے دوڑنا شروع کریں اور دوسرے سبز پتھر پہ دوڑنا موقوف کر دیں اور میانہ روی سے مروہ تک پہنچیں۔ مروہ پہنچنے کے بعد پہلے زینے پہ کھڑے ہوکر کعبہ کی جانب رخ کر کے اسی طرح اتنی ہی دیر تک دعا میں مشغول رہیں۔ صفا ومروہ کے درمیان یہ ایک چکر مکمل ہوا اسی طرح مزید چھ چکر اور لگائیں اور ہر مرتبہ دو سبز پتھروں کے درمیان دوڑیں۔ باقی مسافت میانہ روی سے طے کریں۔ ہر چکر میں صفا اور مروہ پہ پہلے چکر کی طرح دعائیں بھی مانگیں۔ سعی کے بعد دو رکعتیں نماز ادا کر لیں اگر وقت مکروہ نہ ہو تو۔ آپ نے اگر حج تمتع کی نیت کی ہے تو صفا ومروہ کے درمیان سات چکر لگانے کے بعد سر منڈالیں یا بال ترشوالیں اب آپ احرام سے نکل گئے او وہ تمام پابندیاں جو احرام باندھ لینے کے بعد نافذ ہوئی تھیں ختم ہوگئیں ۔آپ مکہ مکرمہ میں ساتویں ذوالحجہ تک جب تک قیام کریں بغیر رمل ،اضطباع اور سعی نفلی طواف کرتے رہیں بیرونی حضرات کے لیے اس سے بہتر عبادت نہیں اور نفلی طواف میں بھی ہر سات چکر پہ مقام ابراہیم پہ دو رکعتیں نماز طواف ضرور ادا کریں۔ آٹھویں ذوالحجہ کو یوم الترویہ کہتے ہیں۔ متمتع حضرات چونکہ عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول چکے ہیں۔ لہٰذا آج صبح غسل کریں۔ احرام کی سنتیں ادا کریں۔ احرام باندھیں اور مسجد حرام میں دو رکعتیں نماز طواف ادا کریں اور پھر حج کی نیت کریں۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَ تَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ نَوَیۡتُ الۡحَجَّ وَ اَحۡرَمۡتُ بِہٖ مُخۡلِصاً لِلّٰہِ تَعَالٰی'' ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! میں نے حج کا ارادہ کر لیا ہے تو ،تو میرے لیے اس کی ادائیگی آسان فرما دے اور میری جانب سے اسے قبول فرما۔ میں نے حج کی نیت کی اور اس کے لیے احرام باندھا مولا! تیری رضا کے لیے۔ نیت کے کلمات کہنے

کے بعد مرد حضرات بلند آواز سے اور خواتین دھیمی آواز سے تین مرتبہ تلبیہ کہیں تلبیہ کہتے ہی آپ پہ احرام کی پھر وہی تمام پابندیاں نافذ ہو گئیں۔آپ چاہیں تو ایک نفلی طواف اس طرح کرلیں کہ اس میں اضطباع، رمل اور صفا و مروہ کے درمیان سعی ہو۔اس صورت میں طواف زیارت کے وقت آپ کے لیے ایک سادہ طواف کافی ہوگا جس میں نہ اضطباع نہ رمل اور نہ ہی سعی کی ضرورت ہوگی ۔اب تلبیہ کہنے کا سلسلہ دسویں ذوالحجہ کو رمی جمار کے وقت ختم ہوگا۔آج ہی آپ طلوع آفتاب کے بعد منیٰ روانہ ہوجائیں ۔نماز ظہر کے وقت تک منیٰ پہنچ جائیں ۔آٹھویں ذوالحجہ کو ظہر سے لے کر نویں ذوالحجہ کی فجر تک پانچ وقت کی نمازیں منیٰ میں ادا ہوں گی ۔اگر توفیق ہو تو منیٰ اور عرفات کا راستہ پیدل طے کریں کہ ہر قدم پہ سات کروڑ نیکیاں نامۂ اعمال میں تحریر کی جائیں گی ۔مکہ مکرمہ سے منیٰ کی دوری ۸ ؍کلومیٹر اور منیٰ سے عرفات کی دوری ۱۶ ؍کلومیٹر ہے۔منیٰ پہنچ کر مسجد خیف میں پانچ وقت کی نمازیں ادا کریں۔ اگر مسجد میں نماز ادا کرنے کا موقع نہ ملے تو منیٰ میں جہاں آپ کی قیام گاہ ہے وہیں نماز ادا کرلیں۔نویں ذوالحجہ کی رات بہت عظمتوں، برکتوں اور خیرات وسعادت کی رات ہے اس لیے یہ رات عبادت، تلاوت، مناجات اور اوراد و اذکار میں مشغول رہ کر گزاریں۔

نویں ذوالحجہ کی ایک خاص دعا:

آقائے کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نویں ذوالحجہ کی رات میں یہ دعا ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر جو جائز دعا مانگے وہ یقیناً رد نہ ہوگی۔ ''سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَائُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَآءِ رُوْحُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجیٰ اِلَّا اِلَیْهِ۔''

نویں ذوالحجہ کو یوم عرفہ ہے۔ایام حج میں یہ ایک عظیم دن ہے۔مستحب وقت میں مقام منیٰ میں نماز فجر ادا کریں۔بعد نماز لبیک، اوراد و اذکار اور درود شریف میں مصروف رہیں۔

جب آفتاب کچھ بلند ہوجائے تو عرفات کے لیے روانہ ہوجائیں۔دوپہر ڈھلتے ہی مقام عرفات میں ظہر وعصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کریں۔نماز سے فارغ ہوکر میدان عرفات میں جہاں جگہ مل جائے کھڑے ہوکر سچے دل سے اپنے مولا کی جانب متوجہ ہوجائیں۔ میدان قیامت میں حسابِ اعمال کے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری کا تصور کریں۔ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ لرزتے کانپتے ہوئے سر جھکائے عاجزی وغلامی کی تصویر بنے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں۔ڈوب جائیں توبہ واستغفار میں پھوٹ پھوٹ کر روئیں کوشش کریں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکے کہ یہ قبولیت کی پہچان ہے اپنے گناہوں پہ شرمندگی کا اظہار کریں۔غروب آفتاب تک رقت کے ساتھ دعا میں مشغول رہیں۔جب عرفات سے رخصت ہونے کا اعلان ہو آپ بھی نماز ادا کیے بغیر مزدلفہ کے لیے روانہ ہو جائیں۔مزدلفہ پہنچ کر اگر عشا کی نماز کا وقت داخل ہو چکا ہو تو مغرب وعشا کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی نیت سے پڑھیں۔نماز کے بعد مکمل رات عبادت، ریاضت، دعا ومناجات میں گزاریں۔یہ رات بھی قبولیت دعا کے لیے بے پناہ اہم ہے۔

دسویں ذوالحجہ کو فجر کی نماز اول وقت میں ادا کریں اور اوراد واذکار میں مصروف ہو جائیں۔طلوع آفتاب سے اتنا پہلے منیٰ کے لیے روانہ ہوجائیں کہ دو رکعتیں ادا کرنے کا وقت باقی رہے رمی جمار کے لیے منیٰ سے کھجور کی گٹھلی کے برابر ۴۹ رکنکریاں ساتھ لے لیں بلکہ کچھ زائد لے لیں۔کنکریاں دھولیں۔مزدلفہ سے منیٰ جاتے وقت راستے بھر اوراد واذکار، درود ولبیک سے اپنی زبان تروتازہ رکھیں۔منیٰ پہنچ کر اس جمرے کے قریب آئیں جو مزدلفہ سے منیٰ جاتے ہوئے سب سے آخر میں ہے اور مکہ مکرمہ سے منیٰ آتے ہوئے سب سے پہلے ہے۔جمرے سے کم از کم پانچ ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہوکر باری باری سات کنکریاں اس طرح ماریں کہ کنکری چٹکی سے پکڑ کر سیدھا ہاتھ اوپر اٹھا کر ماریں۔پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ موقوف کردیں۔کنکری مارتے وقت دعا پڑھیں۔بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرے تک پہنچیں۔زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ کے فاصلے پہ گریں۔اگر کنکری گرنے میں فاصلہ تین ہاتھ

سے زیادہ ہوگیا تو یہ کنکری شمار نہ ہوگی اس کے بدلے ایک کنکری اور ماریں۔آج اسی جمرے پہ کنکریاں مار کر لوٹ آئیں اور قربانی کریں۔خیال رہے کہ یہ قربانی وہ نہیں جو ۱۰/۱۱اور ۱۲/ذوالحجہ کو صاحب نصاب کی جانب سے سنت ابراہیمی کی تکمیل میں کی جاتی ہے۔بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے جو حج تمتع اور قران کرنے والوں پہ واجب اور حج افراد ادا کرنے والے حضرات کے لیے مستحب ہے۔قربانی سے فارغ ہو کر قبولیت حج وقربانی اپنے اور تمام اہل اسلام کی خیر وفلاح کی دعائیں رقت کے ساتھ دعا مانگیں۔دعا کے بعد قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ جائیں اور حلق یا قصر کرائیں۔اب آپ احرام سے نکل گئے اور جتنی جائز وحلال چیزیں آپ کے لیے احرام کے بعد حرام ہوگئی تھیں اب حلال ہوگئیں۔لیکن ابھی بیوی سے قربت حرام ہے۔اب احرام کھول دیں اور سلے ہوئے کپڑے پہن لیں۔افضل یہ ہے کہ آج ہی طواف زیارت کے لیے نکل جائیں اور اسی لباس میں خانۂ کعبہ کا طواف کریں۔اگر ہجوم کی وجہ سے دسویں ذوالحجہ کو طواف زیارت نہیں کر سکے تو گیارہ کو کرلیں یا بارہ کو کرلیں۔اس کے بعد بلا عذر تاخیر کریں گے تو گناہ ہے۔طواف زیارت کے بعد بیوی سے قربت بھی حلال ہوگئی۔اگر آپ دس ذوالحجہ کو طواف زیارت کے لیے مکہ مکرمہ گئے ہیں تو شام ہوتے ہی منیٰ واپس آجائیں کیوں کہ ۱۰اور۱۱ذوالحجہ کی راتیں منیٰ میں ہی گزاری جائیں گی۔

۱۱/ذوالحجہ: آج دوپہر کے بعد تینوں جمرات پہ سات سات کنکریاں مارنی ہیں۔مسجد خیف کے پاس جو جمرہ ہے وہاں سے رمی جمار کا آغاز کریں۔جمرۂ اولیٰ پہ کنکریاں مارنے کے بعد کچھ آگے بڑھ کر قبلہ رو کھڑے ہوجائیں اور ہتھیلیاں کعبہ شریف کی طرف پھیلا کر عاجزی ورقت کے ساتھ دعا واستغفار، حمد وثنا اور درود وسلام میں کچھ دیر مشغول رہ کر آگے بڑھیں اور جمرۂ وسطیٰ پہ اسی طرح کھڑے ہو کر سات کنکریاں ماریں اور پھر اسی انداز میں تھوڑا آگے بڑھ کر یہاں بھی اسی طرح کچھ دیر دعا ومناجات اور اوراد واذکار میں گزاریں۔اس کے بعد آگے بڑھیں اور جمرۂ عقبہ پہ کھڑے ہو کر اسی طرح سات کنکریاں ماریں اور رمی جمار سے فارغ ہوتے ہی دعا مانگتے ہوئے الٹے پاؤں لوٹ آئیں۔ٹھہریں نہیں۔

۱۲ر ذوالحجہ: جس طرح ۱۱ر ذوالحجہ کو آپ نے تینوں جمرات پہ رمی کی تھی پھر دونوں جمرات پہ بعد رمی دعا، استغفار اور اوراد واذکار ودرود شریف میں مشغول ہوئے تھے اسی طرح آج بھی کرنا ہے۔ جمرۂ عقبہ پہ کنکریاں مارنے کے بعد دعا مانگتے ہوئے الٹے پاؤں لوٹ جانا ہے۔

نوٹ: دسویں ذوالحجہ کو دوپہر سے پہلے رمی جائز ہے۔ لیکن ۱۱/ ۱۲ ذوالحجہ کو دوپہر سے پہلے رمی جائز نہیں۔ ان دونوں دنوں میں دوپہر کے بعد سے لے کر صبح تک رمی کی جاسکتی ہے۔ رات میں رمی جائز ہے لیکن کراہت ہے۔

آج غروب آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ لوٹ آئیں۔ اگر ۱۲ر ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ نہیں گئے تو اب رات منیٰ میں گزاریں اور پھر ۱۳ر ذوالحجہ کو دوپہر کے بعد اسی طرح تینوں جمرات پہ رمی کرکے مکہ مکرمہ لوٹ آئیں۔ الحمدللہ تعالیٰ حج کے تمام ارکان مکمل ہوگئے۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران جس قدر موقع میسر آئے عمرہ کرتے رہیں۔ کبھی اپنی جانب سے کبھی والدین کریمین کی طرف سے کبھی اساتذۂ عظام اور مشائخ ذوالاحترام کی جانب سے۔ مکہ شریف سے اتر جانب تین میل کے فاصلے پہ تنعیم نام کا ایک مقام ہے جو حدود حرم سے باہر ہے۔ آپ وہیں سے عمرے کے لیے احرام باندھیں۔ اس مقام پہ جو مسجد ہے اسے مسجد عائشہ کہتے ہیں وہیں احرام کی دو رکعتیں ادا کرلیں۔ جب مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کا وقت آئے تو طواف رخصت کی نیت سے خانۂ کعبہ کا طواف کریں۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پہ دو رکعتیں نماز طواف ادا کریں۔ یہ طواف حدود میقات سے باہر والوں کے لیے ہے۔ مکہ شریف اور میقات کے بعد والوں کے لیے یہ طواف نہیں۔ اگر کوئی حاجی طواف رخصت کیے بغیر مکہ مکرمہ سے چلا گیا تو حکم ہے کہ جب تک حدود میقات سے باہر نہیں گیا ہے لوٹ آئے۔ احرام باندھ کر لوٹے اور طواف رخصت کرے اگر میقات سے باہر چلا گیا تو اب لوٹنے کا حکم نہیں۔ بلکہ جرمانے میں قربانی کرے۔

نوٹ: حج میں چند امور وہ ہیں جن میں عورتوں کے لیے علیحدہ احکام ہیں۔ صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے ''میلین اخضرین'' کے درمیان دوڑنا نہیں ہے، لبیک بلند آواز

سے نہیں کہنا ہے، طواف کے پہلے تین چکروں میں ''رمل'' کا حکم نہیں ہے، عورت اپنے سلے ہوئے کپڑے میں ہی ارکان حج ادا کرے وہی اس کا احرام ہے بشرطیکہ مکمل ستر پوشی ہو رہی ہو، سر چھپائے گی، انہیں سر پہ بستہ، بیگ وغیرہ اٹھانے کی اجازت ہے، گوند وغیرہ سے بال جمانا انہیں ممنوع نہیں، احرام سے نکلنے کے لیے عورتیں حلق نہیں کرائیں گی بلکہ بال تراش لیں گی، دستانے وموزے کا استعمال ان کے لیے ممنوع نہیں۔

ہدایت: (۱) ہوائی جہاز سے سفر کرنے کی صورت میں میقات سے گزرنے کی خبر نہیں ہوتی۔ لہٰذا احرام گھر یا ایئرپورٹ سے باندھ لیں اور وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نفل احرام بھی ادا کرلیں البتہ احرام کی نیت نہ کریں اور تلبیہ بھی نہ کہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہوائی جہاز میں اپنی محفوظ سیٹ پہ بیٹھ جانے کے بعد نیت کریں اور تلبیہ کہیں۔ صرف احرام باندھ لینے سے آپ پہ احرام کی پابندیاں نافذ نہ ہوں گی۔ اس لیے ایئرپورٹ پہ اگر کسی نے آپ کو خوشبو دار پھولوں کے ہار پہنائے یا خوشبو لگائی تو کوئی قباحت نہیں۔ کبھی کبھی پرواز میں تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں بھی آپ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہوں گے۔ ہاں! نیت کر کے جب آپ تلبیہ کہیں گے تو آپ محرم ہو گئے اور احرام کی تمام پابندیاں آپ پہ نافذ ہو گئیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ صرف نیت کافی نہیں جب تک آپ تلبیہ نہ کہیں۔ اسی طرح صرف تلبیہ کہنے سے بھی آپ محرم نہ ہوں گے جب تک آپ احرام کی نیت نہ کرلیں۔

(۲) اس سفر میں اگر آپ کا قیام مکہ شریف یا مدینہ شریف میں پندرہ دن یا اس سے زائد ہے تو آپ شرعاً مسافر نہیں۔ نماز مکمل ادا کریں گے اگر پندرہ دنوں سے ایک دن بھی کم قیام ہے تو آپ وہاں مسافر ہیں اور پھر آپ چار رکعت والی نماز دو رکعت ادا کریں گے۔ جب کہ امام مسافر کی اقتدا میں نماز ادا کریں یا تنہا پڑھیں۔ سنتیں اور وتر کی نمازیں ہر صورت میں مکمل ادا کریں۔

(۳) خواتین اس طرح کے دوپٹے سے سر ڈھانپیں کہ بالوں کی سیاہی نظر نہ آئے۔ عام حالات میں بھی اس طرح کے باریک دوپٹے میں غیر محرم کے سامنے آنا حرام ہے۔ احرام میں تو سخت حرام۔

(۴) ایام حج میں غیر محرم سے بچنے کے لیے خواتین دستی پنکھا یا گتا وغیرہ رکھ لیں جس سے وقت ضرورت پردہ کر لیں۔

(۵) خواتین مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کے لیے حاضری نہ دیں۔ ان کے لیے قیام گاہ پہ ہی نماز کی ادائیگی میں زیادہ ثواب ہے۔ جب بھیڑ کم ہو تو طواف کے لیے حاضری دیں۔ اسی طرح جب ہجوم کم ہو تو روضۂ اقدس پر صلوٰۃ وسلام کے لیے حاضری دیں۔

(۶) خواتین بالخصوص ان ایام میں اس بات پہ توجہ دیں کہ کان یا کلائی کا چوتھائی حصہ کھلنا حرام ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ آستین کے کف میں ہک لگوا لیں۔ تاکہ بے احتیاطی میں کلائی کھلے نہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ حجر اسود وغیرہ مقام پہ استلام میں بے احتیاطی کے سبب چوتھائی نہیں بلکہ پوری کلائی کھل جاتی ہے۔

(۷) خواتین ایام حیض میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں گی۔ طواف نہیں کر سکتیں اسی طرح وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ، رمی جمار وغیرہ ان ایام میں کریں گی۔

(۸) خواتین ان مقدس مقامات پہ بھی مردوں سے الگ تھلگ رہیں۔ اکثر خواتین نادانی اور لاعلمی میں حجر اسود، رکن یمانی چومنے یا خانۂ کعبہ کا قرب پانے کے لیے مردوں کے درمیان جا گھستی ہیں یہ بہت گناہ اور امر بے حیائی ہے۔

(۹) اکثر حضرات احرام کا تہبند ناف کے نیچے سے باندھتے ہیں۔ بے احتیاطی میں اگر اوپر کی چادر پیٹ سے سرکی تو ناف اور ناف کے نیچے کا کچھ حصہ نظر آ جاتا ہے۔ جس سے ستر دری ہوتی ہے جو حرام ہے۔ خیال رہے کہ مرد کے لیے ناف سے گھٹنے تک کا حصہ عورت ہے جس کا چھپانا فرض اور کھولنا حرام ہے۔ احرام میں ہو یا احرام سے باہر۔ عام طریقے پہ لوگ مسجد حرام کو ہی حرم شریف تصور کرتے ہیں، جب کہ ایسا نہیں۔ حرم شریف مکہ مکرمہ سمیت اس کے اردگرد میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔

(۱۰) مسجد حرام، مسجد نبوی یا اور کسی بھی مسجد میں داخل ہوں تو دخول مسجد کی دعا کے ساتھ اعتکاف کی نیت ''نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافْ'' کر لیں اس سے اگر ایک طرف آپ

اعتکاف کا ثواب پائیں گے وہیں ضمناً آپ کے لیے کھانا، آب زم زم پینا اور سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

(۱۱) ارکان حج کی ادائیگی میں ہجوم کے سبب کسی کو آپ سے اذیت نہ پہنچے۔ مثلاً دھکا وغیرہ نہ لگے۔ بالخصوص حجر اسود وغیرہ کو بوسہ دینے میں کہ یہ سنت ہے اور کسی مسلمان کو قصداً اذیت پہنچانا حرام۔ حرم شریف میں اگر ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے تو ایک گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ گناہ کے مساوی۔

(۱۲) مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں اس طرح ادا کریں کہ اذان واقامت کے بعد پہلے مغرب کی تین رکعتیں ادا کریں اس کے فوراً بعد عشاء کی دو رکعتیں فرض پڑھیں پھر مغرب کی سنت اس کے بعد عشاء کی سنت اور وتر ادا کریں۔

(۱۳) جن حضرات کے سر پہ بال نہ ہوں یا قدرتی طور پہ جن کا سر گنجا ہو تو حلق کے لیے انہیں استرا پھیرنا یا پھروانا واجب ہے۔

(۱۴) موقف میں ہر طرح کے سائے سے بچیں یہاں تک کہ چھاتا بھی استعمال نہ کریں۔

(۱۵) رمی جمار کے عمل سے گزرتے ہوئے خاص احتیاط کی ضرورت ہے۔ چونکہ یہاں ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔ کنکریاں نیچے سے بھی ماری جاسکتی ہیں اوپر سے بھی۔ اوپر سے آپ کو زیادہ سہولت ہوگی۔ ہجوم میں اگر آپ کی کوئی چیز گرے تو اسے اٹھانے کی ہرگز ہرگز کوشش نہ کریں۔

(۱۶) صفا ومروہ کی توسیع ہو چکی ہے۔ آپ اصل مسعیٰ یعنی قدیم حصے میں سعی کریں۔

(۱۷) طواف کعبہ کے عمل سے گزرتے ہوئے بعض حضرات رمل کا فریضہ انجام دینے میں کودتے اور دوڑتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔

(۱۸) رکن یمانی کو بوسہ دینے یا چھونے میں اس بات کا دھیان رکھیں کہ قدم اور سینہ کعبہ شریف کی طرف نہ ہو۔ اگر چومنے یا چھونے کا موقع نہ ملے تو یہاں ہاتھوں کا چومنا سنت نہیں، اکثر حضرات ایک دوسرے کی نقل میں رکن یمانی کی طرف دور سے ہاتھ لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ درست طریقہ نہیں۔

(۱۹) طواف میں حجر اسود پہ پہنچنے سے پہلے یہاں بھی بعض حضرات ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی دور سے ہاتھ لہراتے ہوئے گزرتے ہیں یہ بھی غلط طریقہ ہے۔

(۲۰) طواف کے بعد ''مقام ابراہیم'' پہ جو دو رکعتیں نماز طواف ادا کی جاتی ہیں۔ اکثر حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اضطباع کی حالت میں یعنی مونڈھا کھلا ہوتا ہے اور نماز ادا کرتے ہیں یہ درست نہیں۔ اس حال میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ یعنی دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ طواف کے بعد آپ احرام کی چادر درست فرمالیں اور مونڈھا ڈھانپ لیں۔

(۲۱) جس طواف کے بعد سعی ہے اضطباع اسی میں ہے۔ جس طواف کے بعد سعی نہیں اس میں اضطباع نہیں۔

(۲۲) صفا پہ اتنا چڑھیے کہ کعبہ معظّمہ نظر آجائے۔ زیادہ اوپر تک چڑھنا خلاف سنت ہے۔ بعض حضرات صفا پہ کھڑے ہوکر کعبہ شریف کی طرف ہتھیلیاں کرتے ہیں۔ بعض ہاتھ لہراتے ہیں یہ سب خلاف سنت ہیں۔ یہاں بھی دعا کی طرح ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا کر کعبہ شریف کی جانب رخ کرکے دیر تک دعا مانگیں۔

(۲۳) ''میلین اخضرین'' کے درمیان دوڑنے میں تہذیب وشائستگی کا مظاہرہ کریں بے تحاشہ نہ دوڑیں۔

(۲۴) ''مروہ'' پہ بھی بعض حضرات دور اوپر تک چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ ان کی نقل نہ کریں بلکہ سنت کے مطابق معمولی اونچائی پہ چڑھیں۔ بلکہ جہاں سے چک ماربل شروع ہوتے ہیں اس کے قریب کھڑے ہونے سے مروہ پہ چڑھنا ہوگیا۔ عمارات بن جانے کے سبب اب یہاں سے کعبہ شریف تو نظر نہیں آتا تاہم آپ کعبہ شریف کی طرف رخ کرکے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے ہوئے دیر تک دعا میں مشغول رہیں۔

(۲۵) بعض حضرات عرفات میں ''جبل رحمت'' پہ چڑھ جاتے ہیں اور وہاں سے کھڑے ہوکر رومال ہلاتے رہتے ہیں یہ درست طریقہ نہیں۔

(۲۶) حج میں ہر مقام کے لیے الگ الگ دعائیں ہیں۔ اگر آپ انہیں یاد کرکے

درست پڑھ سکیں تو سبحان اللہ! اگر وہ دعائیں یاد نہ ہوسکیں تو ہر مقام اور ہر چکر پہ درود غوثیہ کا ورد کریں اور یہ دعائے جامع پڑھیں۔

درود غوثیہ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَ الْکَرَمِ وَ اٰلِہِ الْکِرَامِ وَ صَحْبِہِ الْعِظَامِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن

دعائے جامع: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّ نْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰ خِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارْ۔

(۲۷) ہر مقام پہ دعا مانگنے میں اس بات کا اہتمام کریں کہ دعا سے پہلے اور دعا کے بعد درود شریف کا ورد کریں۔

امام ترمذی کی روایت ہے کہ ''ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آئے انہوں نے نماز ادا کی اور یوں دعا مانگی، اے اللہ تعالیٰ! میری مغفرت فرما دے۔ مجھ پہ رحم فرما۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے نمازی! تم نے بہت عجلت سے کام لیا۔ جب تم نماز پڑھ لو تو بیٹھو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرو اور ''صَلِّ علیَّ'' اور مجھ پہ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرو پھر دعا کرو۔ پھر دوسرے شخص آئے انہوں نے بھی نماز ادا فرمائی۔ نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پڑھا۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی! اب دعا مانگو مقبول بارگاہ خداوندی ہوگی۔'' یقیناً درود شریف ہماری دعاؤں کی قبولیت کا تعویذ ہے۔

مدینہ منورہ کی حاضری:

اب کاروان شوق اور قافلۂ محبت اس مقدس دیار کی جانب کوچ کرنے کے لیے تیار ہے جس کی خاک رہگذر بھی عقیدتوں کی کہکشاں ہے۔ اب انداز جنوں خیز کو دیوانگی کی حدوں سے باہر نکلنے اور فرزانگی کی دہلیز پہ قدم رکھنے کا حکم دیں کہ یہ محبوب خدا کی بارگاہ ناز ہے۔ جہاں سید الملائکہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام دست بستہ حاضر رہا کرتے تھے۔ جہاں فرشتوں کا قافلہ صبح و شام جاروب کشی کے لیے حاضر رہتا ہے۔ یہ وہ حریم ناز ہے جہاں سے شفاعت کا مژدہ اور مغفرت کی تسکین ملتی ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت خوش بخت مسلمان کی تو دیرینہ تمنا اور آرزو ہے۔ یہی حاضری تو ایمان کی جان اور روح کا قرار ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب اور ضروری ہوگئی۔'' (دار قطنی، بیہقی) ایک مقام پہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ ''جس سے ہو سکے کہ وہ مدینہ میں مرے تو وہ مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں وفات پائے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔'' (طبرانی کبیر) ایک دوسرے مقام پہ یوں ارشاد نبوی علیہ التحیۃ والثنا ہے: ''جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہی ہے جیسے میری حیات ظاہری میں زیارت کی۔'' (دار قطنی، طبرانی) ایک مقام پہ سخت لب و لہجے میں فرمایا: ''جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔''

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پہ حاضری اور اس کی زیارت واجب کے قریب ہے۔ حکم شرعی یہ ہے کہ روضۂ اقدس پہ حاضری میں خالص زیارت اقدس کی نیت کرے۔ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ مسجد شریف کی نیت بھی شامل نہ کرے۔ اگر آپ پہ حج فرض ہے تو حج کے ارکان ادا کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوں۔ اگر مدینہ راستے میں ہو تو بغیر زیارت روضۂ اقدس حج کے لیے جانا سخت محرومی اور قساوت قلبی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری کو قبول حج اور دارین کی سعادتوں کا وسیلہ تصور کرے۔ اگر آپ نفل حج کے ارادے سے گئے ہیں۔ آپ چاہیں تو پہلے حج کے ارکان ادا کر لیں اور مکمل صاف ستھرے ہو جائیں پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پہ حاضری کی سعادتیں حاصل کریں یا پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پہ حاضری کی سعادتیں حاصل کریں اور حج کرنے سے قبل حج کی مقبولیت کا وسیلہ اس حاضری کو بنائیں پھر حج کے ارکان ادا کریں۔

زائر کے لیے ضروری ہے کہ حاضر بارگاہ نبوی علیہ التحیۃ والثنا ہونے سے پہلے مسواک

کرے، غسل کرے، سرمہ لگائے، اگر ممکن ہوتو نیا لباس زیب تن کرے، خوشبو لگائے، پھر ادب واحترام کی تصویر بن کر سلطان کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے روانہ ہو۔ حرم نبوی علیہ التحیۃ والثنا میں داخل ہونے کے لیے بہت سارے دروازے ہیں۔ انہی میں ایک دروازہ باب جبرئیل سے موسوم ہے۔ ان کی اقتدا و پیروی میں کم ازکم پہلی حاضری کے لیے باب جبرئیل کا انتخاب کرے نہایت ادب واحترام کے ساتھ نگاہیں جھکائے ہوئے روضۂ اقدس کی جالی شریف کے قریب پہنچیں۔ دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہوں۔ فقہاء نے فقہ کی معروف کتابوں مثلاً لباب، شرح لباب، اختیار شرح مختار، فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں بارگاہ نبوی علیہ التحیۃ والثنا کی حاضری کے آداب کی تصریح فرماتے ہوئے لکھا ہے ''كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلٰوةِ'' یعنی حضور ﷺ کی بارگاہ ناز میں اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے۔ لباب میں مزید وضاحت کے ساتھ ہے ''وَاضِعاً يَمِينَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ'' یعنی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دینے والا حاضر ہوتو دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پہ رکھ کر کھڑا ہو۔

دل سلطان کائنات ﷺ کی عظمت وتوقیر سے لرزہ براندام ہو۔ پورا وجود غلامی کی تصویر بنا ہوا ہوتو درود وسلام کا نذرانہ پیش کرلے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیران کی اطاعت میں ہے لیکن روضۂ انور کا طواف نہ کریں، نہ سجدہ کریں اور نہ اتنا جھکیں کہ حد رکوع میں داخل ہو جائے۔ جالی شریف میں تین دائرے ہیں۔ پہلا دائرہ سرکار دوعالم ﷺ کا مواجہہ شریف ہے یعنی یہ دائرہ سرکار دوعالم ﷺ کے رخ اقدس کے مقابل ہے۔ پھر اس سے ذرا ہٹ کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مواجہہ شریف ہے وہاں سلام پیش کرے پھر اس سے ذرا ہٹ کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مواجہہ شریف ہے وہاں سلام پیش کرے۔ اس کے بعد سرکار دوعالم ﷺ کے مواجہہ شریف کے قریب آکر درود وسلام پیش کرے اس کے بعد توبہ واستغفار کر کے شفاعت کی درخواست پیش کرے۔ اس کے علاوہ اور بھی جو گزارشات ہوں وہ اپنے آقا ومولا کی بارگاہ میں پیش کرے۔ زائر کے لیے

ضروری ہے کہ وہ ہر وقت یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ وقت اپنی تربت شریف میں حیات حقیقی وجسمانی کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ وہ ہمارے صلوٰۃ وسلام سن رہے ہیں اور ہماری ایک ایک نقل وحرکت پہ بھی نظر ہے۔امام محمد بن حاج مکی اپنی کتاب مدخل میں اورامام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں، دیگر ائمۂ دین نے اپنی اپنی تصانیف میں فرمایا ہے ''لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِه وَحَيَاتِه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فِيْ مُشَاهِدَةِ لِاُمَّتِه وَمَعْرِفَةِ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذٰلِكَ عِنْدَهٗ جَلِيٌّ لَا خِفَاءَ بِه'' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی امتوں کو دیکھ رہے ہیں ان کی حالتوں، ان کی نیتوں، ان کے ارادوں اوران کے دلوں کے خیالات تک پہچانتے ہیں۔ یہ سب حضور پہ اس طرح روشن ہیں جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

امام محقق ابن ہمام منسک متوسط میں اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک میں رقمطراز ہیں۔''اَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ عَالِمٌ بِحُضُوْرِكَ وَقِيَامِكَ وَسَلَامِكَ اَیْ بَلْ بِجَمِيْعِ اَفْعَالِكَ وَاَحْوَالِكَ وَاِرْتِحَالِكَ وَمَقَامِكَ'' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری حاضری تمہارے کھڑے ہونے، تمہارے سلام بلکہ تمہارے تمام احوال و افعال کوچ اورجائے قیام سے باخبر ہیں۔ روضۂ اطہر کے قریب اول تو کسی سے گفتگو نہ کرے اور ناگزیر حالات میں کرے بھی تو نہایت آہستہ اور درود وسلام پیش کرنے میں بھی اس حزم و احتیاط کالحاظ و پاس رکھے اس لیے کہ بارگاہ نبوی علیہ التحیۃ والثناء میں بلند آواز سے بولنے پر پابندی اورسزا میں اعمال کے ملیامیٹ ہوجانے کا خطرہ ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی جالی شریف کو ہرگز ہرگز چھونے یا بوسہ دینے کی جسارت نہ کریں اور یہ اس لیے نہیں کہ معاذ اللہ! چھونا یا بوسہ دینا شرک اور بدعت ہے بلکہ اس احساس ندامت کے تحت کہ یہ گنہگار ہاتھ گناہ کی نجاستوں کے سبب اس لائق کہاں کہ اس پاک ومقدس جالی کو چھوئیں یا بوسہ دیں۔

زائرین کو چاہئے کہ دوران قیام مدینہ امینہ مسجد نبوی علیہ التحیۃ الثناء اور روضۂ اقدس پر

کثرت سے حاضری دیں اور درود وسلام کثرت سے پڑھیں۔ نوافل کا خوب اہتمام کریں کہ مسجد نبوی علیہ التحیۃ والثناء میں ادا کی جانے والی ہر نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ روزوں کے لیے موقعہ ہو تو وہ بھی رکھ لیں کہ یہاں کے ایک روزے کا ثواب پچاس ہزار روزوں کے برابر ہے۔ یوں تو مسجد نبوی علیہ التحیۃ والثناء کا ہر گوشہ برکات آثار ہے۔ لیکن بعض حصے کچھ ایسی خصوصیات کے حامل ہیں کہ ان کی عظمتوں پر دل وجان قربان ہیں۔

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے منبر اور قبر شریف کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ اس لیے نوافل کی ادائیگی کے لیے اس حصے کا انتخاب کریں جسے ''روضۃ الجنۃ'' کہتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ نوافل ان حصوں میں ادا کریں۔ ترک سلاطین کے عہد حکومت میں مسجد نبوی علیہ التحیۃ والثناء کی تعمیر میں ستونوں پر ان کی خصوصیات تحریر کر دی گئی ہیں۔ مثلاً ایک ستون ہے جس پر ستون عائشہ تحریر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ستون کے قریب ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نماز تہجد ادا فرماتی تھیں۔ ایک ستون حضرت ابولبابہ سے موسوم ہے۔ یعنی وہ ستون ہے جس سے حضرت سیدنا ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باندھے گئے اور اسی مقام پر ان کی توبہ کو شرف قبول حاصل ہوا۔ اس طرح بہت سارے ستونوں کی عبارتیں ان کی تاریخی شہادتیں پیش کر رہی ہیں۔ ان مقامات پر نوافل کی ادائیگی میں ایک خاص روحانی کیفیت اور لذت کا احساس ذوق ایمانی کو حاصل ہوتا ہے پھر ان مقامات سے منسوب شخصیات کے ساتھ نسبت ووابستگی کا شرف وافتخار بھی حاصل ہوتا ہے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران جنت البقیع میں کثرت سے حاضری کی سعادتیں حاصل کریں۔ یہیں حضرت سیدنا عثمان غنی، ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ، خاتون جنت حضرت سیدتنا فاطمہ، نواسۂ رسول حضرت سیدنا حسن، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا امام مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آسودۂ خاک ہیں۔ اسی پاک سرزمین پر بہت سارے اصحاب کرام اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہیتے اور لاڈلے مدفون ہیں۔ پہلے تمام مزارات پر قبے

اور نشانات تھے۔لیکن موجودہ سعودی حکومت نے انہیں مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ اب پتا نہیں چلتا کہ کہاں مزارات تھے کہاں نہیں ۔اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اندر داخل ہونے کی بجائے باہر ہی سے فاتحہ خوانی اور زیارت کی سعادتیں حاصل کر لیں۔

حج کی بعض اصطلاحات ومقامات کی وضاحت:

میقات: اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حاجی کے لیے بغیر احرام باندھے آگے بڑھنا جائز نہیں ہندستانی حجاج کرام کے لیے میقات یلملم ہے جو کامران سے آگے اور جدہ سے دو تین منزل پہلے ہے۔

احرام: بن سلی سفید تہبند اور سفید چادر۔

طواف: خانۂ کعبہ کے اردگرد چکر لگانا۔

رمل: طواف کے پہلے تین چکروں میں بہادروں کی طرح شانہ ہلاتے ہوئے جلد جلد چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے چلنا۔

اضطباع: احرام کی چادر داہنی بغل سے نکال کر دونوں پلوؤں کو بائیں مونڈھے پر ڈالنا کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے۔

رکن اسود: خانۂ کعبہ کے اس گوشے کو کہتے ہیں جہاں حجر اسود نام کا پتھر نصب ہے۔

مستجاب: خانۂ کعبہ کی جنوبی دیوار جو رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان ہے۔

مطاف: خانۂ کعبہ کے اردگرد جس میں طواف کیا جاتا ہے۔

حطیم: خانۂ کعبہ کی شمالی دیوار کے باہر چھوٹے سے دائرے میں ایک مقام ہے جسے گھیر دیا گیا ہے۔

استلام: حجر اسود کو بوسہ دینا، ہاتھ یا کسی لکڑی سے چھو کر ہاتھ یا لکڑی چومنا۔

حلق: بال منڈوانا۔

قصر: بال ترشوانا۔

مقام ابراہیم: خانۂ کعبہ کے دروازے کے سامنے شیشے کے فریم میں ایک پتھر ہے جس پہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدموں کے گہرے نشانات ہیں۔

میلین اخضرین: صفا ومروہ نام کی دو مقدس پہاڑیوں کے درمیان دو سبز پتھر نصب تھے اب ان مقامات پہ سبز روشنی (GREEN LIGHT) کا انتظام ہے انہیں میلین اخضرین کہتے ہیں۔

منیٰ: مکہ مکرمہ سے ۸ رکلومیٹر کی دوری پر پہاڑوں سے گھرا ہوا ایک میدانی خطہ۔

جمرات: منیٰ کے آخری حصے میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پتھر سے بنے ہوئے تین ستون ہیں۔

رمی: جمرات پہ کنکریاں مارنا۔

عرفات: منیٰ سے تقریباً ۱۶ رکلومیٹر کے فاصلے پر ایک وسیع وعریض مقدس میدان۔

مسجد نمرہ: عرفات میں واقع مسجد۔

جبل رحمت: عرفات میں واقع ایک پہاڑ۔

مزدلفہ: عرفات سے ۹ رکلومیٹر کی دوری پر واقع ایک میدانی علاقہ۔

وادی محسر: مزدلفہ سے ملا ہوا ایک مقام جہاں سے تیزی کے ساتھ گزرنے کا حکم ہے حاجی وہاں ٹھہرے نہیں۔

بطن عرنہ: عرفات کے قریب مسجد نمرہ سے متصل ایک جنگل جہاں رکنا درست نہیں اور وقوف بھی کرنے کا حکم نہیں۔

تلبیہ: لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

ملتزم: خانۂ کعبہ کے دروازے اور رکن اسود کے درمیان کی دیوار۔

رکن یمانی: یہ یمن کی جانب مغربی گوشہ ہے۔

مسجد خیف: منیٰ میں واقع مسجد۔

مختلف مقامات کی دعائیں:

نیت کے کلمات: مفرد نیت یوں کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ مُخْلِصاً لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

متمتع عمرے کی نیت یوں کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا مُخْلِصاً لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

متمتع حج کے لیے مفرد کی طرح نیت کرے:

قارن نیت یوں کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْ ھُمَا لِیْ وَ تَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھِمَا مُخْلِصاً لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

طواف کی نیت: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

سعی کی نیت: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعِیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

حج بدل کرنے والا نیت میں ہر مقام پہ مِنِّیْ کی جگہ پر مِنْ کے بعد اس کا نام لے جس کی طرف سے وہ حج بدل کر رہا ہے۔

ہدایت: نیت دل کے ارادے کا نام ہے تاہم زبان سے نیت کے الفاظ کہہ دیے جائیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ نیت کے الفاظ عربی زبان میں کہے جائیں آپ اپنی زبان میں بھی نیت کے الفاظ کہہ سکتے ہیں۔ عربی میں نیت کریں تو ضروری ہے کہ نیت کے کلمات کا مفہوم ذہن میں رہے۔

حج کی نیت کر لینے کے بعد پہلی مرتبہ تلبیہ کہنے کے بعد کی دعا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِ النَّارْ۔

اولین داخلے کے وقت جب مکہ مکرمہ پر نظر پڑے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَاً

رَاَوَّ ارۡزُقۡنِیۡ فِیۡهَا رِزۡقاً حَلَالاً۔
دخول مکہ کی دعا: اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ وَ اَنَا عَبۡدُكَ وَالۡبَلَدُ بَلَدُكَ جِئۡتُكَ هَارِباً مِنۡكَ اِلَيۡكَ لَاُ وَدِّیَ فَرِ آئِضَكَ وَ اَطۡلُبُ رَحۡمَتَكَ وَاَلۡتَمِسُ رِضۡوَانَكَ اَسۡئَلُكَ مَسۡئَلَةَ الۡمُضۡطَرِّ يۡنَ اِلَيۡكَ الۡخَائِفِيۡنَ عُقُوۡ بَتَكَ اَسۡئَلُكَ اَنۡ تَقَبَّلَنِیۡ الۡيَوۡمَ بِعَفۡوِكَ وَ تُدۡ خِلَنِیۡ فِیۡ رَحۡمَتِكَ وَتَجَاوَزۡ عَنِّیۡ بِمَغۡفِرَتِكَ وَتُعِيۡنَنِیۡ عَلٰى اَدَآءِ فَرَآئِضِكَ اَللّٰهُمَّ نَجِّنِیۡ مِنۡ عَذَابِكَ اِفۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ وَادۡخِلۡنِیۡ فِيۡهَا وَاَعِذۡنِیۡ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ۔
مدعیٰ پہنچے تو یہ دعا پڑھے: رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ خَيۡرِ مَا سَئَلَكَ مِنۡهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَ اَعُوۡ ذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَا اسۡتَعَاذَ كَ مِنۡهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ۔
اس میں یہ دعا بھی شامل کرلے: اَللّٰهُمَّ اِيۡمَاناً بِكَ وَ تَصۡدِيۡقاً بِكِتَابِكَ وَوَفَآءً بِعَهۡدِكَ وَاِتِّبَاعاً لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا وَ مَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ زِدۡ بَيۡتِكَ هٰذَا تَعۡظِيۡماً وَّ تَشۡرِيۡفاً وَمَهَابَةً وَّ زِدۡ مِنۡ تَعۡظِيۡمِه وَتَشۡرِيۡفِه مَنۡ حَجَّهٗ وَاعۡتَمَرَهٗ تَعۡظِيۡماً وَّتَشۡرِيۡفاً وَّ مَهَابَةً۔
نیز یہ دعا کم از کم تین مرتبہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَيۡتُكَ وَاَنَا عَبۡدُكَ اسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِيَةَ فِی الدِّيۡنِ وَالدُّنۡيَا وَالۡاٰ خِرَةِ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِاُسۡتَاذِیۡ وَلِشَيۡخِیۡ وَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ۔
مسجد الحرام میں باب السلام سے داخل ہونے کے وقت یہ دعا پڑھے: اَعُوۡذُبِاللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ وَبِوَ جۡهِه الۡكَرِيۡمِ وَسُلۡطَانِه الۡقَدِيۡمِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُلِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزۡوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِیۡ ذُنُوۡ بِیۡ

وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

نیز یہ بھی شامل کرلیں: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَ اَحَرَمُكَ وَمَوْضِعُ اَمْنِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَبَشَرِیْ وَدَمِیْ وَمُخِّیْ وَعِظَامِیْ عَلَی النَّارِ۔

کعبہ معظّمہ پہ نظر پڑے تو تین مرتبہ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ اس کے بعد درود شریف پھر یہ دعا پڑھے: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

حجر اسود کے قریب پہنچ کر یہ دعا پڑھے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔

استلام سے پہلے یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

استلام کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَطَهِّرْ لِیْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَعَافِنِیْ فِیْ مَنْ عَافَيْتَ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمُرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ۔

ملتزم کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ هٰذَ الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَالْحَرَمُ حَرَمُكَ وَالْاَمْنُ اَمْنُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِبِكَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ بِخَيْرٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔

رکن عراقی کے سامنے پہنچے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرۡكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوۡءِ الۡاَخۡلَاقِ وَ الۡمُنۡقَلَبِ فِی الۡمَالِ وَالۡاَهۡلِ وَالۡوَالِدِ۔

میزاب رحمت کے سامنے یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡهُ حَجًّا مَبۡرُوۡرًا وَّسَعۡیًا مَشۡكُوۡرًا وَّذَنۡبًا مَغۡفُوۡرًا وَّ تِجَارَةً لَنۡ تَبُوۡرَ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ اَخۡرِجۡنِیۡ مِنَ الظُّلُمٰتِ۔

رکن یمانی کے پاس آئے تو اسے دونوں ہاتھوں سے یا داہنے ہاتھ سے چھوئے چاہے تو بوسہ بھی دے دے اور یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ فِی الدِّیۡنِ وَالدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ۔

مستجاب پہ بھی یہی دعا پڑھے:

مقام ابراہیم پہ دو رکعت نماز طواف پڑھ کر یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعۡلَمُ سِرِّیۡ وَعَلَانِیَتِیۡ فَاقۡبَلۡ مَعۡذِرَتِیۡ وَتَعۡلَمُ حَاجَتِیۡ فَاَعۡطِیۡنِیۡ سُئُوۡلِیۡ وَتَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ اِیۡمَانًا یُبَاشِرُ قَلۡبِیۡ وَیَقِیۡنًا صَادِقًا اَعۡلَمُ اِنَّهٗ لَا یُصِیۡبُنِیۡ اِلَّا مَا كَتَبۡتَ لِیۡ وَرِضًی مِنَ الۡمَعِیۡشَةِ بِمَا قَسَمۡتَ لِیۡ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ۔

زم زم پینے کے وقت کی دعا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ عِلۡمًا نَافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَّشِفَآءً مِنۡ كُلِّ دَآءٍ۔

صفا کی سیڑھی پہ چڑھنے سے پہلے یہ دعا پڑھے: اَبۡدَءُ بِمَا بَدَاءَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ اَوِعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡهِ اَنۡ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیۡمٌ۔

منیٰ دکھائی دے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ هٰذَا فَامۡنُنۡ عَلَیَّ بِمَا مَنَنۡتَ بِهٖ عَلٰی اَوۡلِیَآءِكَ۔

مزدلفہ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ هٰذَا جَمۡعٌ نَسۡئَلُكَ

اَلْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے جب جب وادی محصر پہنچے تو وہاں رکے نہیں بلکہ بہت تیزی کے ساتھ یہ دعا پڑھتا ہوا نکل جائے: اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔

رمی جمار کرتے وقت یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ رِضًا لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا۔

حلق یا قصر کراتے وقت کی دعا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

نیز یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا وَقَضٰى عَنَّا نُسُكَنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ فَاجْعَلْ لِيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَامْحُ عَنِّيْ بِهَا سَيِّئَةً وَارْفَعْ لِيْ بِهَا دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ الْعَالِيَةِ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ نَفْسِيْ وَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ۔ اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْرُوْفِكَ وَيَرْجُوْا رَحْمَتَكَ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا هَدَيْتَنَا لِهٰذَا فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَارْزُقْنِيْ الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

يَا يَمِيْنَ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا اُوَدِّعُكَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ لِتَشْهَدَ لِيْ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَوْمَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ عَلٰى ذٰلِكَ وَاُشْهِدُ مَلٰئِكَتَكَ الْكِرَامِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

چند مقدس زیارت گاہیں

جبل احد: مسجد نبوی شریف سے اس کا فاصلہ چار کلومیٹر ہے۔ اسے دیکھ کر آقائے کونین ﷺ نے فرمایا یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے۔ ایک مرتبہ سرور کائنات ﷺ سیدنا صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اس پہ تشریف فرما تھے کہ یہ ہلنے لگا۔ آقا نے ایک ٹھوکر ماری اور ارشاد فرمایا پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق دو شہید ہیں فوراً پہاڑ تھم گیا۔

جبل الرماد: یہ جبل احد سے ۸۱۵ میٹر کے فاصلے پہ واقع ہے اور شہدائے احد کے مزارات سے اس کا فاصلہ ۸۷ میٹر ہے۔ اس پہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں ۵۰ تیر انداز صحابۂ کرام کی صف بندی فرمائی اس ہدایت کے ساتھ کہ دشمن سواروں کو پیچھے سے حملہ آور ہونے سے روکنا اور ہماری حفاظت کرنا۔ جنگ کے نتائج جو بھی ہو تمہیں یہاں سے نہیں کھسکنا ہے۔ مشرکین کو جب ناکامی ہوئی تو اکثر صحابہ کو خیال ہوا کہ اب جنگ ختم ہوگئی لہٰذا وہ مال غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مشرکین نے پیچھے سے حملہ کر دیا جس کے سبب بہت سارے اصحاب کرام شہید ہو گئے۔ اس پہاڑی کے مشرقی دامن میں وحشی کافر نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

جبل احد کے دامن میں حضرت علی رسول اللہ ﷺ کو لے کر آئے یہاں پہاڑ کا ایک

بہت بڑا ٹکڑا لڑھک کے نیچے آیا تا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر سایہ فگن ہو سکے۔ جب وہ ٹکڑا تیزی سے نیچے کی طرف آ رہا تھا تو حضرت علی نے اپنے پنجے سے اسے روک لیا۔ حضرت علی کے پنجے کا نشان اس پہ موجود ہے۔ لیکن نجدی حکومت نے اس پر سمنٹ پوت ڈالی العیاذ باللہ دشمنوں نے وہاں پہنچ کر آپ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو احد کا دوسرا حصہ درمیان سے شق ہو گیا اور آواز آئی سرکار یہاں تشریف لے آئیں۔ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے جلو میں وہاں تشریف فرما ہوئے۔

بیئر عثمان: مسجد نبوی شریف سے ۳ کلومیٹر کی دوری پر ہے مسجد قبلتین سے (۱) کلومیٹر کے فاصلے پر وادی عتیق کے کنارے واقع ہے۔ ہجرت کے بعد جب آقائے کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جاں نثار صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو یہاں شیریں پانی کے لیے یہی ایک کنواں تھا جو ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ یہودی اس کا پانی گراں قیمت پر فروخت کرتا تھا۔ مسلمانوں کی پریشانی کا احساس فرماتے ہوئے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی سے اس کا سودا کر لیا۔ لیکن قیمت کی فراہمی ایک مسئلہ تھا۔ آقائے کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بیئر رومہ خریدے گا اسے جنت میں بہترین انعام سے سرفراز کیا جائے گا۔ پھر کیا تھا حضرت عثمان غنی کی سخاوت نے پیش قدمی کرتے ہوئے آقا کی بارگاہ میں اس کی قیمت پیش کر کے نصف کنواں مسلمانوں کے لیے خرید کر وقف کر دیا۔ معاہدہ یہ طے پایا کہ ایک دن اس سے یہودی پانی بھریں گے ایک دن مسلمان۔ چنانچہ اس معاہدے کے تحت عمل ہوتا رہا۔ مسلمان اپنی باری کے دن میں دونوں دنوں کے پانی بھر لیتے یہودی کو اپنے کاروبار میں نقصان نظر آیا تو آقائے کائنات نے آدھے حصے کا بھی سودا فرما لیا اور قیمت حضرت عثمان نے ادا فرما کر کنویں کے عوض دو مرتبہ جنت خریدنے کی سعادت حاصل کر لی۔ اسی نسبت سے بیئر رومہ بیئر عثمان سے موسوم ہو گیا۔ یہیں پر حضرت عثمان کا بہت بڑا باغ ہے جس میں کھجوروں کے بہت سارے درخت لگے ہوئے ہیں جن کی آبیاری اسی کنویں کے پانی سے آج بھی جاری ہے۔

وادی عقیق: یہ بہت لمبی وادی طائف سے شروع ہو کر مدینہ منورہ سے گزر کر وادی

بطحان اور وادی قناۃ میں مل جاتی ہے۔ یہ وادی شیریں چشمے نرم وخنک آب وہوا اور زرخیز مٹی کے سبب بہت اہم تصور کی جاتی ہے۔قرن اول میں بہت سارے صحابہ کے مکانات و باغات یہاں تھے۔ یہ وادی اپنے آپ میں بہت مقدس ہے اس کے تقدس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آقائے کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے میرے پروردگار نے اس مقدس وادی میں نماز ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ بیئرغرس یہیں ہے جس میں ایک ساحرہ نے جادو کر کے سوئی ڈالی تھی۔ وادی بطحان یہ وہ مقام ہے جہاں کی مٹی خاک شفا کہلاتی ہے سرکار سلمان فارسی کا باغ بھی یہیں ہے۔

جبل سلع : اسے غار سجدہ بھی کہتے ہیں یہی وہ مقدس پہاڑ ہے جب حضرت جبرئیل نے سرکار دوعالم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کی امت کو بھی دوزخ میں دیکھا ہے تو امت کے غم میں آپ زاروقطار رونے لگے اور مدینہ منورہ کی آبادی سے باہر نکل کر اسی غار میں تین دنوں تک سجدے میں پڑے رہے اور اپنی امت کے لیے جہنم سے آزادی کی درخواست گزارتے رہے صحابہ آپ کو غیر حاضر پاکر آپ کی تلاش میں نکل پڑے جب اس پہاڑ کے قریب پہنچے تو ایک چرواہے نے کسی کے رونے کی اطلاع دی صحابہ کرام کو سمجھنے میں دیر نہ لگی اور پوری جماعت نے اپنے رسول رحمت کے قدموں میں حاضری دے کر مدینہ شریف چلنے کی درخواست گزاری مگر رسول کونین ﷺ مسلسل امت کے غم میں آنسو بہاتے رہے صحابہ کے ہزار اصرار کے باوجود سرکار دوعالم ﷺ نے سجدے سے سر نہ اٹھایا۔آخر مجبور ہوکر صحابہ کرام مدینہ واپس چلے گئے اور آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صورت حال کی جانکاری دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خود بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر عرض کرتی ہیں یارسول اللہ ﷺ! اب تو سجدے سے سر اٹھایئے نبی رحمت نے غمناک آنکھوں کے ساتھ سجدے سے سر اٹھایا اور مدینہ شریف واپس ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مکان : اب یہ مسجد جابر کے نام سے موسوم ہے۔اسی مکان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق کے موقع پر نبی ﷺ اور آپ کے

اصحاب کی دعوت فرمائی تھی ایک سیر جو کا آٹا اور ایک چھوٹی سی بکری کے گوشت سے تقریباً ایک ہزار صحابہ نے شکم سیر ہوکر کھانا کھایا اور سب کے کھا لینے کے بعد بھی کچھ روٹیاں اور سالن بچ گئے۔

مسجد غمامہ: ایک سال مدینہ منورہ میں سخت گرمی کے سبب قحط پڑا۔ جانور چرند اور پرند ہلاک ہونے لگے تو جمعہ کے دن عین خطبے کے وقت جب آقائے کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر شریف پہ رونق افروز تھے تو ایک صحابی رسول نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! بارش نہ ہونے کے سبب ہم لوگ ہلاک ہو گئے۔ نبی رحمت نے فوراً دعا کے لیے دست رحمت بلند کیا اور دست اقدس دعاء کے لیے اٹھے اور باب اجابت سے شرف قبول ملا اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور مسلسل ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی مدینہ شریف کی پوری آبادی بارش کے سبب جل تھل ہوگئی پھر دوسرے جمعہ کو خطبے کے دوران وہی صحابی رسول کھڑے ہوکر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! بارش کی کثرت سے ہم ہلاک ہوئے آقائے رحمت نے پھر دست کرم بلند کیا اور فوراً بارش تھم گئی اسی دن سے اس مسجد کا نام مسجد غمامہ ہوگیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ ظاہری شریف میں اسی مسجد میں نماز عیدین ادا کی جاتی تھی۔ عید کے دن جس یتیم بچے کو آقائے کائنات نے سینے سے لگایا، دست شفقت پھیرا گھر لائے نہلایا نئے کپڑے عطا فرمائے عطر و عنبر میں بسا کر اپنے ہمراہ عیدگاہ لے کر گئے، یہ واقعہ اسی مسجد غمامہ سے متعلق ہے جہاں بیچ راستے میں یتیم بچہ دوسرے بچوں کو نئے کپڑوں میں ملبوس دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

مسجد اجابہ: یہ جنت البقیع سے ۳۸۵ میٹر دور شارع فیصل کے کنارے واقع ہے۔ یہ مسجد مسجد بنو معاویہ کے نام سے جانی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ آقائے کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے جاں نثار اصحاب کرام کے ساتھ گزر رہے تھے تو اس میں دو رکعتیں نماز ادا فرمائی تھیں بعد نماز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگی تھیں۔ پہلی دعا یہ کہ میری امت قحط سالی کی وجہ سے تباہ نہ ہو، دوسری دعا میری امت غرق ہوکر تباہ نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمالیں لیکن جب آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیسری دعا فرمائی کہ میری امت لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے تو پروردگار کی جانب سے یہ حکم صادر ہوا کہ اے میرے محبوب!

یہ دعا نہ مانگیں۔ دعاؤں کی قبولیت کے سبب اس مسجد کا نام مسجد اجابہ قرار پایا۔

مسجد ابوذر غفاری: مسجد نبوی شریف سے اس کی مسافت ۹۰۰ میٹر ہے۔ جانب شمال واقع ہے اس کا تاریخی نام مسجد سجدہ ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المال کے ایک باغ میں تشریف لے گئے وضو فرمایا اور دو رکعتیں نماز ادا فرمائیں اور ایک طویل سجدہ فرمایا سجدۂ طویل سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ دنیا سے تشریف تو نہیں لے گئے۔ جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا تو فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے اتنا لمبا سجدہ فرمایا کہ میں ڈر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس تو نہیں بلا لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر آئے کہ اے اللہ کے نبی! جو آپ پر درود وسلام بھیجے گا پروردگار اس پر رحمتیں نازل فرمائے گا اپنے رب کے اس فرمان مقدس پہ میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

اس کے علاوہ مسجد بلال، مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد علی، مسجد شمس، مسجد بخاری بھی وہاں کی اہم زیارت گاہوں میں ہیں۔

بئر حساء: یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ہے۔ اس کنویں کے قریب آپ کا بہت بڑا کھجوروں کا باغ تھا جو مسجد نبوی شریف سے قریب تھا۔ شاہ فہد کے زمانے میں جب مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو باغ کے درخت کاٹ دیے گئے اور کنواں اب بھی مسجد نبوی شریف کے تہ خانے میں موجود ہے اور اس کا پانی بھی استعمال میں ہے یہ کنواں باب مجیدی سے پہلے باب ملک فہد گیٹ (۲۱) سے داخل ہوتے وقت چند میٹر کے فاصلے پر بائیں سمت واقع ہے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں اکثر جلوہ فرما ہوتے اور اس کنویں کا پانی نوش فرماتے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ کنواں بہت محبوب تھا لیکن جب آیت قرآنیہ لن تنالو البر حتی تنفقو امما تحبون نازل ہوئی تو انہوں نے یہ کنواں راہ خدا میں صدقہ فرما دیا۔

□□□□□

مکہ مکرمہ کے گمشدہ تبرکات

حضرت علامہ مولانا محمد میاں کامل سہسرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کاروان عقیدت کی پیہم جستجو کے باوجود متاع عشق محبت کا نام ونشان نہیں ملتا۔

جدار طائف، ریاض، دمام، اور مکہ کی صاف ستھری چوڑی کشادہ اور چکنی سڑکوں پر دندناتی ہوئی صبارفتار کاریں، کاروں میں قیمتی قالینوں کے کارپٹ، جدید طرز کے مکان، سربفلک ایرکنڈیشن عمارتیں، عمارتوں کے اندر ٹیلی ویزن، ریفریجریٹر شاندار صوفے، ایرانی قالین اور آسائش وآرام کی تمام جدید چیزیں اس بات کا اعلان کررہی ہیں کہ تیل کی بے اندازہ دولت نے ان عربوں کی زندگی اور رہائش کو بے حد شاہانہ اور شہروں کو بہت ہی ترقی یافتہ بنادیا ہے۔ایک سیاح جب ان سڑکوں سے گذرتا ہے تو کچھ دیر ٹھہر کر یہ ضرور سوچتا ہے کہ یہ ریگستان عرب کا کوئی حصہ ہے یا یورپ کے جدید ترین شہر کا کوئی خطہ!

بے پناہ دولت کے مالک سعودی حکمران جہاں اپنے ملک کی مادی ترقی اور عوام کے طرز معاشرت اور انداز زندگی کو مغربی ممالک کے دوش بدوش اور شانہ بشانہ کرنے کی جدوجہد میں پیہم ومسلسل مصروف عمل ہیں۔ وہیں یہ حکمران موسم حج کی سہولت زائرین کی راحت، اور ہر سال آنے والے حاجیوں کے آرام کے خیال سے بھی غافل نہیں۔اونٹوں کے زمانہ کے سفر اور آج کے سفر میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔آج سفر کی تمام تر سہولتیں محض دولت ہی کی

نہیں بلکہ حکمرانوں کی بھی رہین منت ہیں۔

جدہ میں وسیع ترین مدینۃ الحجاج کی تعمیر کمشنر کی تیز رفتار کارکردگی میٹھے پانی کی فراوانی، سواریوں کی سہولتیں، ہر قسم کی تیز رفتار گاڑیاں، پھر مکہ معظّمہ میں حرم کعبہ کی توسیع جدید انداز کی بے حد خوبصورت اور پر شکوہ تعمیر، سہ منزلہ عمارت، بلند مینار، جابجا قالینوں کے فرش، تیز روشنی کے ان گنت بلب، ہر لمحہ صفائی کا التزام، تقریباً ہر دروازے کے قریب زمین دوز وضوخانے، انہی سے متصل سیکڑوں استنجا خانہ اور بیت الخلاء، صفا اور مروہ کے ربع ربع میل کے طویل راستہ پر کشادہ اور حسین تر ہال کی تعمیر آنے جانے کی الگ الگ راہیں پھر اس میں ضعیف، کمزور اور مجبور حجاج کا جداگانہ راستہ، منٰی اور عرفات تک جانے والے راستے میں متعدد کشادہ سڑکیں قدم قدم پر شفاخانے، بارونق گلیاری قابل دید بازار، اور اس طرح کی دوسری بہت ساری سہولتوں اور حسن انتظام پر سعودی حکومت یقینا لائق تحسین ہے، ہفتوں کا تھکا ہارا مسافر جب اپنے لیے اتنی ساری سہولتوں اور روحرم کی جدید ترین تعمیر کو دیکھتا ہے تو سفر کی کلفتوں کو بھول جاتا ہے۔

زیارت بیت اللہ، طواف کعبہ اور دیگر ارکان زیارت سے شادکام ہونے والے خوش نصیب زائر کی نگاہ چمن زار عقیدت کو تلاش کرتی ہے۔ شام روح خوشبوئے وفا کی جستجو کرتی ہے دل کی دنیا متاع گراں مار کے دیدار کی تمنا کرتی ہے اور جذبۂ عشق یوسف گم گشتہ کا متلاشی ہوتا ہے، نگاہوں کی عقیدتیں اپنے اس انمول سرمائے کو کشادہ سڑکوں پر بارونق بازاروں میں حسین گلیوں میں سر بفلک عمارتوں میں اور ایک ایک مقام پر ڈھونڈتی ہیں لیکن حیف صد حیف کہ تمام تر تلاش ساری جستجو اور غریب الوطن عقیدتوں کی آبلہ پائی کے باوجود وہ متاع گم شدہ، وہ سرمایۂ عقیدت، وہ مرکز احترام جس کا براہ راست تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے تھا، نہیں ملتا۔ جسمانی آرام وآسائش کا اہتما کرنے والی حکومت سے عقیدتیں ہر سال سوال کرتی ہیں اور قیامت کی صبح تک سوال کریں گی کہ آخر وہ متاع عقیدت کہاں گئی۔

وہ سرمایۂ محبت کیا ہوا؟ کیا ہوا ان نایاب تبرکات کا؟ مولدالنبی کہاں گیا، مولد فاطمہ کہاں گیا؟ تبرکات کی دنیا کیسے ختم ہوگئی۔ کہاں غائب ہوگئی، اور کیسے مٹادی گئی؟ مکہ کے بازارو تم بتاؤ، بلند عمارتوں تم کچھ کہو، حرم کی دیوارو تمہیں کوئی نشاندہی کرو، ذمہ دار حکمرانوں تم ہی کچھ بولو عشق وایمان کی امانتوں میں کس نے خیانت کی ہے؟ کس نے کی ہے یہ خیانت؟ لیکن افسوس کہ عقیدتوں کی پکار اور محبتوں کی دریافت پر خاموش مایوسیوں کے سوا کچھ بھی نہیں ملتا۔ جانے والے خوش نصیب حاجیو! اگر ہو سکے تو اس یوسف گم شدہ کو تم بھی تلاش کرنا۔ اور اگر کہیں مل جائے تو تشنہ کامان زیارت کی جانب سے عقیدتوں کی نذر اور محبتوں کا سلام پیش کرنا۔ لیکن پتا بتانے کے باوجود یقین ہے کہ تمہاری تلاش وجستجو بھی کامیاب نہ ہو سکے گی۔

مولدالنبی: وہ مقدس مقام وبابرکت مکان جہاں فخر آدم، تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت طیبہ ہوئی تھی۔ جہاں فرشتے اور سید الملائکہ دست بستہ اولین سلامی کو آئے تھے، جہاں حوران بہشتی خدمات پر مامور کی گئی تھیں۔ جہاں حضرت مریم، آسیہ، وہاجرہ مبارک وسلامت کے لیے آئی تھیں جہاں نبی کریم نے شیر خوارگی کے چند دن گذارے تھے۔ جہاں سے ان کے عہد طفولیت کی بہت ساری یادگاریں وابستہ ہیں جس زمین نے بچپنے کے ننھے ننھے قدم نازک کو چومے جن درودیوار نے ان کے دست کرم کا شرف حاصل کیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ یہ مقدس مکان شعب بنی عامر میں واقع تھا جو حرم شریف سے دوسو قدم کے فاصلے پر واقع ہے تین کمروں پر مشتمل یہ مکان زمین سے ڈیڑھ میٹر کی بلندی پر واقع تھا۔ جس میں چند زینوں پر چڑھ کر اندر داخل ہوا جاتا تھا۔ مکان کے ایک کمرے میں بطور نشان ایک قبہ اور کمرے کے واسط میں ذراسی گہرائی تھی یہی وہ مقام تھا جہاں آفتاب نبوت طلوع ہوا تھا۔ لیکن آج مولد پاک اور اس مقدس زیارت گاہ کے دیدار کے لیے ترستی ہوئی نگاہوں کو مایوسیوں کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اگر کوئی خوش بخت تلاش وجستجو اور رہبری ورہنمائی کے سہارے اس سرزمین تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو گیا تو وہاں کوڑے کرکٹ کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔

مولد فاطمہ: یہ مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تھا یہ وہ مقدس اور باعظمت مکان تھا جس میں نزول وحی کے بعد سب سے پہلے سرکار تشریف لائے تھے اور کمبل اوڑھانے کی فرمائش کی تھی۔ یہیں سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک کمرے میں عبادت فرمایا کرتے تھے۔ یہیں قرآن کی آیتیں نازل ہوتی تھیں۔ یہیں جبریل امیں سلامی کو حاضر ہوا کرتے تھے۔ یہیں سیدہ خاتون جنت پیدا ہوئی تھیں۔ یہیں ایک الماری میں ان کی چکی بطور تبرک کبھی موجود تھی۔ یہی گھر اسلام کی ابتدائی تبلیغ کا مرکز تھا سوسال پہلے کی تاریخ آج بھی پکار کر کہہ رہی ہے کہ محلہ دار الحج کے نشیب میں چار کمروں پر مشتمل خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا بابرکت مکان مرجع خلائق تھا۔ جس کی دیوار پر سنگ مرمر کی لگی تختی پر مندرجہ ذیل عبارت کندہ تھی:

''حضرت فاطمہ زہرا بتول سیدۃ نساء العالمین بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعمیر کا حکم سیدنا مولانا مفروض الطاعت امیر المؤمنین ناصر الدین نے اس کے منافع اور پیداوار کو پہلے اس کے مصالح پر پھر اس مقام نبوی کے مصالح پر حسب رائے متولی ونگرانی کار خالصۃً لوجہ اللہ متصف کیا جو شخص اس میں تغیر وتبدل کرے اس پر خدا کی لعنت اور کرنے والوں کی لعنت قیامت تک ہو۔ سنہ ۶۰۴ھ کتابت۔ (عربی عبارت کا ترجمہ)

اس عظیم تاریخی تبرک کو تلاش کرنے والے مکہ کی ایک ایک گلی میں تلاش کرتے ہیں لیکن اس بابرکت مکان کا ملنا تو کجا کوئی اس کا پتا ونشان بتانے والا نہیں ملتا۔

دار ارقم: یہ محترم مکان حضرت ارقم مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ جو تاریخی روایت کی بنیاد پر کوہ صفا کی بائیں جانب محلہ دار الخیز ران کی ایک گلی میں واقع تھا یہ وہ زیارت گاہ تھی جس میں کفاران مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر سرکار نے اقامت فرمائی تھی۔ یہیں سے اسلام کی خموش تبلیغ کا کام ہوا کرتا تھا یہی وہ زمین تھی جس پر بندگان خدا ظالموں کے شر سے چھپ کر خدائے واحد کا سجدہ کیا کرتے تھے۔

قتل رسول پر آمادہ عمر کو اسی مکان میں دولت ایمان کا لازوال خزانہ ملا تھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور یہیں سے اہل حق کا قافلہ خانہ کعبہ کی زمین پر سجود نیاز کی نذر پیش کرنے گیا تھا، اور ڈنکے کی چوٹ پر نماز باجماعت کی ابتدا ہوئی تھی۔ اس مرکز عقیدت کو دریافت کرنے والوں کی زبان میں کانٹے پڑ جاتے ہیں لیکن کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں ملتا اور حد یہ ہے کہ مکہ کے جغرافیہ تک میں اس مکان کے وجود کا نشان نہیں ملتا۔ حالانکہ تاریخ کے صفحات پکار رہے ہیں کہ دارُ الخیز ران میں حضرت ارقم کا وہ مکان تھا جس کی مشرقی دیوار پر مندرجہ ذیل عبارت کا کتبہ تھا۔

''بسم اللہ۔۔۔۔۔ ان گھروں میں جن کے۔۔۔۔ متعلق خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ بلند کیے جائیں گے ان میں خدا کا نام لیا جائے اور صبح وشام ان میں خدا کی تسبیح پڑھی جائے یہ رسول اللہ کے چھپنے کی جگہ اور خزران کا مکان ہے۔ اسلام کی ابتدا یہیں سے ہوئی اس کی تجدید عمارت کا حکم امین الملک مصلح نے خدا اور رسول کے ثواب حاصل کرنے کے لیے دیا اور خدا نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ (ترجمہ)

قبہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: مکہ کا قبرستان جس کا نام جنۃ المعلیٰ ہے۔ اس کے مشرقی دروازے کے قریب ام المومنین زوجہ سید المرسلین کی قبرانور اور قبرانور پر ایک مختصر لیکن خوبصورت سا قبہ تھا۔ ہم سارے مسلمانوں پر تو اسلام کا احسان ہے لیکن بلاشبہ اسلام پر سیدہ خدیجہ کا احسان ہے یہ وہ طیبہ طاہرہ خاتون تھیں جن کو بیوگی کے باوجود میرے سرکار نے اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمایا تھا۔ نزول وحی کے بعد جنہوں نے سب سے پہلے سرکار کی زیارت فرمائی کمبل اوڑھایا اور تسکین کی باتیں کہیں سب سے پہلے حضور کی رسالت پر ایمان لاکر عورتوں میں اولین اسلامی خاتون کا اعزاز حاصل کیا۔ جن کی بے شمار دولت کی ایک ایک پائی اسلام کے لیے وقف ہوئی اور جن کا سرمایہ آڑے وقتوں پر اسلام کے بے حد کام آیا۔ جن کے شوہر رسول خدا، جن کی صاحبزادی فاطمہ زہرا جن کے داماد شیر خدا جن کے نواسے حسن مجتبیٰ اور حسین شہید کربلا تھے۔ حیف! کہ آج ان کی مقدس قبر کا پتا و نشان نہیں ملتا۔ جنت

المعلیٰ کے مشرقی حصے میں منہدم شدہ قبے کا ڈھیر ملتا ہے۔ توڑ پھوڑ کا مزاج نظر آتا ہے، عظمت وتقدیس کی دھجیاں دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن اس عظیم المرتبت خاتون جن کے تلوؤں کی دھول مل جائے تو گنہ گاروں کی نجات ہو جائے، ان کی قبر کے نشانات نہیں ملتے، اور مشتاق زیارت ترستی ہوئی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کے سائے میں فاتحہ پڑھ کر زخمی جذبات کے ساتھ واپس ہونے پر مجبور ہوتا ہے۔

باب ام ہانی: دنیا جانتی ہے کہ معراج کی رات سید عالم ﷺ حضرت ام ہانی کے گھر تشریف فرما تھے۔ یہیں جبریل امین نے حاضر بارگاہ ہو کر سلام کے بعد دیدار الٰہی یا معراج کا مژدہ سنایا اور چلنے کی درخواست کی، حضور یہاں سے حرم شریف تشریف لائے پھر شق صدر وغیرہ کے بعد حضور ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں حرم کعبہ سے مسجد اقصیٰ کے لیے روانہ ہوئے خانہ ام ہانی سے چل کر جس دروازے کے ذریعہ حضور نے حرم پاک میں قدم رکھا۔ اس دروازے کا نام اسی مناسبت سے باب ام ہانی رکھ دیا گیا۔ تاکہ عقیدت مند نظر جب اس پر پڑے تو واقعہ معراج کی یاد تازہ ہو۔ حضرت ام ہانی کی عظمت وتکریم سے دل معمور ہو۔ اور عقیدت ومحبت کا چمن زار ایک نئی بہار سے ہمکنار ہو، لیکن نیاز مند آنکھیں حرم پاک کے ایک ایک دروازے کو دیکھتی ہیں۔ اس پر لکھی عبارتوں کو بار بار پڑھتی ہیں لیکن کسی دروازے پر باب ام ہانی لکھا نہیں ملتا۔ پیہم تلاش وجستجو اور دریافت کے بعد پتا چلتا ہے کہ وہ دروازہ جس پر باب عبدالعزیز لکھا ہے وہی دراصل کبھی باب ام ہانی تھا۔ اگر انصاف دنیا سے ختم نہیں ہو گیا اور ضمیر مردہ نہیں ہو گیا تو میں پوچھنا چاہتا ہوں اور عوامی عدالت میں استغاثہ پیش کر کے فیصلۂ قلب کرنا چاہتا ہوں کہ ایک زائر کا قدم جب حرم کی سرزمین پر پڑتا ہے تو اس کی نگاہ شوق عشق وایمان کے مرکزوں کو تلاش کرتی ہے اسلاف کی یادگاروں کو ڈھونڈتی ہے یا کسی عبدالعزیز کو؟ کاروان محبت ہر قدم پر اپنے مقدس محبوبوں کی نشانیوں کو تلاش کرتا ہے یا پھر ان کے چہیتوں کی یادگاروں کو اور جب صورت حال یہ ہے تو پھر فیصلہ دیجئے کہ یہ سب کچھ آباء

پرستی کی بدترین بدعت کے سوا کچھ نہیں۔ اس طرح کی اور بہت سی یادگاریں اورنشانیاں ہیں جو تاریخ کے صفحات پر تو ملتی ہیں لیکن مکہ معظّمہ کی سرزمین پر ان کا نام ونشان نہیں ملتا۔

مکہ کے بارونق بازاروں میں دنیا کے ہر ملک کی چیزیں بکتی ہیں۔ ہر قسم کا سامان ملتا ہے، لیکن نہیں ملتا تو مولدالنبی نہیں ملتا۔ اور تہذیب کی چمک تمدن کی روشنی اور دولت کی فراوانی میں یہ یادگاریں اس طرح دبائی گئی ہیں جیسے واقعات کی دنیا میں ان کا کوئی وجود تھا ہی نہیں۔ آج عقیدتوں کی دنیا سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے کہ کیا مولدالنبی کی دیواریں لائق توقیر نہ تھیں، اس کی زمین محبتوں کی بوسہ گاہ نہ تھی۔ مولد فاطمہ کے بام ودر قابل تکریم نہ تھے، خدا کے آخری نبی کا عبادت خانہ اور وحی الٰہی کا مقام نزول باعث عزت نہ تھا۔ کیا اسلام کی اولین خاتون کا قبہ قابل تکریم نہ تھا، کیا ام ہانی کا نام لائق التفات نہ تھا؟ اگر تھا اور یقیناً تھا تو ان مقامات مقدسہ کی بقا اور تحفظ کا معقول ومناسب انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔ حرم کی توسیع پر کروڑوں اور اربوں خرچ کر نے والوں سے کوئی دریافت کرے کہ وہ عمارتیں کیوں منہدم ہوئیں؟ وہ نشانیاں کیوں زمیں بوس ہوئیں؟ وہ مآثر کیوں بے نام ونشان ہوئے؟ کیا ان یادگاروں کا تحفظ ممکن نہ تھا۔ کیا ان کی خمیدہ دیواروں کو چند ریال کے سہارے کھڑا نہیں کیا جاسکتا تھا کیا منہدم کھنڈرات کو چہار دیواریوں کے ذریعہ محفوظ نہیں رکھا جاسکتا تھا۔ کیا چودہ سو سال پرانی دھول مٹیوں کو دبیز شیشوں سے ڈھانک کر محافظت کا حق ادا نہ کیا جاسکتا تھا۔ خدارا ارباب حکومت اور اصحاب دولت سے کوئی پوچھے کہ یہ نشانیاں آخر کیوں بے نام ونشان ہوئیں؟ کیوں بے نام ونشان ہوئیں یہ نشانیاں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ دولت کی فراوانی نے عقیدتوں میں افلاس پیدا کر دیا ہے۔ شاہراہوں کی کشادگی نے دلوں میں تنگی پیدا کر دی ہے۔ عمارتوں کی بلندی نے عقیدتوں میں پستی پیدا کر دی ہے۔ ایئر کنڈیشن مکانات کی اقامت نے ان مکان کی عظمت وتقدیس ختم کر دی ہے، بجلیوں کے رنگین تیز بلبل نے محبتوں کی دنیا کو تاریخ کر دیا ہے امپالا کاروں کی صبا رفتاری نے ایمان کے جذبات کو سست کر دیا ہے اور وسعت حرم کی مہم نے صاحب حرم کی

عظمت ومحبت کو پس پشت ڈال دیا ہے، اگر ایسا ہے تو دنیا کان کھول کر سن لے کہ ان کے گناہ گار غلاموں کو پر شکوہ عمارت نہیں، ان کے قدموں سے لگا ہوا کھنڈر چاہیے صاف شفاف سڑکیں نہیں ان کے قدموں کی دھول اور خاک رہ گذر چاہیے۔صفا ومروہ کا سائبان نہیں اسلام کی اولین خاتون کے مزار اقدس کے قبۂ پاک کا سایہ چاہیے، تیز بلب نہیں سیدہ فاطمہ کی مقدس چکی کا ٹکڑا چاہیے،کوئی عبدالعزیز نہیں ام ہانی کے نام کی عظمت چاہیے،خدا کے لیے اپنی تمام مادی آسائش وسہولتیں لے لو۔ہماری روحانی یادگاریں اور ایمانی نشانیاں دے دو۔

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

□□□□□

مناجات

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حُسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیِّدِ بے سایہ کے ظلِّ لِوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکے بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگے
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزُدا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب پہ آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

لاکھوں سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام	شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم	نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان	کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا	اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا	اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں	ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں	اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا	اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند	اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ	جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام
شافعی مالک احمد امامِ حنیف	چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور	بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام